قرآن اور ماحولیات

جناب انجینئر شفیع حمید صدیقی دام ظلہ

پیش لفظ

جناب محمد ولی رازی صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2631861

قرآن

اور

ماحولیات

جناب انجینئر شفیع حمید صدیقی دانش

پیش لفظ

جناب محمد ولی رازی صاحب

دارالاشاعت
کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۲۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس کتاب کے جملہ حقوق ملکیت حق دارالاشاعت محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ۱۹۹۹ء خلیل پریس کراچی۔
ضخامت : 240 صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26-نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

انتساب

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام
جسم و جاں کی تمام تر عجز و انکساری کے ساتھ۔

شفیع حیدر دانش

toobaa-elibrary.blogspot.com

فولاد سازی سے ماحول سازی تک

کائنات کی بیکراں وسعتوں میں زمین وہ اکلوتا سیارہ ہے جہاں ہوا، پانی سمیت انمول عناصر زندگی کے تانے بانے میں یوں مزین ہیں کہ رہگزارِ حیات نیرنگیوں سے بھرپور ہے۔ کہتے ہیں کہ ہماری زمین 4.6 بلین سال قدیم ہے۔ جبکہ کرۂ ارض پر انسانوں کی آمد گویا پل دو پل کی بات ہے۔ اس کے باوجود مختصر سے عرصۂ حیات میں دنیا کی ذہین ترین مخلوق نے اپنے اکلوتے اور انمول مسکن کو آلودگی کے ہاتھوں پامال کر کے جہنم نما بنادیا ہے۔ دورِ حاضر میں آلودگی اور اس کے گوناگوں مضر اثرات کے سبب لاکھوں انسانوں کے زیاں کے علاوہ ان گنت ساکنانِ بزمِ ہستی ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی بلاشبہ دورِ حاضر کا المناک مسئلہ ہے جس کے اثرات Global Village (زمین) کے چپے چپے پر نمودار ہو رہے ہیں ہوا، پانی، زرخیز مٹی، اوزون کا لباس، جانفزا جنگلات آبی وارضی حیات غرض سبھی کچھ نذرِ آتش آلودگی ہوا جارہا ہے۔ اہلِ مشرق و مغرب سبھی اس آلودہ اور اذیت ناک رتوں کے ذمہ دار ہیں۔ بقول شاعر

یہ بستی ہے ستم پروردگاں کی
یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے

شفیع صاحب یوں تو اب تک دس کتابیں شائع کر چکے ہیں مگر آلودگی کے موضوع پر ان کی کتب کو ملکی سطح پر نہ صرف پذیرائی ملی بلکہ بہترین ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ قرآن پاک کے تراجم اور آیاتِ کریمہ کے دلنشین اسلوب سے متاثر ہو کر دانش صاحب نے خزینۂ دینِ مبین نامی کتاب تحریر کی تھی جس میں سورہ الرحمٰن سمیت متعدد آیات کے منظوم تاثرات قلم بند کئے۔ "قرآن اور ماحولیات" کے موضوع پر کتاب لکھنے کا خیال موصوف کو یوں آیا کہ مغرب کی متعدد کتابوں میں اتنے سائنسی اور ٹھوس شواہد ملے جو قرآن پاک میں نہایت سادہ میں الفاظ صدیوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہلے سے موجود ہیں۔ بادلوں کا بننا۔ پودوں کی نشوونما، مردہ زمین کو جلانا، جانداروں کی انواع و اقسام کا پھیلاؤ، ہوا پانی اور دو نباتات کے کرشمے سبھی کچھ قرآن میں بڑے منفرد اور مدلل انداز میں مذکور ہے۔ "قرآن اور سائنس" میں اس قدر مماثلت نے شفیع صاحب کے جذبۂ تحریر کو مہمیز لگائی۔ چنانچہ مصنف کو بفضل خدا "قرآن اور ماحولیات" کی تصنیف میں چنداں دشواری نہیں ہوئی۔ دانش صاحب نے روزِ اول سے عدو مبین (ابلیس) کی انسان دشمنی اور اس کے مذموم ارادوں کو آلودگی سمیت کرۂ ارض کے فساد و منفی رویوں کا محور بنایا ہے۔ نیز یہ کہ دار فانی میں ہر ہر سطح پر ایک متحرک توازن ہے جسے خالقِ کائنات نے قرآن کریم میں جابجا فرمایا ہے اور اس توازن کو نہ بگاڑنے کی تنبیہہ فرمائی ہے مگر حضرتِ انسان نے شیطان کی پیروی میں احکامات خداوندی کو پسِ پشت ڈال کر کرۂ ارض میں ماحول کا توازن یوں بگاڑ دیا ہے کہ حیاتِ روبہ وفات ہو رہی ہے۔ آپ کو یہ جان کر ناگوار حیرت اور صدمہ ہوگا کہ دنیا کی آدھی آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ خوراک کی کمی اور اس سے متعلقہ امراض میں ہر سال 42 ملین افراد لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ صنعتی فضلات اور تیزابی بارش کے سبب زمین بانجھ اور ناکارہ ہوتی جارہی ہے اور متعدد ممالک میں جھیلیں اور آبی ذخیرے آبِ حیات سے تہی دامن ہو چکے ہیں۔ ان گنت اور انمول جانداروں کی نسلیں آلودگی کے سبب ناپید ہو رہی ہیں یہ خاموش تباہی (Quiet Crisis) یوں ہی جاری رہا تو سازِ ہستی بھی خاموش ہو جائیگا۔ آلودگی کو اکیسویں صدی کا آسیب کہا جائے۔ تو بے جا نہیں شفیع صاحب کی زیرِ نظر تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ سائنس اور قرآن میں نہ صرف یہ کہ تضاد نہیں بلکہ قرآن تو سائنسی رموزِ حیات افشا کرنے کیلئے بار بار تاکید کرتا ہے۔

گزشتہ دو سو برسوں میں توانائی کے حصول، صنعتی ترقی، آبادی کے دباؤ اور وسائلِ قدرت کے بے دریغ استعمال نے ماحول کا توازن بگاڑ دیا ہے۔ اس سنگین مسئلے کا حل ہمیں کتابِ مبین میں ملتا ہے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ فضول خرچی

کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں نیز یہ کہ حد سے بڑھنے والے اور فساد (آلودگی) پھیلانے والے اللہ کو نا پسند ہیں۔ چنانچہ شیطان کی جگمگاتی راہوں کو چھوڑ کر ایمان و یقین کی ناہموار راستوں پر چلیں تو نتائج حوصلہ افزا ہونگے۔ شفیع صاحب کے ادبی سفر میں ان کے بچپن کے ماحول کے گہرے نقوش ملتے ہیں۔

گاؤں کے لہلہاتے کھیتوں میں پرندوں کے نغمے، رہٹ کی صدائیں، پن چکی کی کوک اور بیلوں کے گھنگروں کی صداؤں کے ساتھ ساتھ شجرہائے سایہ دار کے پتوں کی پازیب کی جھنکار غرض سبھی کچھ دست قدرت کی صناعی کا بہترین مظہر تھا ایسے میں شاعری کے ساتھ ساتھ ماحول سے ان کی دوستی پختہ ہوتی گئی۔ ساتھ ساتھ مفلسی بھی دردِ دل کی طرح دامن گیر رہی۔ رات گئے تک ٹیوشن پڑھانے کے ساتھ ساتھ موصوف نے تین روپے یومیہ Daily wages پر مزدوری کر کے تعلم کو جاری رکھا۔

انجینئرنگ کی تعلیم کیلئے کراچی منتقل ہوئے تو اور مسائل کے ساتھ ساتھ شوروغل اور آلودگی کے متعدد عوامل نے اپنے منفی اثرات مرتب کئے یہی وجہ ہے کہ شاعری اور سفرناموں پر مبنی کتابوں کے ساتھ ساتھ ماحول پر کئی کتابیں لکھ دیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ ادبی محفلوں کے ساتھ ساتھ ماحول سے متعلق سیمینارز میں میں بھرپور حصہ لیتے ہیں کئی مقالے اور مضامین وقتاً فوقتاً تحریر کرتے رہے ہیں۔

پیشہ ورانہ سرگرمیوں میں بھی پیش پیش ہیں حال ہی میں مقامی خام لوہے کو قابلِ استعمال بنانے کیلئے کامیاب تحقیقی تجربات کئے نیز داؤد انجینئرنگ کالج میں گزشتہ سولہ سال سے Visiting Professor بھی ہیں۔ گھریلو زندگی میں بڑے معاون ہیں۔ باغبانی کا جنون ہے۔ گھر کی چار دیواری میں لگے پودے اور درخت اور ان پر منڈلاتے بھنورے، تتلیاں اور راگ الاپتے پرندے ماحول سے ان کی دوستی اور ہم آہنگی کا مظہر ہیں۔ گھر کا ماحول بڑا پرسکون ہے۔ بیٹا افتخار حیدر صدیقی کمپیوٹر انجینئرنگ کے سال آخر میں ہے۔ بیٹی سمیعہ شفیع ڈاؤ میڈیکل میں MBBS کر رہی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور چھوٹی بیٹی وجیہہ شفیع، شفیع صاحب کی چہیتی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر سال امتیازی نمبر سے پاس ہوتی ہے۔

دانش صاحب کی تحریر "قرآن اور ماحولیات" غالباً اس موضوع پر اردو میں پہلی کتاب ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تحریر سائنس دانوں اور مذہب اسلام کے حقیقی علمبرداروں کے مابین ہم آہنگی کو اجاگر کریگی اور فکر و تدبر کی نئی راہیں کھولے گی۔ تاکہ معاشرہ اخلاقی اور ماحولیاتی آلودگی کی دلدل سے نکل کر صراط مستقیم پر چل نکلے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ
شمیمہ خاتون ابوالخیری
زوجہ
شفیع حیدر صدیقی دانشؔ

فہرست۔ قرآن اور ماحولیات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳	انتساب	1
۵	فولاد سازی سے ماحولیاتی تک (شمیمہ خاتون)	2
۱۱	پیش لفظ (مولانا محمد ولی رازی)	3
۱۵	چھوٹی بڑی باتیں (ڈاکٹر پرویز نعیم)	4
۱۹	QURAN AND ECOLOGY OF MANKIND (ڈاکٹر مرزا الرشد علی بیگ)	5
۳۷	رحمٰن انسان اور شیطان	6
۵۷	دار فانی کا معصوم سیارہ	7
۷۵	لے سانس بھی آہستہ	8
۸۹	دھوپ اور چھاؤں	9
۹۹	آب حیواں کے کرشمے	10
۱۱۹	درختوں کے آنچل	11
۱۳۵	جسم و جاں کے کشکول	12
۱۴۹	لقمۂ تر کا تعاقب	13
۱۶۷	دوش ہوا پر ابر پارے	14
۱۷۹	شعلوں کی لپک	15
۱۸۹	آوازوں کی گھن گرج	16
۱۹۵	...... بیرون دریا کچھ نہیں	17
	SCIENTIFIC DATA	18
	BOOKS REFERRED	19

toobaa-elibrary.blogspot.com

ماحولیات کا مسئلہ

اور اس کے حقیقی اسباب

محمد ولی رازی

ماحولیات کا مسئلہ اب ایک عالمی مسئلہ بن گیا ہے۔ اور ماحول کے Pollution سے نمٹنے کے لئے تقریباً پوری دنیا میں بہت بڑا سرمایہ خرچ کیا جارہا ہے۔ لیکن اس معاملے میں بھی دنیا نے دوسرے اہم معاملوں کی طرح اپنی اقوام کو بتیا جن کی وسعت فکرو نظریات کے تنگ دائرے سے آگے نہیں بڑھتی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام کوششوں کے باوجود مسئلہ جوں کا توں بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے۔ اس لئے اس وقت اس مسئلے کی سنگینی کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت بھی ناگزیر ہوگئی ہے کہ ماحول کی خرابی کے اصل اسباب کی تلاش کرکے ان اسباب کو دور کرنے کی غیر متعصبانہ کوشش کی ج ائے۔

ماحول کی دو بڑی قسمیں :- انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ ان میں سے ایک چیز اصلی اور بنیادی ہے اور دوسری چیز عارضی اور غیر مستقل ہے۔ اصل چیز روح ہے جس کا تعلق اس دنیا سے ہے اور اس دنیا کی کسی چیز سے نہیں۔ وہ عالم بالا کی چیز ہے۔ اس کی پیدائش اور پرورش میں اس دنیا کا کوئی حصہ نہیں، دوسری چیز جسم ہے جو عارضی طور پر ہمیں ملا ہوا ہے اور اسکا وجود اور پرورش اسی دنیا کی غذاؤں اور ماحول کا مرہونِ منت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کی یہ امانت دنیا ہی کو سپرد کرکے چلا جاتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جس طرح جسم کو اچھے ماحول کی ضرورت ہے اور ماحول کی خرابی اور تباہی سے جسم کی صحت و بقا کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح روح کو بھی صحتمند ماحول کی اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ لیکن جس بات سے ہم خطرناک حد تک غفلت میں مبتلا ہیں وہ یہ ہے کہ ہم روحانی ماحول کی خرابی کو جسمانی ماحول کی خرابی کا سبب نہیں سمجھتے جبکہ روح کی گندگی کا جتنا اثر جسم کی صحت پر پڑتا ہے اتنا اثر باہر کی گندگی کا نہیں ہوتا، اس کائنات کا خالق ایسی کسی بات کو نہ پسند کرتا ہے اور ایسا حکم دیتا ہے جس سے اس کی مخلوق کا ماحول خراب ہو۔ اسلام اس کائنات کے خالق کی مرضیات کا نام ہے۔ اسی لئے اسے دینِ فطرت کا نام دیا گیا ہے۔ ماحولیات کے بارے میں بھی اسلام نے جو تعلیمات دی ہیں اگر ان پر سنجیدگی کے ساتھ عمل کر لیا جائے تو اس عالمی مسئلہ کا فطری حل مل سکتا ہے۔

ماحولیات کے بارے میں موجودہ صدی میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور اسلام کے حوالے سے بھی اردو انگریزی میں کئی کتابیں وجود میں آئی ہیں۔ جن میں مختلف زاویوں سے اس مسئلے کے بارے میں قرآن اور اسلام کے نظریے کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض کتابیں ان میں سے بہت مفید معلومات پر مشتمل ہیں اس وقت میرے ہاتھ میں جناب شفیع حیدر دانش کی کتاب "قرآن اور ماحولیات" کا مسودہ ہے۔ اس مسودے کو میں لفظاً لفظاً تو پورا نہیں دیکھ سکا لیکن اکثر حصہ جستہ جستہ دیکھا ہے۔ سب سے پہلے جو چیز پڑھنے والے کی توجہ پر قوت کے ساتھ اثر انداز ہوتی ہے وہ اس کی شگفتہ آسان اور دلچسپ زبان ہے۔ ماحولیات جیسے خشک موضوع کو مؤلف کی زبان نے ایک خوبصورت

موضوع میں بدل دیا ہے۔

اس مسودے پر چند ہفتے پہلے میری اچٹتی سی نظر اس وقت پڑی تھی جب میں اپنے بھتیجے اور دارالاشاعت کراچی کے مدیر عزیزم اشرف صاحب سلمہ کے پاس دارالاشاعت میں بیٹھا تھا انہوں نے مشورتاً مجھے یہ مسودہ دکھایا کہ اسے شائع کیا جائے یا نہیں؟ اس وقت بھی صرف ورق گردانی کرتے ہوئے ایک پیراگراف پڑھنے کے بعد اس کے شگفتہ اسلوب نے میرا دامن پکڑ لیا تھا اور اچھا خاصا معقول حصہ میں نے اس وقت بھی دیکھ لیا تھا۔

ماحولیات کے موضوع پر ابتک کئی تحریریں میری نظر سے گزرچکی ہیں۔ انگریزی کی ایک تحریر کے علاوہ اب تک جتنی تحریریں میں نے دیکھی ہیں شفیع حیدر دانش صاحب کی یہ کوشش اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس میں ماحولیات کے مسئلے کے مختلف زاویوں کو سائنسی معلومات کے ساتھ زیر بحث لاکر قرآن کے تصور ماحول کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنے اسلوب تحریر کی وجہ سے ہر پڑھنے والا ان معلومات سے ذہنی مشقت کے بغیر ہی بہرہ ور ہوسکتا ہے۔

اس کتاب سے یہ اندازہ ضرور ہوگا کہ اسلام نے ہر شعبے میں فطری رہنمائی فراہم کی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ اور سنجیدہ کوشش ہے۔ اچھا ہوتا اگر کتاب کے شروع میں اس حقیقت پر بھی چند صفحات میں گفتگو ہوجاتی کہ باہر کے ماحول کی صحت و بقا کا بڑا انحصار اندر کے ماحول کی درستگی پر ہے۔ فکر درست ہو تو عمل درست ہوتا ہے۔ اندر کا پولوشن باہر کے پولوشن کا اصل سبب ہوتا ہے۔ اور اندر کا سب سے بڑا پولوشن شرک ہے۔ قرآن کریم نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان الشرک لظلم عظیم ۝

بیشک شرک عظیم ظلم ہے۔

ظلم اندھیرے کو کہتے ہیں۔ اردو میں ظلم کا ترجمہ اسی لئے اندھیرے سے کیا جاتا ہے۔ اندھیرا اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت سے محروم کردیتا ہے۔ اندر اندھیرا ہو تو باہر "اندھیر" ہوتا ہے۔

بہرحال میں شفیع حیدر دانش صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی یہ تحریر اس موضوع پر ایک مفید کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

محمد ولی رازی

14 ذی الحجہ 1419ھ

3 اپریل 1999ء

چھوٹی بڑی باتیں

جب گھرے بادل چھٹ جائیں اور چودھویں کا چاند اجالے میں سامنے آجائے تو کیا سکون اور ٹھہراؤ کا احساس ہوتا ہے۔ بس کچھ ایسا ہی احساس دیتی ہے دانش کی نئی کتاب "قرآن اور ماحولیات" جو "دھندلے افق پر" اور "گدلے پانی" کی اوٹ سے نکل کر آپ کے حسنِ ذوق کے ثبوت کے طور پر موجود ہے آپ کے ہاتھوں میں۔

شفیع حیدر دانش ایک دنیا گھومے ہوئے ہیں حساس دل رکھتے ہیں۔ انجینئرنگ کرتے بھی ہیں پڑھاتے بھی۔ اور رہتے ہیں کراچی جیسے انتہائی آلودہ شہر میں ان تمام عوامل کو جمع کریں تو اس بات پر قطعی حیرت نہیں ہوتی کہ موصوف نے ماحولیاتی آلودگی پر ایک نہیں بلکہ چار عدد کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔ لیکن حیرت اس بات پر ضرور ہوئی کہ دانش نے ماحولیات کے موضوع کو جانچنے کی کوشش کی قرآن کے حوالے سے ذرا سوچئے۔ جینز کی پینٹ اور چیک کی قمیض پہننے والا اور یورپ کی سیاحت کرنے والا۔ بلکہ یورپین زبانیں گٹ پٹ بولنے والا اگر سائنسی گفتگو میں آپ کو مذہب کا حوالہ دینے لگے تو آپ کو کیسا لگے گا؟

ویسے بھی سائنسی دنیا کا عالم یہ ہے کہ ایک سوال کا جواب ڈھونڈو تو دس نئے سوال اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مثلاً کہنے کو تو پاکستان میں تین قسم کے پودے ہیں یعنی جڑی بوٹیاں، جھاڑیاں اور درخت لیکن ماہرین سے اب تک کوئی 6510 سے زیادہ اقسام دریافت کرلی ہیں۔ فی الوقت پاکستان کی نباتات پر لکھی جانے والی کتاب کی 194 جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ ہر جلد میں پودوں کے ایک خاندان کا ذکر ہے۔ ہر خاندان میں ایک سے لے کر کئی سو اقسام تک کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پودے ہیں۔ نئے پودوں کی دریافت کا کام جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اس لئے کہ ایک طرف تو ماحولیاتی آلودگی اور دیگر وجوہات کی وجہ سے کئی اقسام ختم ہورہی ہے تو دوسری طرف نئی نئی اقسام معرضِ وجود میں بھی آرہی ہیں۔ اس کی ایک وجہ موجودہ اقسام میں جینیاتی تبدیلی ہے جس کا سلسلہ ازل سے ابد تک چلتا رہے گا۔ گویا علم ایک ایسا عظیم سمندر ہے کہ اس میں غوطہ لگانے والا ہر شخص اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ حاصل کرتا ہے لیکن اس سمندر میں پنہاں خزانے کا مکمل احاطہ کرنا شاید ایک خواب ہی رہے۔

اس پر متضاد یہ کہ سائنسی علوم میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی رہتی ہے۔ کچھ نظریات بالکل رد ہوجاتے ہیں کچھ تبدیل۔ ایسی صورت حال میں سائنسی معلومات کا الہامی کتابوں کے اشاروں کی نسبت سے تجزیہ کرنے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔ اس ضمن میں اتنا کہہ دینا ہی مناسب ہوتا ہے کہ "موجودہ شواہد کی روشنی میں الہامی کتاب کی فلاں آیت کی ایک تشریح یہ بھی ہوسکتی ہے لیکن جناب کیا کہئے کہ آپ کو کچھ ماہرین ایسے بھی ملیں گے جنھوں نے سائنس میں مذہب یا مذہب میں سائنس تلاش کرنے کی سعی فرمائی۔ اور ایسے حیرالعقول انکشافات کر بیٹھے کہ ڈاکٹر پرویز ہود بھائی کو ان ماہرین کی شان میں ایک پوری کتاب لکھنا پڑی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے۔ اگر کوئی ماہر فرشتوں کے آسمان سے اترنے کی رفتار کا حساب لگائے۔ یا آپ کے اچھے کاموں کی وجہ سے جمع ہونے والی نیکیوں کا بہی کھاتہ رکھنے کے لئے سائنسی فارمولہ ایجاد کرے تو آپ ایسے ماہرین کو دین کے نادان دوست کے سوا اور کیا کہیں گے۔

اب ایک نظر دانش کی اس تازہ تصنیف پر ڈالیں۔ اول یہ کہ ماحولیات کے موضوع پر موصوف کی مضبوط گرفت کا ثبوت ہیں موصوف کی دو کتابیں

جنہیں اس موضوع کے دوسرے ماہرین کی جانب سے بھرپور پذیرائی ملی۔ دوئم یہ کہ دانش کے سفرناموں اور منظوم کلام میں موصوف کے مذہبی جذبے اور علم کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ مسئلہ تھا دو عناصر کا یکجا کرنا۔ لیکن دانش نے ہمت کر ہی ڈالی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ تحریر پر ذرا غور کریں تو واضح احساس ہوگا کہ صریر خامہ میں نوائے سروش کے ساتھ ساتھ ٹیسٹ ٹیوب کی کھنک بھی شامل ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس آواز کی گونج چار دانگ عالم میں پہنچے۔

اس کام کے لئے خصوصی توجہ درکار ہے اسلام آباد میں قائم دعوی اکیڈمی کی۔ جو علماء اور خطیب صاحبان کے لئے تربیتی پروگرام کا اہتمام کرتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ دانش کی یہ کتاب ایسے پروگرام کے توسط سے ہر خاص و عام تک پہنچے گی۔ یہ نویدِ بصیرت عام ہوگا تو شاید یہ بات سب تک پہنچ جائے کہ ماحولیات کے موضوع کی اصل ابتدا کہاں سے ہوئی۔

وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر پرویز نعیم
ڈائریکٹر
شعبہ ماحولیاتی تجزیہ
بقائے ماحول کی عالمی انجمن
(IUCN)
August 17, 1998

toobaa-elibrary.blogspot.com

QURAN AND THE ECÓLOGY OF MANKIND

By: Shafi Haider Siddiqui Danish

This time Shafi Haider Siddiqui Danish has come up with a strong arm to protect the ecology of mankind including his environment, using the several verses of the Holy Quran. The Quran lays down the guiding principles for the living and lifestyle of mankind. There are some 700 verses in the Holy Quran which are directly related to exact sciences. The verses cited by Danish are those that ordain mankind to treat his environment with respect. Judging from the arguments of the present book, his earlier publications were mild persuasions to desist from polluting the ecosystem which include the precious resources of the earth.

The book presented under the above caption will be a forceful addition to the already available literature on creating awareness on the need to preserve the resources of the only planet that bears life and to protect its ecosystem. The author's view point and approach to identify the man-induced environmental problems, is well known to his readers by now. He has published two books, one "Dhundle Ufaq par" or "on the Gloomy Horizon" and the other "Gadla Pani" or polluted water", both touching on core issues of the problems emanating from the deliberate disregard of environmental issues and of resource conservation practices.

Shafi Haider Danish had, in his earlier publications

toobaa-elibrary.blogspot.com

used his style, mixing in at times, with episodes on environmental degradation. Publication of the present "Quran and the Ecology of Mankind" finds him using the verses of the Holy Quran to suggest that pollution of the ecosystem has gone far enough to make many resources irretrievable and that many of the actions of mankind are directly opposed to what has been mandated by Allah.

The author has quoted verse after verse in support of his argument and has, after distributing them into different sets, placed them in the following twelve chapters : (1) The Innocent Planet of Mortal System, (2) Under the Trees and Vegetative Cover, (3) Deafening Noise, (4) Sunshine, Solar Energy and the Advancing Shadows, (5) Pursuit of a Nutritive Morsel, (6) The begging Bowl of the Animal Kingdom, (7) Nothing Outside the Aqauatic Environment, (8) Impending Disaters of Air Polluting, (9) Miracles of the water for Animal Life, (10) Leaping Flames, (11) Environmental Disbalance and Loss of Biodiversity, and (12) Benevolence of Rahman, Ungrateful Mankind and Disobedient Satan.

In trying to place the environmental degradation scenario in the true perspective, the Allah-fearing Shafi Haider Danish has started from infinity and has closed in on the ecosystem of the planet earth. While following this sequence he has described the position of the earth with respect to the celestial bodies and the global ecosystem. Proceeding in the same sequence, he narrates the forces governing the life process at work in the macro-environment, and finally the micro-environment, where mankind is actively engaged in its modification.

The question in why he has, or for that matter all Allah fearing Muslims, have to resort to the use of the

writings in the Holy Quran as an argument to protect the ecosystem. The reason is apparently simple. The Quran has laid down the criterion that for any claim or argument, evidence must be produced from an authentic source based on knowledge or ilm, divine guidance or huda, or a light giving book or kitabam munira. This makes knowledge the first decisive factor. The Quran has, in verse 46:4, stressed the importance of an argument based on authentic book to the effect that, "if any other god has created anything anywhere on earth or in heavens, then as a proof thereof, they should either produce an 'earlier scripture' as an authority, or a record proof thereof based on true knowledge.

The revelation of the Holy Quran, as a sublime holy Book, became a landmark in the spiritual and intellectual history of mankind. The Quran become instrumental in raising the status of the book and it was soon revealed to the Prophet that the 'People of Book' are the privileged ones because of their knowledge and consolidating the concept of Book as repository of knowledge and wisdom, the Quran institutionalized the authority of the Book as source of reference in all areas of knowledge.

With the establishment of superiority of knowledge, the importance of Book supported arguments became obvious and search for more and more knowledge became in ideal par excellence. This led to a large number of studies, 'ulum' which demanded more and more books. Publication of the present book : Quran and Ecology of Mankind" by Shafi Haider Danish must be viewed in this context, ignoring the present practices of according the lowest priority to education, publication of books and its readership.

In the first Chapter : The innocent Planet of the Mortal System, Danish lays the foundations of his

toobaa-elibrary.blogspot.com

arguments by quoting several verses from the Holy Quran, which offer systematic and scientific account of creation of the Universe and motion of celestial bodies. It is indeed remarkable that the concepts revealed in the Holy Quran in the early seventh century are being found increasingly valid with the progressive advance of science and sophistication in scientific tools and techniques of investigation. Some seven hundred verses in the Holy Quran describe natural phenomena and each conforms to natural laws, scientific explanations for which were discovered recently or not in the distant past.

Verse 2:117 for example, points out that "to Allah is due the primal origin of the heaven and the earth, when He decrees a matter He says to it 'Be' and it is done". In verse 21:30 it is stated clearly that "the Heavens and Earth were joined together (as one unit of creation) before we clove them asunder". This suggests that the entire Universe has evolved out of a single gaseous nucleus and the sky which was an integral part of this single nucleus was in a gaseous state, in accordance with verse 41:11 which says, "Moreover He comprehended in his design the sky and it had been (as smoke)".

It is interesting that the Quran speaks of cleaving asunder of the Heaven and the Earth from a single nucleus. Of the theories on creation of the Universe, the Big bang model is very close to the Quranic concept in that the theory points to decoupling after time t3, of the radiation energy and matter leading to a precipitous decline in the temperature of matter vis-a-vis radiation temperature. This phenomenon of decoupling is close to what is implied by the Quranic revelation : cleaving asunder of the Sky and the Earth. The Quran describes the annihilation of the universe with the same authority as its creation and again the Big Bang theory is near enough.

Verses 37:5 & 6 say, "He is Lord of the Heavens and of the earth and all that is between them, and the Lord of the Sun's risings. Lo! we have adorned the lowest Heaven with and ornament, the planets." 41:11 and 41:12 suggest that the seven firmament, the galactic and the solar system were raised simultaneously and were interlinked as part of the system were raised simultaneously and were interlinked as part of the system of the Universe within the same further revealed in these verses that each of seven heavens has been assigned specific roles without spelling them out. The recession of the galaxies which is now firmly established by Hobble's Law and Red Shift, and which also implies expansion of the Universe, had already been indicated in verse 101:47, "the Heaven we have built it with power. Verily we are expanding it".

In verse 78:12 & 13 the status of the Sun has been described as a blazing lamp and its orbital movement in verse 36:38 by "And the Sun runs his course for a period determined for him." The course, defined in verse 21:33 is "It is he who created the night and the day and the Sun and the Moon; all the celestial bodies swing along each in its rounded course." In verse 36:40 the Quran points out the this "rounded course" of the Sun and the Moon is a movement in their respective orbits : "It is not permitted for the Sun to catch up with the moon nor can the night outstrip the day, (Just) swims in (Its own) orbit, according to law".

Alternation of nights and days pointed out by the Quran are due to sphericity of the earth, its inclination of 23.5 degrees to its orbital plane and its rotation around the axis in 24 hours. This phenomenon will continue as long as the planetary system lasts but the duration of the nights and days change with seasons. Changing duration of days and nights are described in verse 31:29, "have

toobaa-elibrary.blogspot.com

you not seen how Allah merges the night into the day and the day into night." And in verse 39:5, He coils the night upon the day and He coils the day upon the night." The phenomenon of mergers pointed out by the Quran in the seventh century, will occur only if part of the day or its total duration it absorbed in the night or vice-versa. There are areas in the northern and southern hemispheres, including Finland where Danish has spent some time, which are designated as the land of the midnight sun and between the Arctic circle and North Pole and Antarctic Circle and the South Pole are locations where the duration of the days and nights are of six months duration each.

After having described the governance of the motion of the celestial bodies in space, and Allah's commands like: 'Be, and accomplishment to perfection' Danish has, in the Chapter: "Benevolence of Rahman, Ungrateful Mankind and Disobedient Satan", turned to the negative forces vis-a-vis role of the agents of change, emerging as mankind and the devil, at the hands of Allah Himself. The two agents have, in trying to deviate from the righteous path, been striving to reverse the processes and to bring in the processes of degeneration. Their attempts are at best miniaturized and are apparent only at the microcosm. One can find such changes initiated as environmental degradation by activities of mankind. The Holy Quran has already made mention of such processes in verse 7:56 where it is stated, "work not confusion in the earth after the fair ordering thereof, and call on Him in fear and hope." Confusion has, however, been deliberately created by mankind by over-exploitation of resources.

Allah has clearly stated that He does not like extravagance. In verse 7:31 He says, "O Children of Adam! Look to your adornment at every place of worship,

andeat and drink, but be not prodigal. Lo! He does not like the prodigals." Then inverse 2:190 the Quran states, "Allah does not like the aggressors an transgressors." and in verse 14:34 the it states, "And He gives you all that you ask of Him, and if you count the bounty of Allah, you will not be able to reckon it. Lo man is verily a wrongdoer, and ingrate." and in verse 102:1-8 the Quran states, "Rivalry in worldly increase in wealth and status, has distract you to the extent that you have reached your graves." The distraction is due to lust for power and its use to have plenty, does not matter if it deprives the weak and humble of their rights or share.

The negative forces just mentioned are the sources of 'confusion' and were incidentally antic ipated by the angels, including Iblis, who was later condemned to be the Devil. Verse 2:30 states that the angels had, while expressing their surprise at the outset i.e. at the time Allah expressed His desire to place a viceroy in the earth, said that mankind will indulge in bloodshed and in creating confusion. Mankind was created as a creation par excellence but in verse 7:11-19 it is stated "And we created you, then, fashioned you, then told the angels : Fall prostrate before Adam! And they fell prostrate, all save Iblis, who was not of those who make prostration. On asking for the reason Iblis replied that I am better than him since you have created me from fire and him from mud. Iblis was degraded for showing pride, but then he asked for being reprieved till the day they are raised from the dead, to which Allah agreed. Iblis then said: "Since you have sent me astray, verily I shall lurnk in ambush for them on your right path, and shall come upon them form all sides, front, back, left and right. You will not find most of them beholden to you. Allah

toobaa-elibrary.blogspot.com

said: Go forth from here, degraded, and banished and for thy followers, I will fill hell with all of them."

Iblis was condemned but was also granted leave to exploit the situation and help, create 'confusion'. One must forget that it is always Allah's will that is supreme and it is He who knows best. It is seemingly apparent that creation of negative forces and letting the Devil loose is the desire of Allah. This implies that mankind has to put up with the working in of the negative forces by the agents who are corrupting the resources of the earth at the behest of the Devil. Not only that, mankind has to find the virtuous path, since whoever indulges in overspending, over-exploitation or overdoing things, is among the least liked.

Creation of confusion by the so called agents of change and its correction through the operation of positive forces at the hands of His Messengers has been described by the author in episodes and the oft-repeated warnings against the consequences of disregarding the revelations by Allah. Verse 41:13, for example "But if they turn away, then say I warn you of a thunderbolt (which fell of old upon the tribes) of A'ad an Thamud." Danish describes these in the Chapters: 'Leaping Flames' and 'Air and Atmosphere'. The Quran narrates the arrogance of A'ad, in verse 41:15 & 16, "A'ad questioned, who is mightier than us in power ? Could they not see that Allah who created them, He was mightier than them in power? And they denied Our revelations. Therefore We let loose on them a raging wind in evil days, that we might make them taste the torment of disgrace in the life of the world."

Mankind in general and Pakistanis in particular have

taken the attitude that since Allah has gifted them with a windfall in 1947 by giving them Pakistan, He will bestow them with infinite benefits while whey will not deviate from their practices which have degraded the ecosystem to the limit of its absorption capacity. It is here that verse 42:27 must be cited, "And if Allah were to enlarge the provision for His slaves, they would surely rebel in the earth , but He sends down by measures as He wills." The rebellions indeed on from those who have their provision enlarged. Little do they know that, as stated in verse 42:36, "Now whatever you have been given, is but a passing comfort for the life of the world." It is further stated in verse 42:42, "The way of blame is only against those who oppress mankind, and wrongfully rebel in the earth. For such there is a painful doom."

It is apparent from the above verses that there are two types of degradation processes: one is enlargement of provisions through the processes of over-exploitation and the other is oppression of mankind and wrongful rebellion on earth. Such rebellion may, as pointed out by Danish, be polluting the water resources through discharge of effluents which is nothing but oppressing mankind since that process could lead to short and long term health effects on the living species, including mankind, of course.

The operation of a dilapidated transportation fleet and the discharge of toxic gases e.g. sulphur dioxide, along with smoke through the chimneys of brick kilns and powerplants, provides another example of wrongful rebellion in earth and of a process that is oppressive for mankind. The excessive use of irrigation water by those at the head of the water course is yet another example of wrong full rebellion in earth and of a process that oppresses mankind. The rebellion in earth does not simply

toobaa-elibrary.blogspot.com

end here but has devastating effects on the soil which is salinized whereby the soil loses its fertility and reduces the yield of crops. These are examples of working in confusion in earth after its fair ordering, as stated in verse 7:56.

The degradation processes occurring after fair ordering of earth, is not confined to the physical environment but has profoundly polluted the social environment. Domination of negative forces in a society is a clear indication of a rebellion and working in of 'confusion' and hence of the prevalence of social pollution. The operation of the feudal system, which has its provision enlarged, and it governance of the social environment in Pakistan, is likewise a rebellion. According to verse 42:42, the system oppresses mankind, and wrongfully rebels in the earth and for doing so it has developed a system comprising its companions in the civil and military bureaucracy, members of biradri, patharedars, dacoits and religious leaders and has its tentacles spread over almost all levels of hierarchy to permeate social pollution.

The munafiqeen have set up a shield of a degraded social system to suppress the legitimate inflow of resources and benefits of development processes to common man. It is due to munafiqat that the claims of maximum good for maximum people by the munafiqeen as leaders have remained a political slogan and Quranic verdict on infaq or equitable distribution of resources a far cry. The above mentioned shield of social pollution allows overexploitation of public sector organizations, marginalising merit and firm control over key points in the financial institutions so that benefits to the system are not misdirected.

The disarray in the Pakistani social system is mainly due to failure of the system responsible for management

of resources and is largely a social maladjustment due to prevalence of the negative forces. The latter does not recognize the inappropriate processes that have become part of lifestyle and are causing damages to the social environment. Pakistanis are suffering from another syndrome, the one related to Management Crisis. No one will disagree with Danish that many of the degradation processes confronting the aesthetics of the physical environment are due to bad management and thus the making of mankind itself. This has been discussed by him in the Chapters 'Sunshine, Solar Energy and the Advancing Shadows' and 'Pursuit of a Nutritive Morsel'.

Environment describes the interaction of the living species, including man and animals, with water, air, soil and sunshine. Mankind has tried to modify the living environment to enjoy a quality of life that is better than the immediate past. In doing so, he has used up the natural resources extensively to the stage of reaching the critical limits and degrading the environmental conditions. Pakistanis have modified the environment in their own way by adopting short-cut-to-success methods to achieve the same goals which the industrialized countries attained through hard work, patientce and of course with the motives to attain superiority in war and peace i.e. in weapons and trade and industry.

The result is reflected in the Chapters 'Pursuit of a Nutritive Morsel', and 'The Begging Bowl of the Animal Kingdom', where the author describes the living condition in Pakistan which obviously suggests that there has been tremendous progress in each sphere of activity. However, this is at the cost of limited resources of the country e.g. those of water and energy. They are under serious stress due to fast depletion and inefficient management of wastes generated by their consumption.

toobaa-elibrary.blogspot.com

In the Chapters : 'Leaping Flames' and 'Impending Disasters of Air Pollution', the author describes the increasing use of fossil fuel which is likely to rise from 6040 million tons oil equivalent, MTOE in 1975 to 39,400 MTOE in 2030. Under ideal conditions of burning coal or petroleum, the combustion products are carbon dioxide and steam. However, ideal conditions are never attained in combustion of natural products and their emissions always contain several pollutants but mainly comprise carbon monoxide, oxides of nitrogen, unburnt hydrocarbons, suspended particulate matter and scores of degradation products of petroleum.

Air pollution is largely the result of continuous input of toxic pollutants, discharged by an increasing number of vehicles. The pollutants include lead and unburnt hydrocarbons, 2,4-benzopyrene, carbon monoxide, nitrogen oxides from the combustion of petrol and cadmium from the wearing of tyres. A cloud of smoke builds up towards the evening over all crossings in the city centres all over the country. With traffic Jams becoming common now, the carbon monoxide level reaches alarming proportions of 40 to 80 pm continuously for almost 1 to 1.5 minutes in the microenvironment of all the traffic congestion points, specially at the middle of the roads.

Diesel oil, furnace oil and coal, used for energy production contain large quantities of sulphur than desired. Each 1,000 tons of diesel oil contains fro 7 to 10 tons of sulphur as against the global average of less than 5 tons. Each 1,000 tons of furnace oil contains from 35 to 40 tons of sulphur and is capable of producing 70 to 80 tons of sulphur dioxide or 105 to 120 tons of sulphuric acid. The indigenous coal also produces almost similar quantities of sulphur dioxide, and it is common knowledge that the environment around the brick kilns

is obnoxious. These kilns use over 3 million tons of coal and almost 100,000 of them are spread all over the country.

The emissions just named contribute to formation of smog, acid rain, greenhouse gases and other air toxics. Acid Rain is caused by the interaction of water droplets with acidic gases, of which sulphur dioxide and nitrogen oxides are the most notorious. The impact of the emissions and their interaction is not localized to the neighbourhood but it is widespread and extends beyond the regional to the global level. The rain droplets bring down the suspended matter and solubles including the acidic gasrs produced by combustion of fuel. This is similar to 'Kali Andhi' and the 'Peeli Andhi' the coloured dust storms which are followed by showers whereby the dirt is precipitated. These storms are, however, no longer as dangerous as the acid rains. 1063 deaths occurred in two separate periods in Glasgow in 1909 and the London smog took a heavier toll of 4000 deaths within a few days in December 1952. The smoke nuisance has been vehemently protested in most American cities and there has, accordingly been a shift towards elimination of the smoke nuisance by substituting less smoky fuel and by enforced employment of combustion practices designed to eliminate smoke.

The leaping flames, described by Danish, carry toxic gases besides the blaze. These are instrumental in working in 'confusion', despite the verse 7:56 mentioned above through the deposition of the acid on the vegetation, water bodies, roads, buildings, particularly the old structures. The scourge of acid rain has now been passed on the developing countries. In many developing countries like China and India, however, it has been persist pumping 16 million tons of sulphure dioxide. Exposure to airborne sulphur dioxide was the major cause of deaths in China in 1988; it accounted for 26% of all deaths.

toobaa-elibrary.blogspot.com

The depletion of the ozone layer by the massive usage of chlorofluorocarbons CFCS, is process that has created an imbalance in the constituents of the upper atmosphere. Similarly the green house gases have turned the heat on the planet is getting warmer though at slow rate. The issue related to green house gases could be described in terms of the rise in concentration of carbon dioxide at various places and hold the transportation and industrial activity responsible for emission of one of the major ingredients that has caused an irreversible disbalance in the atmospheric constituents. On a macro-environmental dimension, the per capita emission of the pollutants in Pakistan, is only one seventh of the global average. This country is therefore not responsible for the green house gases and hence global warming, nor is it contribution to rise in CFC concentration in any way.

In the Chapters : 'Nothing outside the Aquatic Environment' and 'Miracles of the Water for Animal Life', the author has described the dependence of life processes on the water cycle which is responsible for maintaining the water balance and for the continuation of life processes. The Quranic instructions with regard to maintenance of water balance demand that the quality and quantity of water should be conserved at all cost. In order to maintain the quality it becomes mandatory not to allow water to mix in with any material that is not permitted. If we had followed this Quranic injunction, no pollutant would have entered our water bodies, our soil may not have been salinized or intoxicated, our sea beaches may not have become unsafe for picnickers. We the believers in cleanliness being next to godliness, would have been the most environment friendly and socially very highly placed people and not the dirtiest and the most corrupt of the lot.

The human factor governing the management of agricultural resources is one of the main hindrances to optimum production in the country. The critical limits of water availability have since been reached but its indiscriminate use continues. There is no possibility of enhancing the quantity of water available to the country, on the other hand, there are chances that it may in India or Afghanistan. Conservation practices, mandated by the Holy Quran is our only recourse to avoid an impending disaster.

The environmental setting and the balance among the various operators and attainment of biodiversity, discussed by the author in the Chapter 'Environmental Disbalance and Loss of Biodiversity', is depicted in the verses 15:19 to 23. In verse 15:19, it is stated, "And we have spread out the earth and placed firm hills therein, and caused each seemly thing to grow therein." This spells out the diversity of living matter. Biodiversity is further emphasized in verse 15:20, "And we have given unto you livelihoods therein, and unto those for whom you provide not." Instead of preserving the livelihood given to mankind, every effort is being made to disbalance the diversity to the extent that several hundred thousand species have become extinct, there are scores of them which are endangered and are being lost at a rapid rate.

The natural balance has again been emphasized in verse 15:21, "And there is not a thing but with us are the stores thereof. And we send it down only in appointed measure. The methodology adopted by Allah to maintain the balance is described in verse 15:22, "And we send the winds fertilizing, and cause water to descend from the sky, and give it to you for drinking. It is not you who are the holders of the stores thereof in the form of waterfalls, rivers, lakes and canals. "The way the life processes are

toobaa-elibrary.blogspot.com

be some thing much better in store for mankind whom He has so fondly created as to even degrade His otherwise obedient angel.

In my earlier book, "New Dimensions in Sociology, a physico-chemical approach to human behaviour", I had suggested that human behaviour and physico-chemical laws are inter-related. I would like to apply here the arguments put forward in the book. It was suggested that the use of negative forces is related to disorderliness or entropy of a system and degradation of the ecosystem is a indication of rise in entropy.

The writings of Danish have made this apparent since over-exploitation of resources, indiscriminate discharge of liquid effluents or gaseous emissions and use of negative forces to work in 'confusion' has led to environmental degradation and penetration of social pollution deep into the fabric of the society. This suggests that the agents of change looking for a rapid betterment in quality of life have, in collaboration with Satan, been successful in bringing about greater disorderliness in the society. The entropy or randomness of the society, particularly the one in Pakistan, seems to be of such high degree that its urge to do useful work has diminished. This explains why this society is increasingly resorting to short cuts to success.

Dr. Mirza Arshad Ali Beg
Director General (R) PCSIR
136-C Rafahe Aam Society, Malir Hault,
Karachi-75210.

governed is described in verse 15:23, "We it is who govern the life processes and their termination resulting in death."

Irreversible damage has been done to the soil by excessive use of water and other inputs for which the Government has been providing subsidy. Much against the concept of sustainable agriculture, and conservation of resources as against over-exploitation, restrained by the Holy Quran, there has been a loss of soil as well as its productitivity. It is therefore imperative that structural imbalances that have occured through the past neglect of important sectors of water and soil management and plant protection are rectified. For this purpose sustainable crop production will have to be introduced and locally available resoruces viz. organic manure, plants, trees, animals, natural biocides, and traditional cropping skills will have to be employed.

The General Conclusion that can be drawn from this book is that the degradation of physical as well as social environment is increasing at a rapid rate at the hands of mankind. That the humans will introduce negative forces and degrade the ecosystem was already known to Allah when He, as the know-all, according to verse 7:11, created mankind from putrefied clay, then fashioned, and then told the angels : Fall prostrate before Adam! The obedient angels fell prostrate; but not Satan. Instead of punishing Satan for disobedience, he was let loose to exploit human tendency to be tempted by the quick worldly gains, using negative forces. Allah did so to demonstrate the effectiveness of His governance system spanning from the cosmos to the microcosm. The degradation of the ecosystem due to extensive use of negative forces, in collaboration with Satan, is just as much in the knowledge of Allah as His creations. He is the One who knows best and if the degradation is taking place, there must

toobaa-elibrary.blogspot.com

رحمٰن انسان اور شیطان

نیرنگیٔ حیات سے بھرپور ہمارا جانفزا ماحول قدرت کا وہ انمول عطیہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اللہ تعالیٰ نے ہوا، پانی، مٹی اور سورج کی حنائی کرنوں کے ساتھ ساتھ زمین کی گود میں پائے جانے والے خزانوں کا تذکرہ قرآن پاک میں بار بار فرمایا۔ سورج اور اپنی ہی دشتِ جاں کے گرد برق رفتاری سے گھومتی ہوئی زمین کو اللہ نے ہمارا مسکن بنایا۔ سورج چاند اور ستاروں کو ہمارے لئے مسخر فرمایا اور ان گنت نعمتوں کو ہمارے اختیار میں دے دیا۔ کرۂ ارض پر رحمتِ پروردگار کی یوں برشگال ہوتی رہتی ہے کہ انسان شکرِ پروردگار ادا نہیں کرسکتا۔

ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہوں یا موجِ ہوائے شام، گدرائی ہوئی مٹی ہو یا دوشِ ہوا پر اڑتے ہوئے ابرپارے درختوں کے خوبصورت آنچل ہوں یا جانداروں کے ریوڑ ہر ہر شے انسان کے لئے مسخر فرمادی۔

یوں بنی نوع انسان گویا کائنات کا دولھا ہے اور گردشیں اس کی باراتی ہیں بقول احمد ندیم قاسمی صاحب کہ

آدمی شش جہات کا دولھا
وقت کی گردشیں باراتی ہیں

واقعی اللہ نے وسائلِ قدرت کو یوں انسان کے اختیار میں دے دیا ہے جیسے ادنیٰ غلام یا باندی ......

اس وقت دنیا میں جانداروں کی 80 ملین کے لگ بھگ اقسام دریافت ہوچکی ہیں ننھے اور حقیر سے مائیکروب سے لے کر پربت جیسے ڈائنوسارز تک انسان کی بالا دستی مسلم ہے۔ ٹنڈرا کے یخ بستہ علاقوں سے

توازن میں جب تک یہ ماحول تھا
بڑی جانفزا تھی زمیں کی فضا
نہ ماحول کو اپنے برباد کر
یہ دنیا نہیں ہوگی بارِ دگر

toobaa-elibrary.blogspot.com

خط استوا کے چلچلاتے خطوں تک انسان کی دہشت اور رعب سے گویا رن کانپ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زمین اور اس کی جھولی میں موجود وسائل کے لئے یوں فرمایا :

" اور تمہارے کام میں لگادیئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اپنے حکم سے"

زمین کی خلافت اور اقلیم ارضی کی بادشاہت کا سہرا جب انسان کے سر باندھا گیا ہے تو پھر کائنات کا دولہا اتنی سفاکی اور بے دردی سے اپنی اکلوتی زمین اور اس کے انمول و ناگزیر وسائل کو کیوں تباہ کر رہا ہے۔

یہ بات بڑی افسوس ناک اور تعجب خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، عقل، ارادے اور احساس کے جوہر عطا فرمائے مگر انسان ان سے کام نہیں لے رہا نہ جانے کیوں ....

یہ جانفزا ماحول ہمارے لئے ہے ہم اس کے لئے نہیں دنیا تو ہم سے پہلے بھی بسا کرتی تھی اور وسائل بھی موجود تھے ہم نے ان کا وقار کم کیا ہے بڑھایا نہیں۔ آج خشکی تری اور فضاؤں میں ہماری اجارہ داری ہے۔ ہوا، پانی، مٹی سمیت تمام عناصرِ قدرت اور زمین کے خزانے ہمارے پاس ہیں پھر نہ جانے کیوں ہم ان کے منصفانہ استعمال سے نہ صرف گریز کرتے ہیں بلکہ بے دریغ استعمال سے دوسروں کا حق دبا لیتے ہیں۔ کرۂ ارض پر جہاں ایک طرف وسائلِ قدرت کے خزانے ہیں تو دوسری طرف محروم انسانوں کے ساتھ ساتھ ان گنت ساکنانِ بزمِ ہستی ہیں جنہیں چند اقوام محرومی کے گڑھوں میں دھکیل رہی ہیں اور خود خوشحال ماحول میں گلہائے نشاط چن رہی ہیں۔ ماحول انسان کا اٹوٹ انگ ہے اور انسان ماحول کا۔ آیئے دیکھتے ہیں بنی نوع انسان کے بارے

میں قرآن پاک میں کیا مذکور ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ (اعراف آیت 11)

ترجمہ :۔ بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو وہ سب سجدہ ریز ہوئے سوائے ابلیس کے۔

یہ آیت آفرینش کی اولین باتوں کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ پیکرِ خاکی کو اللہ نے کتنی تعظیم عطا فرمائی کہ ملائکہ سجدہ ریز ہوئے۔ انسانوں کے نقشے بنانا اللہ کی قدرت پر دلیل ہے۔ مٹی سے تخلیق آدمؑ کے بارے میں اور فرشتوں کے سربہ سجود ہونے کے بارے میں یہ آیت بھی ملاحظہ ہو :

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۔ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۔ (سورہ ص آیت 71،72)

ترجمہ :۔ جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں تو تم اس کے لئے سجدے میں جانا"۔

مٹی سے انسان کی تخلیق کے بعد اللہ نے ٹھیک بنالینے میں اتنے زاویے اور رموز عیاں کردیئے کہ سائنسی علوم و آگہی کے بعد عقلِ انسانی تخلیقِ آدم اور نسلِ انسانی پر حیران ہے۔ اب یہ آیت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِىْ

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَرَارٍ مَّكِيْنٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ. (المومنون آیت 14۔13۔12)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا۔ ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے پانی کو خون کی پھٹک کیا۔ پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی۔ پھر بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی۔ بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

انسان کی پیدائش کے بارے میں یہ آیات اتنی واضح ہیں کہ ہر خاص و عام کے علم میں ہیں۔ بے شک اللہ احسن الخالقین ہے ......

ناچیز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

تراشے ہیں انساں یہ تقویم احسن
کرم ہے خدا کا زمانے پہ قصداً
جو بھیجا ہمیں کو خلیفہ بنا کے
اشارے ہیں یہ خالقِ دوسرا کے

حضرت آدمؑ بی بی حوا اور ان سے نسل انسانی کے پھیلاؤ کے بارے میں یوں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (سورة النساء آیت 1)

ترجمہ :۔ اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اس میں سے اکا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت سے مرد و زن پھیلادے

اب یہ آیت میں ملاحظہ ہو:

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الزمر آیت 6)

ترجمہ :۔ اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا پھر اس سے اکا جوڑا بنایا۔

درج ذیل آیات بھی قابلِ غور ہیں۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذّٰریٰت آیت 2120۔)

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو اور خود تم (انسانوں) میں یقینا زمین اور خود انسانوں میں اللہ کی نشانیاں ہیں۔

اللہ نے انسان کی تخلیق کے مختلف انداز کو یوں بیان فرمایا

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (نوح آیت 14)

"حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح بنایا"

حضرت آدمؑ کی پیدائش بی بی حوا کو وجود دینا حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اور بنی نوع انسان کی پیدائش بھی اس کی ذات کے کرشمے اور نئے نئے انداز ہیں۔ جسم انسان کے نکلے ناپاک قطرے کو اللہ کن کن مدارج سے گزار کر گوشت و پوست آنکھ کان دل وغیرہ دے کر روح کی طاقت عطا فرما کر طرح طرح سے تخلیق فرماتا ہے اب یہ آیت بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا (نوح آیت 17)

ترجمہ: اللہ نے تمہیں (انسان کو) سبزے کی طرح اگایا بے شک اللہ جیسا چاہتا بناتا ہے۔ تخلیق انسان کے مدارج و اطوار پر ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں مگر خالقِ کائنات کی تعریفیں لکھنے کے لئے دنیا کے سمندر اور نباتات ہرگز ہرگز کافی نہیں۔

اب تکبر و غرور کی عینک اتار کر یہ آیات بھی پڑھیے اور غور کیجئے :۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا (الدھر آیت 2)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کردیا۔

سبحان اللہ ! وہ خدا کتنا عظیم ہے جس نے ایک حقیر قطرے سے خوبصورت نقش اور پرکشش انسان بنادیئے ساری دنیا مل کر دنیا بھر کے رنگوں کے امتزاج سے اتنے حسین پیکر نہیں بناسکتی۔ سننے اور دیکھنے کی صلاحیت کو یہاں رب نے خوب اجاگر فرمایا۔

چشم عبرت کھول کر یہ بھی پڑھیے۔

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا (سورہ ہود آیت 61)

ترجمہ :۔ اس نے تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور اس میں تمہیں بسایا۔

معزز خواتین کے لئے دیکھئے قرآن کیا فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (النحل آیت 72)

ترجمہ :۔ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے (نواسے) پیدا کئے اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی۔

جبھی تو شاعر نے بے ساختہ کہا تھا۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

اس کے ساتھ ساتھ خاندان اور رشتے گنوادے۔

اب یہ آیات دیکھیے ۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (الفرقان آیت 54)

ترجمہ :۔ اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا بشر پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی۔

(سنتے آئے ہیں جوڑے اور رشتے آسمان پر بنتے ہیں) اب عربی، عجمی اور گورے و کالے کو دیکھ کر نیز بھانت بھانت کی بولیاں سنکر یہ آیت پڑھیئے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ (الروم آیت 22)

ترجمہ :۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف۔

یہ آیت بھی دیکھنی چاہیئے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ (

toobaa-elibrary.blogspot.com

الروم آیت 20)

ترجمہ ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

مٹی، پانی سے تخلیقِ انسان پر طرح طرح سے اللہ نے گویا تبصرے فرمائے ہیں۔ پھر اللہ یوں فرماتا ہے کہ

وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (المومنون آیت 79)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اس کی طرف اٹھنا ہے۔

بے شک وہ ہمیں مرنے کے بعد اکٹھا کریگا۔ مغرور ہونے کا خدشہ دور کر کے یہ بھی پڑھیے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (بنی اسرائیل آیت 70)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ستھری روزی دی اور بہت سے مخلوق سے انہیں افضل کیا۔

اللہ نے انسان کو آسمانی دنیا میں عزت دی دنیا میں بھی خلیفہ بنایا۔ خشکی اور تری پر سلطنت عطا کی روزی کے بندوبست فرمائے اور فضیلت عطا فرمائی۔ ہم انسان ناشکرے ہیں خشکی اور تری میں آلودگی پھیلا کر ناشکری کرتے ہیں۔ یہ آیت بھی ملاحظہ ہوں۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ (طٰہٰ آیت 50)

ترجمہ :۔ کہا (حضرت موسیٰؑ نے) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کے لائق صورت دی پھر راہ دکھائی۔

زمین سے ہمارے دیرینہ رشتے کو اور تو اور مرنے کے بعد زندگی کو یوں فرمایا :۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (طٰہٰ آیت 55)

ترجمہ :۔ ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اس میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اس سے دوبارہ نکالیں گے۔

ان گنت پیکر ہائے ہستی کے لئے اللہ نے فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ (الشعراء آیت 7)

ترجمہ :۔ کہا انہوں نے دیکھا کہ ہم نے اس (زمین) میں کتنے عزت والے جوڑے اگائے۔

اللہ نے عزت والے جوڑے بنا کر ہم پر احسانِ عظیم فرمایا۔ یہ آیت تو تخلیقِ انسان پر بہترین دلیل ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التین آیت 4)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

ادنیٰ مٹی، حقیر قطرۂ آب سے عزت و وقار والا انسان اللہ نے بہترین طور پر بنایا۔ یہ اللہ کی تخلیق کا بہترین نمونہ اور قدرت کا شاہکار ہے۔

مگر اللہ ہی نے فرمایا کہ انسان اپنے کیئے کی بنا پر ذلتوں کے غار

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسوائیوں کی کھائی میں گر جاتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں سارے جہاں کے رحمٰن اور بھولے بھالے سے انسان کے درمیان شیطان کہاں سے اور کیسے آدھمکتا ہے۔ جنت کی جانفزا گلیوں میں ابلیس نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرکے تکبر کیا اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ چنانچہ رسوا کرکے بے دخل کیا گیا یہی وجہ ہے کہ انسان دشمنی پر اتر آیا اور اللہ نے اسے "عدوِ مبین" (کھلا دشمن) کہا اس کی انسان دشمنی اب رنگ لا رہی ہے چنانچہ شیطان کا دعویٰ اللہ کے روبرو یہ تھا۔

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ (النساء آیت 119)

ترجمہ:۔ (شیطان نے کہا) قسم ہے میں ضرور بہکا دونگا (انسانوں کو) اور ضرور انہیں آرزوئیں دونگا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ چوپایوں کے کان چیریں گے (حیوانوں سے بڑھیں گے) اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

بے شک انسان اپنے کرتوتوں میں حیوانوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اللہ کے بنائے ہوئے نظام میں رخنے ڈال رہا ہے ماحول کی ابتری کا باعث بنا ہے اور زمین میں حکم خداوندی کے بعد بھی فساد ڈال رہا ہے۔ دورِ حاضر میں ماہرین نے ماحولیاتی آلودگی کو فساد کا نام دیا ہے جو خاصا مناسب لگتا ہے۔ آلودگی کا فساد بڑا ہمہ گیر ہے۔ انسان کے ساتھ ساتھ نباتات اور دیگر جانداروں کو جان کا خطرہ ہے اور آلودگی کے جور و ستم بڑھتے ہی جارہے ہیں ان کا ذمہ دار صرف اور صرف حضرتِ انسان ہے۔ شیطان تو بس یونہی بدنام ہے بقول شاعر:۔

کارِ بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

انسانوں کو اللہ نے آلودگی نہ پھیلانے کے لئے یوں بھی فرمایا:۔

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا (سورہ اعراف آیت 56)

ترجمہ:۔ اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ اس کے سنورنے کے بعد۔

دہکتا ہوا زمین کا انگارہ قرنوں میں سنورا۔ ہوا پانی اور زمین کا ماحول بنا۔ نباتات کے غلاف اور حیوانات کے ریوڑ بنے یوں زمین کی اصلاح ہوگئی پہاڑوں کی میخیں ڈال کر اللہ نے زمین کو گویا لگام دی اب انسان کو نصیحت کی گئی کہ فساد اور آلودگی نہ پھیلاؤ اللہ نے پھر فرمایا۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (البقرہ آیت 60)

ترجمہ:۔ کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد مت اٹھاتے پھرو۔

خوراک اور پانی کے حصول کو منع نہیں فرمایا مگر آلودگی کے ارتکاب سے منع فرمایا۔ عدم توازن اور ناپ تول میں کمی بیشی نیز آلودگی کے زمرے میں فرمایا:۔

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا (اعراف آیت 85)

ترجمہ:۔ تو ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ۔

ناپ تول اور وزن نہ گھٹانے کے ساتھ ساتھ پھر زمین کی اصلاح کے بعد ہر طرح کی آلودگی سے منع فرمایا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

درج ذیل آیات ترقی یافتہ ممالک اور ماحول پر بوجھ لوگوں کے لئے گویا مخصوص ہیں۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (بنی اسرائیل آیت 27_26)

ترجمہ :- اور فضول خرچی نہ کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

وسائلِ قدرت کا بے دریغ استعمال جرم ہے یہ لوگ شیطان کے بھائی اور ناشکرے ہیں۔ امریکہ صفِ اول کا مجرم ہے دنیا کی آبادی کا پانچ فیصد ہے اور آلودگی میں 35 فی صد کا ذمہ دار جبکہ وسائل قدرت کے استعمال کی شرح بھی اتنی ہی ہے۔ انکساری کے لئے یوں فرمایا گیا۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (بنی اسرائیل آیت 37)

ترجمہ :- اور زمین میں اترا کر نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچ سکے گا۔

تکبر اور غرور کو منع فرمایا ہے یہی تو ابتدا ہوتی ہے ناانصافی، ظلم اور دوسروں کے حق مارنے کی۔ خوشحالی کے راگ الاپنے والے یہ آیت بھی پڑھتے چلیں۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا (بنی اسرائیل آیت 16)

ترجمہ :- اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوشحالوں پہ احکام بھیجتے ہیں پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں تو اس پر بات پوری ہوجاتی ہے تو ہم اسے تباہ و برباد کردیتے ہیں۔ (بلا تبصرہ .....)

آلودگی سے پاک حلال روزی پر یوں فرمایا۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا (المائدہ آیت 88)

ترجمہ :- اور کھاؤ جو کچھ اللہ نے تمہیں روزی دی حلال و پاکیزہ۔

حلال کے ساتھ ساتھ پاک (آلودگی سے پاک) رزق کا حصول ضروری ہے۔

صاف ستھرے ماحول والوں کے لئے بلکہ اچھے ماحول کے متلاشی لوگوں کے لئے یوں فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرہ آیت 222)

ترجمہ :- بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے صاف ستھروں کو۔

اب یہ آیت بھی پڑھیے۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (التوبہ آیت 108)

ترجمہ :- اور اللہ پسند کرتا ہے صاف ستھروں کو۔

مندرجہ بالا آیات میں غرور کرنے کو منع فرمایا گیا ہے۔ یہ شیطان کی فطرت بتائی گئی ہے۔ نیز ایک جان کو مارنا ساری انسانیت کا قتل فرمایا گیا ہے۔ آج آلودگی کے باعث ہرسال لاکھوں افراد صرف گدلے پانی سے بیمار ہو کر مرتے ہیں (ایک ہزار بچے فی گھنٹے کے لگ بھگ) پرندوں اور دیگر جانداروں کی تعداد نا معلوم ہے یہ قتل و غارت کے کس درجے میں آتی ہے درج ذیل آیت میں دیکھ لیجئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔ (المآئدہ آیت 32)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل میں لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب کو قتل کیا۔ اور جس نے ایک جان کو جلایا اس نے سب کو جلایا۔ آلودگی، فساد اور ساری انسانیت پر بات ہی ختم ہوگئی۔

تکبر کے بارے میں یوں فرمایا :۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ (اعراف آیت 13)

ترجمہ :۔ فرمایا (شیطان کو) یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر تکبر (غرور) کرے نکل تو ہے ذلت والوں میں۔

آلودگی پھیلانا ناشکری اور تکبر ہے اللہ نے ناشکری پر فرمایا۔

وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ (الاعراف آیت 10)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور اس میں تمہارے لئے زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

ناشکری پر عذاب آنے کے بارے میں یوں فرمایا :

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ (الاعراف آیت 133)

ترجمہ :۔ تو بھیجا ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر طوفان اور ٹیڑھی اور گھن (یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔

ہم بھی مبتلائے عذاب ہیں مگر سوچتے نہیں

دور حاضر میں ماحول کو پراگندہ کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ خدا کی پناہ چشمِ عبرت کھول کر یہ بھی پڑھیے۔

وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ (الحدید آیت 4)

ترجمہ :۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ہوا، پانی، مٹی اور ہر ہر عنصر کے دشتِ جاں میں، نباتات، حیوانات وغیرہ کے جسموں میں یہ جو آلودگی کا زہر ہم بھر رہے ہیں۔ اور لاکھوں انسان ہماری پھیلائی ہوئی آلودگی کے سبب جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ آبی حیات روبہ وفات ہورہی ہے غرض آلودگی کا آسیب ماحول پر بری طرح چھایا ہوا ہے اور زندگی اجیرن ہورہی ہے تو اللہ ہمارے کام دیکھ رہا ہے جلد فیصلے اور انصاف کا دن آنے والا ہے۔

اس باب میں انسانی تخلیق کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنے مدارج کے بعد سننے دیکھنے والا اور سمجھنے والا بنادیا۔ جہاں تک وسائلِ قدرت کا تعلق ہے تو اس کرۂ ارض پر انسان کے مقابل کوئی بھی نہیں ہے۔ لہذا ان کا وسائل کو بے دریغ استعمال

toobaa-elibrary.blogspot.com

بے معنی اور غیر منطقی ہے۔ پھر ہوا، پانی مٹی اور عناصرِ قدرت میں بے تحاشا آلودگی پھیلا کر جس طرح بنی نوع انسان نے حیاتِ پُر بہار کو ناگوار اور اذیت ناک بنالیا ہے اس سے کسی طرح بھی انسان کی عقلمندی اور عاقبت اندیشی نہیں جھلکتی۔ ہونا تو یوں چاہیے تھا کہ انسان قدرت کے دیئے ہوئے عطیات کو سلیقے سے استعمال کرتا، صبر و شکرِ خداوندی کے ساتھ ساتھ کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں اور دیگر ساکنانِ بزمِ ہستی کو انکے جائز حقوق دیتا مگر بد قسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آلودگی پھیلا کر لاکھوں انسانی جانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں اور نباتات کو بھی ختم کررہے ہیں۔

اگر سورہ المائدہ کی مندرجہ بالا آیات پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ایک دو نہیں لاکھوں جانوں کی ہلاکت کے سبب بنی نوع انسان کے مجموعی قتل و غارت کا ارتکاب کیا ہے چنانچہ یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اس کے لئے دنیاوی عدالت کی بجائے اللہ کی عدالت میں بات ہوگی ....

روئے زمین پر انسان کی آمد گھڑی دو گھڑی کی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ کائنات پندرہ بلین سال قدیم ہے جبکہ ہماری زمین کی پیدائش کو صرف 4.6 بلین سال گزرے ہیں۔ انسانوں کی آمد سے پہلے جب کاروبارِ حیات کا آغاز ہوا تھا تو انجانی مخلوقات یہاں بسا کرتی تھیں اب تک کم و بیش ایک بلین کے لگ بھگ جانداروں کی نسلیں (Species) زمین پر بستی رہی ہیں۔ جن میں سے 98 فیصد ناپید (Extinct) ہوچکی ہیں۔ اگر بقول ماہرین فرض کریں کہ انسان آج سے 100،000 سال پہلے یہاں آباد ہوا تو پھر تہذیب کو ابھرے ہوئے فقط 10،000 سال

گزرے ہیں۔ پہیہ چار ہزار سال پہلے اور ہوائی جہاز اس کے صدیوں بعد بنا (تقریباً سو سال پہلے) اگر زمین کی زندگی کو (4.6 بلین سال) ایک سال کی فلم پر محیط کریں (146 سال فی سیکنڈ کے پیمانے پر) تو انسان کی آمد کو کسی گورے نے یوں لکھا ہے :۔

"If we compact the history of earth in a movie lasting one year, life would not appear before march, multi cellular organism not before November, Dinosaurs not until December 13, (lasting 26th Dec only), Mammals not until December 15, Homosapiens not until eleven minute to mid night and civilization just oneminute ago. Therefore civilization is only 0.000002 % of earth's life.

اب آپ ہی بتایئے روئے زمین پر انسانی تہذیب کل کی بات ہے یا نہیں یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرکے استفسار فرمائے گا کہ زمین میں کتنا عرصہ رہے تو وہ گھڑی دو گھڑی کی بات کریں گے۔ اتنے مختصر سے عرصۂ حیات میں حضرتِ انسان نے ماحول کو سہمی ہوئی ہرنی کی طرح بھگا بھگا کر ادھ مُوا کردیا ہے اسی بات کو چرچل نے یوں کہا تھا۔

Never have so few done so much in so short a time.

یہ تو اچھا ہوا کہ شیطان نے حضرت آدمؑ و حوا کو بڑی تاخیر سے جنت سے بیدخل کروادیا ورنہ انسان کرہ ارض کو ابرہہ کے لشکر کی طرح کبھی کا روند کر رکھ دیتا۔ انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

صنعتی ترقی کی مد میں کرۂ ارض کے ماحول کو واقعی بہت نقصان بلکہ صدمہ پہنچایا ہے جس سے زمین ابھی تک ابتری کا شکار ہے اور ہوتی ہی چلی جارہی ہے۔ امریکہ ہی کو لیجئے دنیا کی آبادی کا صرف پانچ فیصد ہونے کے باوجود عالمی سطح پر 35 فیصد آلودگی کا اکلوتا ذمہ دار ہے ایک امریکی 54 ٹن توانائی سالانہ جبکہ ہمارے ہاں صرف 1.4 ٹن فی کس استعمال ہوتی ہے۔

پسماندہ ممالک میں صنعتی ترقی کی بجائے آبادی کے کرام نے زمین کو بیدِ مجنوں کی طرح کپکپا دیا ہے اور تو اور زمین اپنی استطاعت (Carrying capacity) سے زیادہ بوجھ اٹھاتے اٹھاتے دوہری ہوتی جارہی ہے۔ اس وقت ترقی یافتہ ممالک کی آبادی 1.3 بلین جبکہ پسماندہ ممالک اور ترقی پذیر ممالک کی آبادی پانچ بلین کے لگ بھگ ہے۔

ایک تخمینے کے مطابق پردۂ حیات پر ہر سیکنڈ میں 170 نئے چہرے ابھر رہے ہیں۔ یوں روزانہ میکسیکو سٹی کے برابر نیا شہر اس ضمن میں وجود پاتا ہے۔ علم حاصل کرنے کے لئے ہم نے سرزمین چین کا نام بہت سنا تھا۔ اب سنا کہ چین کی موجودہ آبادی ایک بلین کے لگ بھگ ہے 150 سال پہلے دنیا کی کل آبادی اتنی ہی تھی (ایک بلین کے قریب) (پاک چین دوستی زندہ باد) شاید یہی وجہ ہے ہمارے ہاں بھی آبادی خوشحال بیکٹیریا کی طرح پھل پھول رہی ہے۔

کبھی آبادی صدیوں میں دگنی نہ ہوتی تھی۔ اب برق رفتاری کے سبب 23 سے 39 سال میں دگنی ہوجاتی ہے۔ (اسی کو تو بہبودِ آبادی کہتے ہیں ہم بھولے بھالے لوگ ....

اگر مشرق نے آبادی کے دباؤ سے کرۂ ارض کو روبہ قیامت کیا

ہے تو مغرب نے آلودگی سے جبھی تو بے چین شاعر نے کہا تھا

یہ بستی ہے ستم پرور دگاں کی
یہاں کوئی کسی سے کم نہیں ہے

کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ کائنات کے جس دولہا کے لئے تمام موجودات مسخر فرمائی گئی ہیں وہی اس کے دلربا اور جانفزا ماحول کو پورس کے ہاتھیوں کی طرح تباہ و برباد کررہا ہے۔ جس طرح خوراک کے ذریعے نباتات کے جھنڈ اور غلے و ثمرات آلودگی کے زہر میں اٹے جارہے ہیں اور من و سلویٰ کے خوان اترنے کے امکانات معدوم ہیں اسی طرح ہوا، پانی اور زمین (Soil) جیسی ناگزیر نعمتیں ہمیں فلک کے دروں سے ہرگز نہ مل سکیں گی۔ اگر ماحول کے آبگینوں کو سنبھال سنبھال کر نہ رکھا گیا تو ایک نہ ایک دن (وہ دن دور نہیں) ماحول کی کرچیاں پائے حیات کو لہولہان کردیں گی۔

یوں تو انسان نے کرۂ ارض کو طرح طرح کے آلام پہنچا کر خطہ جہنم بنا لیا ہے پھر بھی چلتے چلتے انسان کے چند کرتوتوں پر طائرانہ نظر ڈالتے چلیے۔

انسانی آبادی میں اضافے کی شرح 170 = نفوس فی سیکنڈ

جانداروں کا ناپید ہونا (Extinc: tion) 40 سے 140 اقسام روزانہ۔

کُشتۂ آبِ آلودہ = کئی ملین افراد سالانہ

اوزون کی چادر/ چار دیواری = ناقابل برداشت حد تک میں رخنہ اندازی

تیزابی بارش کے شاخسانے = یورپ ترقی یافتہ ممالک کی ہزاروں مردہ جھیلیں

فضائی و زمینی آلودگی کے آلام = لاکھوں افراد مبتلائے آلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنگلات کی محرومی = فٹ بال گراؤنڈ فی سیکنڈ

بھوک سے اموات 42 ملین افراد سالانہ

فضائی آلودگی کا شکار = دو بلین افراد

صاف پانی کی متلاشی = دنیا کی آدھی آبادی

اس کے علاوہ انگنت پرندوں اور دیگر جانداروں کے ساتھ ساتھ نباتات کی ان گنت اقسام میں آلودگی سے زہر بھرنا بنی نوع انسان کا معمول بن گیا ہے۔ بھلا بتایئے ایسے میں ہم قیامت سے پہلے قیامت کی باتیں نہیں کررہے۔ دور حاضر میں انسان کا نتائج سے بے خبر رہ کر آلودگی پھیلانا قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل سے بہت مشابہ ہے روئے زمین پر فساد، سفاکی اور بربریت کی یہ اولین مثال ہے۔ جب قابیل نے ہابیل کو جان سے مار دیا تو لاش ٹھکانے لانے کے لئے بے چین ہوا۔ پھر کوے کو زمین کھود کر دیکھنے پر پچھتایا کہ اس سے تو کوا بہتر ہے تدبیر کرنے میں۔ انسان نے بھی ماحول میں جو آلودگی پھیلائی ہے تو اب اس کے تدارک کرنے کے لئے بوکھلایا پھرتا ہے۔

دورِ حاضر میں آلودگی فساد کی ترقی یافتہ نسل ہے جو ارتقا کے عمل سے ہابیل اور قابیل کی باہم خونریزی سے چل کر اب بغیر تیغ اور تیر کے لوگوں کی ہلاکت کا باعث بن رہی ہے۔ کھیتوں کو تباہ کرنا فساد کی ایک نوع ہے یوں جنگلات تباہ کرنا اور نباتات و حیوانات کی سلطنتوں کو تباہ کرنا سبھی کچھ فساد یا آلودگی کی سفاکی میں شمار ہوتا ہے اور اس کی سزا اللہ ہی کے بس میں ہے۔ جو واضح دلیل کے ساتھ بتادی گئی ہے۔۔۔۔

دارِ فانی کا معصوم سیارہ

اربوں نوری سالوں پر پھیلی ہوئی وسیع و عریض کائنات میں زمین اور اس کا جانفزا ماحول بلاشبہ خالقِ کائنات کی ناقابلِ تردید صناعی ہے۔ جہاں ہوا، پانی اور ان گنت نعمت ہائے خداوندی اپنی تمامتر صلاحیتوں کے ساتھ کارفرما ہیں۔ زمین اس کی پیدائش اور زینت کے مرحلے دلچسپ ہیں اور انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ۔ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ۔ (حم سجدہ آیت 9 سے 12)

ترجمہ:۔ تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کا ہمسر ٹھراتے ہو۔ وہ ہے سارے جہاں کا رب۔ اور اس میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی۔ اور اس میں اس کے بسنے والوں کے لئے روزیاں مقرر کیں۔ اور یہ سب مل کر چار دن ہیں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہوجاؤ خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے کہا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے ساتھ کردیا دو دن میں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اکثر سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ زمین و آسمان اور تمام موجودات کائنات پہلے یکجا تھیں پھر انہیں یوں منتشر کردیا گیا کہ زمین آگ کے انتہائی گرم گولے کی صورت اپنے مقرر کردہ راستوں پر گردش کرنے لگی تاکہ کشش ثقل کی بنیادی قوت کو متوازن کرسکے۔ اس اصول پر رب کائنات اور خالق حقیقی نے تمام کائنات کو گردش کے تانے بانے میں جکڑ کر کائنات کا وجود بنایا۔ کہتے ہیں کہ زمین کی عمر 4.6 بلین سال کے لگ بھگ ہے۔ پہلے پہل زمین کی کوئی شکل نہ تھی۔ اس کے گرم مادے (Magma) سرد ہونے میں اربوں سال لگ گئے۔

زمین سرد ہونے کے ساتھ ساتھ نئے نئے خدوخال دھارتی رہی، سنورتی رہی پھر زندگی کے رنگ روپ ابھرے۔ اللہ تعالیٰ نے پیچیدہ نظام حیات اور زمین کے پرپیچ ادوار کو نہایت سادہ الفاظ میں اوپر بیان فرمایا۔ زمین اس کی طبعی ساخت اور ماہیت کے بارے میں جاننا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

زمین کا وزن = 5.975×10^{27} گرام

حجم = 1.083×10^{29} مکعب سینٹی میٹر

رقبہ = 5.1×10^{18} مربع سینٹی میٹر

اوسط کثافت = 5.517 گرام فی مکعب سینٹی میٹر

ہوا کا غلاف = 17 - 10 کلومیٹر

خط استوا سے نصف قطر = 6378 کلومیٹر

قطبین سے نصف قطر = 6356 کلومیٹر

سورج سے زمین کی جانب حرارت کی مقدار = 5.5×10^{24} کیلوری سالانہ

سورج کے گرد زمین کی گردش کا زاویہ = 23.5 ڈگری

آئیے چند قرآنی آیات دیکھتے ہیں زمین کے بارے میں :۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ (ھود آیت 7)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

اس بات کو دوسرے انداز میں سورہ اعراف میں یوں فرمایا۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ (اعراف آیت 54)

ترجمہ :۔ بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمان وزمین چھ روز میں بنائے۔

درج ذیل آیت میں ارض و سما کے درمیان کا ذکر یوں فرمایا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (بقرہ آیت 29)

ترجمہ :۔ جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان ہے۔ (کاش ہم اللہ کی شان سمجھ سکتے یا کوشش کرتے سمجھنے کی)

سورہ الانعام میں ارض و سما کو حق یوں فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ (الانعام آیت 73)

ترجمہ :۔ اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین حق بنائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۔ (الحجر آیت 85)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا۔

اللہ کی حکمتیں انسان کے ادراک سے باہر ہیں۔ جوں جوں اللہ کی جانب سے علم کی روشنی اور آگہی ہمیں مل رہی ہے اللہ کی عظمت، بزرگی اور قدرت پر عقلِ انسانی دنگ ہو رہی ہے۔ نباتات، جمادات، حیوانات انسان اور وہ مخلوقات جو ہم سے مستور ہیں سب اللہ کا لشکر ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الفتح آیت 7)

ترجمہ :۔ اور اللہ ہی کے ہیں آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر۔

ایک جگہ یوں فرمایا :

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ (الروم آیت 22)

ترجمہ :۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا فرق ۔

ایک جگہ یوں فرمایا:۔

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا (آل عمران آیت 83)

ترجمہ :۔ اور اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں تمام جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں خوشی اور مجبوری سے۔

اب یہ آیت بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (المومن آیت 57)

ترجمہ :۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑی ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت میں مرکر جینے پر واضح دلیل ہے۔ ارض و سما کی پیدائش کے بارے میں یہ بھی پڑھیے اور اللہ کو یاد کیجیے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۔ (الانبیاء آیت 30)

ترجمہ :۔ کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان و زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا۔

سورج کے گرد گھومتی اور اپنے مدار پر ڈولتی زمین کو بچھونا بنا کر یوں فرمایا۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الزخرف آیت 10)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے کیے تاکہ راہ پاؤ۔

اگر اللہ زمین کو قابو نہ کرتا تو عربی گھوڑے کی طرح بے قابو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوجاتی ..... چشم عبرت کھول کر یہ بھی پڑھتے چلئے:۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُہَا مَنْ یَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ (اعراف آیت 128)

ترجمہ :۔ بے شک زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وارث بنائے (زمین کے وارثوں سے پوچھا جائیگا اگلی نسل کو زمین کس حال میں سونپی تھی آلودگی پر پکڑ بھی ہوگی۔)

زمین تو اللہ کی طرف سے امانداری پر مقرر ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاۗءً وَّاَمْوَاتًا وَّ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّاۗءً فُرَاتًا۔ (المرسلٰت آیت 25)

ترجمہ :۔ کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا۔ زندوں اور مردوں کی اور ہم نے اس میں اونچے اونچے لنگر (پہاڑ) ڈالے اور ہم نے تمہیں خوب میٹھا پانی پلایا۔

دہکتی زمین کو رام کیا۔ اللہ نے اسباب زندگی مہیا کئے۔ پھر یوں فرمایا:۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (الاعراف آیت 10)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت کم شکر کرتے ہو۔

واقعی ہم بے حد ناشکرے ہیں ذرا سورج ہی کو دیکھئے بھلا وہاں بسنے کا تصور ہم کبھی کرسکتے ہیں۔ زمین کے رام کرنے پر یوں بھی ارشاد ہوا:۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا

(النبا آیت 6،7،8)

ترجمہ :۔ کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رزق ہو یا تمام اسبابِ زندگی جنت سے بے دخلی کے بعد اللہ نے زمین پر بنی نوع انسان کو اپنی حکمت سے خوب بسایا اور نعمتیں عطا فرمائیں۔

اللہ نے سورج چاند ستارے سبھی کو زمین اور اس کی موجودات سمیت ہمارے کاموں پر لگادیا اور یوں فرمایا۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ آیت 13)

ترجمہ :۔ اور تمہارے لئے کام میں لگا دیئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔(جبھی ہم ارضِ مقدس کو مکدر کر رہے ہیں

اسی بات کو دوسرے انداز سے سورہ الحج میں یوں ارشاد فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ (الحج آیت 65)

ترجمہ :۔ کیا تو نے نہ دیکھا اللہ نے تمہارے بس میں کردیا جو کچھ زمین میں ہے۔

زمین کو رام فرمانے اور رزق خداوندی سے بہرہ ور ہونے کے لئے ارشاد باری تعالیٰ دیکھئے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (الملک آیت 15)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین رام کردی۔ تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ۔

زمین پر آلودگی پھیلانے والو! یہ بھی پڑھتے چلو:۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ (السبا آیت 2)

ترجمہ :۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں جاتا ہے۔ اور اللہ غفور الرحیم ہے۔

یہ آیت اتنی واضح اور ہمہ گیر ہے اور سادہ و دل نشیں کہ تبصرہ کی جرات نہیں ہوتی۔ (اگر اب بھی آلودگی پھیلانے سے توبہ کرلیں تو وہ معاف فرما دے گا)

یہ آیت بھی دیکھیے

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ (الحجر آیت 21)

ترجمہ :۔ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہو ہم اسے ایک معلوم اندازے سے اتارتے ہیں۔ (یہ فطرت کا توازن ہے)

زمین کی حیثیت راشن ڈپو کی طرح ہوگئی اللہ کے رزق اور ہر طرح کے خزانے آسمانوں سے یہیں اترتے ہیں پھر ہر ایک کو مقدار بھر ملتے ہیں۔ اب اپنی دکھتی رگ چھو کر یہ پڑھیے:۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا (کہف آیت 7)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے تاکہ تمہیں آزمائیں کس کا عمل بہتر ہے۔

یہاں اللہ نے انسانوں کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے۔ زمین کو خوب زینت دی اس کی آرائش فرمائی اور طرح طرح کی دلفریبیاں اور لذتیں رکھ دیں پھر انسان کو ارادہ، اختیار، عقل اور شعور عطا کیا نفس اور احساس محبت و نفرت غرض سبھی جذبات دیے تاکہ آزمائے ہم میں سے اعمالِ احسن کون کرتے ہیں۔

اچھے برے اعمال کا پتہ تو اس دن ہوگا جب آخرت میں میزان رکھی جائے گی اور نیکی و بدی کا کوئی ذرہ بھی پوشیدہ نہ رہے گا ذاتِ باری تعالیٰ سے (اور نہ اب بھی پوشیدہ ہے) البتہ جس بے دردی سے ہم آلودہ ذہن لوگ زمین اور اس کے وسائل کو آلودہ کررہے ہیں بس اس پر پکڑ ضرور ہوگی بہتری اسی میں ہے کہ اب بھی اپنی اصلاح کرلی جائے تاکہ آخرت کی رسوائی سے بچ سکیں۔

زمین اور اسکے معاملات کو آیئے دنیا کی عینک اور سائنس کی فضا میں دیکھتے ہیں ......

زمین کی پیدائش اور کائنات میں اس کی جائے وقوع کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سورج سے زمین کا فاصلہ ہی لیجیے اگر یہ فاصلہ کم و بیش ہوجاتا تو زندگی کی بقا ممکن نہ ہوتی۔ زمین کا پگھلے ہوئے لاوے کو اپنے شکم میں لئے زندگی کی گہما گہمی کو برقرار رکھنا صرف حکمِ پروردگار سے ہی ممکن ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر زمین اپنے محور کے گرد 23.5 ڈگری پر جھکی نہ ہوتی تو زندگی بڑی دشوار ہوجاتی اگر یہ زاویہ بڑھ جاتا تو قطبین کی برف محض چند سالوں میں پگھل کر ہمیں خس و خاشاک کی طرح بہا لے جاتی۔ اسی طرح اگر یہ زاویہ کم ہوجاتا تو قطبین کا احاطہ بڑھتے بڑھتے یورپ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور زندگی صرف خطِ استوا کے گرد منڈلاتی رہتی۔

دن اور رات کی تبدیلی، ہواؤں کا چلنا، موسموں کا بدل بدل کر آنا بھی کچھ زمین کی موجودہ پوزیشن کی وجہ سے ہے۔ زمین اپنے محور کے گرد 24 گھنٹے میں ایک چکر پورا کرتی ہے اگر یہ وقت 30 گھنٹے ہوجائے تو اتنی تیز ہوائیں چلیں کہ عذابِ الٰہی کی آمد کا یقین ہونے لگے۔ اگر یہ چکر بیس گھنٹے میں مکمل کرتی تو نباتات کو اپنی حیاتیاتی سرگرمیوں کے لئے "ٹائم آؤٹ" لینا پڑتا جسکا حصول یوں ممکن نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ نے نہ صرف زمین کو بننے کا حکم دیا بلکہ سنورنے اور رام ہونے کا بھی جبھی تو اتنا متوازن ماحول میسر آیا۔

اربوں سال پہلے سے زمین مختلف ادوار سے گزرتی رہی۔ حکم پروردگار سے اس میں نباتات کے وسیع جنگلات ابھرے یوں ہوا میں آکسیجن کا موجود تناسب (20%) عمل میں آیا۔ بیکٹریا اور دیگر مائیکروب نے چٹانوں پر گزر بسر کرکے مٹی (Soil) کو جنم دیا اور حیوانات کی زندگی کے لئے راہیں ہموار کیں۔

اسی بننے سنورنے اور اصلاح پانے کو یوں فرمایا۔

ولا تفسدو فی الارض بعد اصلاحھا (اعراف آیت 56)

ترجمہ:۔ اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ اس کی اصلاح کے بعد اصلاح میں زمین کے اور خواص سمیت زرخیزی کی جانب بھی واضح اشارہ ہے۔

جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں حضرت ذکریا کی زوجہ محترمہ کو بانجھ سے زرخیز فرماتے ہوئے حضرت یحیٰ کی خوشخبری یوں دی۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ

ترجمہ:۔ اور ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحیٰ عطا فرمایا۔ اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری (الانبیاء آیت 90)

چنانچہ فساد (آلودگی) کو منع فرماکر گویا زمین کے ساتھ ہونے والی اور زیادتیوں سمیت SOIL EROSION کی جانب بھی اشارہ فرما دیا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا :۔

ترجمہ :۔ اور زمین کو ہم نے فرش کیا اور ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں۔

یعنی :۔ بچھائی اسی نے زمین کی بساط
ہر اک سالے میں ملا انضباط

زمین کو بچھانے اور رام کرنے میں وہ تمام احکامات آئے جو انسان کی بقا خوشحالی اور امن و سکون کے لئے ضروری تھے چاہے وہ نباتات کے جھنڈ ہوں یا حیوانات کے ریوڑ، ہوائے جانفزا ہو یا پانی کے دلفریب جھرنے، معدنیات کے ذخیرے ہوں یا توانائی کے ریلے ......

اسی بات کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا :۔

" وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لئے اس میں راستے کیے تاکہ راہ پاؤ اور جس نے آسمان سے پانی اتارا اور ایک اندازے سے اور اس سے مردہ شہر زندہ کردیا۔"

آسمان سے مقررہ مقدار میں پانی اتارے اور اس سے مردہ زمین کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

زندہ کردینے کے متعلق قرآن پاک میں متعدد مرتبہ مذکور ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے تک لوگ نہ جانتے تھے کہ مردہ زمین دراصل ان گنت بیکٹریا اور متعدد مائیکروب کا نہاں خانہ ہے جہاں یہ ننھی ننھی مخلوق عناصرِ قدرت سمیٹے خوابیدہ اور جامد ہے پھر جب پانی پڑا تو یہ گویا مردہ شہر کے شہری یک لخت اٹھ کھڑے ہوئے۔ بیکٹریا نے پانی سے نمو اور تحریک پاکر زمین (Soil) میں سرگرمیاں شروع کردیں۔ طرح طرح کے بیج جو زمین میں بے جان تھے ایک باندھے ہوئے حکم خداوندی کے تحت زمین کی گود سے گویا ابلنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مردہ زمین سبزے و اناج اور برگ و ثمر سے آراستہ ہو کر گویا بقیدِ حیات ہوگئی۔ یہ امر اس کی جانب بھی اشارہ ہے کہ یونہی ہم ریزہ ریزہ بلکہ خاک ہو کر دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

پانی کو روزی کا ذریعہ سورج کو اس کام کا معاون اور زمین کو ان گنت مخلوقات کا زچہ خانہ بنا کر کاروانِ حیات کو اللہ نے جس جانب چاہا ہانک دیا۔

ایک اور جگہ اس انداز سے فرمایا:۔

"زمین پھیلائی۔ (بیضوی شکل میں) اس میں اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کے لئے۔

کس خوبصورتی سے اللہ نے زمین کی بیضوی (ناشپاتی جیسی) صورت بنا کر کائنات میں منفرد اور متوازن مقام عطا فرمادیا۔ آگ کے گولے جیسی تپتی زمین کو یہ شکل مرحمت فرما کر اللہ نے پہلے پانی (سمندر وغیرہ کی صورت) کا ذخیرہ عطا فرمایا پھر پانی سے مختلف طرح کی نباتات کا وجود ہوا۔ پہاڑوں کو جمانے سے زمین کے استحکام کا نکتہ واضح فرمایا۔

زمین کے آتش فشاں جسے ہنڈیا کی طرح ابلتے ابلتے ہمیں فلک بوس عمارتیں تو کیا ایک خیمہ بنانے کی مہلت نہ دیتے تب ہم مینہ اور قرار کہاں سے پاتے۔ نباتات سے انسانوں اور چوپایوں کی خوراک سے اللہ نے خوراک کے تانے بانے (Food Chain) کی سادہ طریقہ سے وضاحت فرمادی۔ یہ ہے ربِ مطلق کا کام ....

دنیا کی چیزوں کو اللہ نے انسان کے لئے مسخر فرمادیا اس کا تذکرہ یوں فرمایا۔

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا تمام جو کچھ زمین میں ہے"

ان میں انسانوں کا نباتات، حیوانات اور تمام موجوداتِ ارض کا تصرف شامل ہوگیا۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا:۔

"اور ہم نے زمین پھیلائی اس میں لنگر ڈالے (پہاڑوں کے) اور ہر شے خاص اندازے سے اگائی۔"

اس آیت میں بالخصوص نباتات کے توازن کا ذکر ہے واضح رہے کہ دنیا پر موجود نباتات کا ذخیرہ خوراک کے علاوہ ہوا میں آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے توازن کا بھی مظہر ہے۔ انسان کی آمد سے پہلے نباتات کے گھنے جنگل تھے جو آکسیجن بناتے تھے اب ایک نیا توازن عطا فرمایا۔

زمین کے آسمان سے علیحدہ ہو کر گیس مائع اور پھر بتدریج ٹھوس بننے کے عمل میں اربوں سال لگے۔ بھاری دھاتیں اندرونی حصوں میں ابھی بھی پگھلی ہوئی ہیں جبکہ سطح ارض پر چٹانیں طرح طرح کے عمل سے وجود میں آگئیں۔ ہائیڈروجن، نائٹروجن، کاربن، آکسیجن کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

باہمی ملاپ سے امونیا، پانی کے بخارات، میتھین، کاربن ڈائی آکسائیڈ ہائیڈرجن کے مالیکیول اور ہائیڈروجن سائینائیڈ بنے۔ یہی زمین کی پہلی فضا کہلاتی ہے۔ زمین پر موجودہ کرۂ ہوائی جس میں آکسیجن، نائٹروجن اور دیگر عناصر مقررہ مقداروں میں ہیں اللہ کے حکم سے نباتات کی فراوانی سے رونما ہوا۔ حیات کی ابتدا پانی ہی سے ہوئی۔ زمین کے قدیم ترین باسیوں میں پروٹسٹا وغیرہ شامل تھے۔ آکسیجن کی فراوانی کے بعد تنفس والے جاندار بھی رونما ہونے لگے۔ یوں زمین کا بدن نباتات اور حیوانات کے خوبصورت امتزاج سے سجتا چلا گیا۔ اسی متوازن ماحول کو اللہ تعالیٰ بار بار قرآن پاک میں نئے انداز سے مذکور فرماتا ہے۔ قطبین سے لے کر خطِ استوا تک اور زمین کے چپے چپے پر حرارت اور نمی کا ایک حسین امتزاج ہے رات اور دن کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ موسموں کی نیرنگی و رعنائی بھی دلفریب انداز میں دکھائی دیتی ہے۔ ٹنڈرا کے جنگلات سے لے کر گرم مرطوب جنگلوں تک زندگی ہر رنگ میں محوِ رقص دکھائی دیتی ہے۔ برف پوش ٹوپیوں (Ice Caps) سے لے کر تپتے ریگزار تک سبھی اپنا اپنا حسن بکھیرے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی زندگی کی دلفریبی کا راز ہے۔ اسی نسبت سے جانداروں اور نباتات کی اقسام کا جال بچھا ہوا ہے۔

یہی نہیں بلکہ پہاڑ میدان، وادیاں، دریا، صحرا، چراگاہیں غرض روئے زمین پر، چٹانوں مٹی، ریت اور ان گنت عناصرِ قدرت کا ایک خوبصورت غلاف بچھا ہوا ہے۔ جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ اس قادرِ مطلق کا کام ہے جو اس نظام کو بنا کر حسن و خوبی سے چلا رہا ہے۔

اس سلسلے میں خاکسار کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

ہلچل کہیں پہ بحرِ تلاطم نے دی مچا
صحرا ملے ہیں ایسے کہ نے آب نے گیاہ
دشت و جبل زمین پہ پھیلے ہیں جابجا
موجِ ہوا سے ناچتے ہیں پیڑ خوشنما

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی یوں ہے :-

"وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا۔ اور اس میں لنگر اور نہریں بنائیں۔ ہر طرح کے پھل جوڑے جوڑے بنائے۔ رات سے دن کو چھپالیتا ہے۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان والوں کے لئے اور زمین کے مختلف قطعات ہیں اور ہیں پاس پاس اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ تھالے سے اگے اور الگ الگ۔ سب کو ایک ہی پانی ملتا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لئے۔"

چلتے چلتے اس عاجز کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں :-

پہاڑوں کا لنگر بنایا ہے تو نے
فلک کے دروں کو سجایا ہے تو نے
کہیں بوند کو بھی ترستے ہیں صحرا
کہیں آب حیواں بہایا ہے تو نے
کھلی ہیں کہیں ریگزاروں کی بانہیں
تو سبزہ کہیں لہلہایا ہے تو نے

حضرتِ انسان نے زمین اور اس کے ماحول کی باریکیاں اور پیچیدگیاں سمجھے بغیر سمندروں (جو زمین کا 3/4 حصہ ہیں) فضا اور زمین کے چپے چپے کو آلودگی کی نذر کردیا ہے۔ بالخصوص پچھلے دو سو سالوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں صنعتی ترقی، شہروں کی جانب نقل مکانی اور آبادی کے بے تحاشا پھیلاؤ نے ماحول کو ابتری کا شکار کردیا ہے۔

معدنیات ہی کو لیجئے مجموعی طور پر زمین کی گود سے سالانہ $6x10^5$ ٹن معدنیات نکالی جاتی ہیں اتنی مقدار تو روئے زمین پر انسان کی آمد سے لے کر پوری انسانی تاریخ میں نہیں نکالی گئی تھیں۔ اس رفتار سے تو ہم اگلے 25 سال میں معدنیات سے تہی دامن ہوجائیں گے۔

ہر سال زمین پر ٹھوس غلاظتیں تیس ہزار ملین ٹن بکھیری جاتی ہیں گردوغبار کی مقدار 250 ملین ٹن ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ 146 ملین ٹن جبکہ N2O کی مقدار 53 ملین ٹن۔ انسانی سرگرمیوں کی بنا پر ہم ہر سیکنڈ میں فٹبال گراؤنڈ کے برابر جنگلات سے محروم ہورہے ہیں بھلا ماحول کیونکر بچے گا ۔ جہاں تک زہریلے کیمیاوی مادوں کا تعلق ہے تو ستر ہزار ٹن سالانہ صرف امریکہ میں استعمال ہوتے ہیں۔

اب جبکہ توانائی کی عالمی طلب $18.1 x 10^{19}$ ٹن کوئلے کے لگ بھگ سالانہ اور کوئلہ $7150 x 10^6$ ٹن سالانہ استعمال ہوتا چلا آرہا ہے یوں آلودگی اور بھی بڑھے گی۔

ہر روز سو کے لگ بھگ جانداروں کی اقسام ماحول کی آلودگی کے سبب ناپید ہورہی ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی افراط سے گلوبل وارمنگ کے خدشات بڑھ رہے ہیں اگر برف کے ذخائر پگھل جائیں تو سمندر 200 فٹ اونچے ہوجائیں تب حیات کہاں جائے گی۔

کرۂ ارض کے اوپر اوزون بھی ماحول کی آلودگی سے متاثر ہورہی ہے جس کے اثرات فصلوں انسانوں و دیگر جانداروں پر مرتب ہورہے ہیں۔ اوزون کی کسمپرسی پر میں نے کبھی یوں شعر کہا تھا۔

اوزون کو فضا میں کیا خود ہی بے لباس
اب خود ہی اس کو دیکھ کر شرما رہا ہوں میں

انسان کیڑا مار دواؤں کی طاقت کو دوسو گنا بڑھا کر بھی ایک ادنیٰ مکھی کو (جو بہ حکمِ خدا قوتِ مدافعت پیدا کرسکتی ہے) مار نہیں سکتا اللہ کے بنائے ہوئے نظام کے خلاف بھلا کیا لڑے گا، اگر ایسا ہی ہے تو مکھی جیسی قوت مدافعت کسی لیبارٹری میں تیار کرلے تو جانیں ......

جب یہ ممکن نہیں تو اللہ کے معاملات میں دخل اندازی بلکہ تخریب کاری گناہِ کبیرہ نہیں تو اور کیا ہے ....

ماحول کو دیکھتے ہوئے کسی بدیسی نے کیا خوب کہا ہے :-

"We can only control the biosphere by obeying it."

(ہم اطاعت سے مراد اطاعتِ خداوندی لیتے ہیں۔)

اگر زمین اور اہلِ زمین پر آلودگی کے ستم ہائے گوناگوں نہ روکے گئے تو دارِ فانی کا یہ معصوم اور دلربا سیارہ دوزخ کے درجۂ اول میں تبدیل ہو کر ہمیں عذابِ روح و جاں میں مبتلا کردے گا اور محشر میں رسوائی کا سبب بھی بنے گا۔

اب بھی خود کو سنوار لو دانشؔ
ورنہ محشر میں ہوگی رسوائی

شاید یہی خوفِ رسوائی دامنِ ماحول کو تار تار ہونے سے روک سکے ....

toobaa-elibrary.blogspot.com

توازن میں جب تک ہے یہ سلسلہ
اسی میں ہے اہلِ زمیں کا بھلا
زمیں پہ نہ بندو مچاؤ فساد
نہ ماحول پہ یوں نکالو عناد

لے سانس بھی آہستہ ....

کسی شاعر نے ماحول کے توازن اور اس کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے برسوں پہلے کہا تھا۔

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

شیشہ گری کا یہ سلسلہ اللہ کا وضع کردہ ہے۔ دنیا ایک میخانہ ہے جہاں کانچ کی سی نزاکت ملتی ہے جبھی تو ماحول اور توازن کے کسی شیدائی نے بنی نوع انسان سے یوں کہا تھا۔

زندگی کی رہ میں چل لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی مینا خانہ بارِ دوش ہے

تخلیقِ کائنات کے ہر ہر پہلو میں توازن کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ننھی منی سی زمین اور اس کے مٹھی بھر نظامِ شمسی سے دور کائنات کی گھما گھمی کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے جس کا ادراک ابھی بنی نوع انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ جوں جوں ہماری چشمِ مشاہدہ قدرت کے نہاں خانوں پر پڑ رہی ہے نئے نئے حیرت کدے تصورِ انساں میں جنم لیتے جارہے ہیں۔ کسی سہانی رات اگر آپ نیلگوں آسمان کے فراخ سینے پر جھلمل جھلمل کرتے ان گنت ستاروں کو دیکھیں تو رومانی دنیا میں کھو جانے کے بجائے قدرت کی صناعی پر غور کریں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے اور ستاروں کو بغیر کسی سہارے کے خلاؤں کی بساط میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنبھال رکھا ہے۔ ہماری کائنات کے تمام گہوارے ایک منظم طریقے پر باہم سہارے لئے ہوئے ہیں۔ انگنت کہکشاؤں کے سفر میں ایک سیارہ دوسرے سے ہرگز نہیں ٹکراتا بلکہ ان کے ٹکرانے کے امکانات اتنے کم ہیں جتنے کہ چند شہد کی مکھیوں کے روئے زمین پر .... کائناتِ تخلیق کے ایک درجہ پر تھم بھی نہیں گئی۔ نئی نئی دنیائیں اور نئے نئے گلی کوچے خلاؤں کی وسعتوں میں ہمہ وقت جنم لیتے جارہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (الذریت آیت 47)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان کو ہاتھوں سے بنایا اور ہم اسے وسعت دینے والے ہیں۔

یوں پردہ ہستی پر پھیلتی ہوئی کائنات متحرک توازن میں ہے۔ جہاں ہماری زمین، سورج، چاند، ستارے سبھی مقررہ راہوں پر گردشوں میں محو ہیں۔ جس طرح کائنات کا ایک توازن اور نظام ہے اسی طرح زمین پر ماحول کا بھی ایک توازن ہے۔ فضائے جانفزا ہو یا پانی کے جھرنے، مٹی کی جانفشانی ہو یا عناصر کی دوڑ دھوپ، درختوں کے خوبصورت آنچل ہوں یا جانداروں کے ریوڑ، انسانوں کے ہجوم ہوں یا بیکٹریا کی محفلیں سبھی کچھ ایک باقاعدہ نظام کے تحت توازن میں ہے۔ اگر زمین کا وزن اور اس کا درجہ حرارت قریبی سیاروں سے مختلف نہ ہوتا تو ہمیں اور سیاروں کی طرح زمین پر آکسیجن نہ ملتی اگر سورج سے ہمارا فاصلہ 93 ملین میل سے کم و بیش ہوتا تو ہماری زندگی شاید زندگی نہ ہوتی بلکہ کسی اور نام سے شہرِ خموشاں میں جاگزیں ہوتی ...... گردشِ ارضی میں اگر 23.5ڈگری کا جھکاؤ نہ ہوتا تو ہم خوبصورت اور رنگین

موسموں کے انتظار میں قطبین کی برف پر سر رکھ کر یا صحرائے گوبی میں جاں بہ لب ہو کر کبھی کے اللہ کو پیارے ہوجاتے .... جس طرح ہوا میں آکسیجن، نائٹروجن اور دیگر گیسوں کا حسین امتزاج ہے اسی طرح دنیا میں نباتات، حیوانات اور انسانوں کا ایک متوازن نظام ہے ہم نے اسے ٹھیک طور پر سمجھا ہی نہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ نظامِ حیات میں توازن کی کیا اہمیت ہے۔

سورج کی جڑواں بہن، زمین جب خوشی یا مجبوری سے اس سے علیحدہ ہوئی تو آگ کا گولا تھی اس کے انگ انگ میں جوالا مکھی کا سا سماں تھا پھر جوں جوں زمین سرد ہوتی گئی عناصرِ قدرت گدرانے لگے۔ آکسیجن کی بجائے مضر گیسوں کے مرغولے فضا میں شوقِ آوارگی پورا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ پانی کا وجود، نباتات کی ریل پیل کے ساتھ ساتھ زمین پر پہاڑ اور طرح طرح کے لبادے چٹانوں کی صورت ابھرے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آکسیجن نے پودوں کے وجود سے پھوٹ پھوٹ کر فضا میں اپنا روپ اس قدر نکھار لیا کہ توازن شیشۂ دل کی طرح بس ٹھیس کا انتظار کرنے لگا۔ ایسے میں آکسیجن کی زیادتی حیات کو خطرات سے لاحق کر سکتی تھی چنانچہ نباتات کے جھنڈ اور دیوقامت درخت ناپید ہونے لگے۔ جانداروں کی دنیا طشتِ زمین پر زیادہ نمو پانے لگی جس کا انحصار آکسیجن پر ہی تھا۔ یوں نباتات اور حیوانات کا تناسب بڑھا۔ حضرتِ انسان کی آمد نے پہلے پہل تو نباتات، حیوانات کے تناسب کو زیادہ نہ بگاڑا مگر گزشتہ دو سو سال سے صنعتی آلودگی، دیگر انسانی سرگرمیوں اور آبادی کے دباؤ سے یہ تناسب یا توازن بگڑ گیا ہے۔ اب جنگلات بہت تیزی سے تباہ ہورہے ہیں ان میں جنگلی حیات روبہ وفات

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہورہی ہے۔ صحراؤں کا وجود بڑھتا جارہا ہے۔ زمین زرخیزی کھوتی جارہی ہے یوں انسانی آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ درختوں اور جانداروں کی دنیا سکڑتی جارہی ہے بھلا یہ عدم توازن نہیں تو اور کیا ہے۔

آلودگی تو اب ماحول کے توازن کو یوں بگاڑ رہی ہے کہ کرۂ ارض کا گویا شیرازہ بکھرنے کو ہے۔ ہوا، پانی اور مٹی (Soil) جیسے ناگزیر وسائل قدرت تباہ ہورہے ہیں۔ انسان فطری ماحول سے نکل کر مصنوعی ماحول میں ڈھلتا جارہا ہے اور اس کے ساتھ اس کا پیکرِ حیات بھی تلخیوں میں ڈھل رہا ہے۔ یوں تو کرۂ ارض جلد دوزخ کا سا سماں پیش کریگا اور ہم فیصلے کے دن سے پہلے ہی عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوجائیں گے۔

آیئے دیکھتے ہیں ماحول اور اس کے اہم عناصر کے بارے میں توازن کے حوالے سے قرآن پاک میں کیا مذکور ہے۔

کرۂ ارض پر توازن کی بات سے پہلے آیئے سورہ الدھر کی درج ذیل آیت پڑھتے ہیں جس میں جنت کے باسیوں کے لئے چاندی کے جھلملاتے برتنوں میں ساقی ایک خاص اندازے پر پیمانے رکھیں گے۔

قَوَارِيرَا۟ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا (الدھر آیت 16)

ترجمہ :۔ کیسے شیشے چاندی کے، ساقیوں نے انہیں پورے اندازے پر رکھا ہوگا۔

اللہ کے نزدیک موزونیت اور توازن کا بڑا درجہ ہے آیئے توازن کے حوالے سے یہ آیت بھی دیکھتے ہیں۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ (لقمر آیت 49)

ترجمہ :۔ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے پیدا فرمائی۔

اس میں نباتات، حیوانات، آب و ہوا اور سو سے زیادہ عناصر (Elements) سمیت ہر اس شے کا ذکر کیا جو ابھی ہم سے مستور ہے۔ اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُۥ بِمِقْدَارٍ (الرعد آیت 8)

ترجمہ :۔ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

گردشِ لیل و نہار اور گردشِ دوراں کی موزونیت و توازن کو یوں دیکھئے۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (الرحمٰن آیت 5)

ترجمہ :۔ سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

سورج اور چاند کی گردشوں اور اس کے اسرار و رموز پر ضخیم کتابیں موجود ہیں۔ اگر حکم خداوندی سے نظامِ کائنات اور خصوصاً ہمارا نظامِ شمسی ہمارے تابع نہ ہوتا تو خورشید کُن افق کے پار کہیں بھی جاسکتا تھا مگر ایسا نہیں ہے یہ قادرِ مطلق کا نظام ہے .....

توازن اور خاص اندازے کے بارے میں درج ذیل آیت پڑھ کر خالق کائنات کی جھوم جھوم کر حمدوثناء کیجئے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا (الفرقان آیت 2)

ترجمہ :۔ اس نے ہر شے پیدا کرکے ٹھیک اندازے پر رکھی۔

نباتات کے توازن پر یہ آیت گویا سند ہے:۔

وَأَنۢبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ (الحجر آیت 19)

ترجمہ :۔ اور اس (زمین) میں ہر شے اندازے سے اگائی۔

آج سائنسدان کہتے ہیں کہ پودے سورج سے توانائی لے کر سالانہ 243 بلین ٹن

toobaa-elibrary.blogspot.com

Primary Production دیتے ہیں۔ یہ ہے فطرت کا توازن بالخصوص نباتات کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اب یہ آیت بھی دیکھتے چلیے۔

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (سورہ اعراف آیت 55)

ترجمہ :۔ اللہ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں۔

عدم توازن کو اللہ نے اس اندازے میں فرمایا کہ ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اندازے سے ہر شے کو کنٹرول کرنے کے بارے میں اچھوتے انداز میں یوں فرمایا۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ۔ (الشوریٰ آیت 27)

ترجمہ :۔ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازے سے اتارتا ہے جتنا چاہے بیشک وہ اپنے بندوں سے بے خبر نہیں ہے۔

پانی جیسی ناگزیر نعمت کے توازن کو یوں فرمایا۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ (المومنون آیت 17)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان سے پانی ایک اندازے پر اتارا۔

کہتے ہیں کہ کرۂ ارض پر کل 326،000 مکعب میل یا 1،360،000 مکعب کلو میٹر پانی ہے۔

آج دنیا کے سائنسدان واٹر بجٹ برائے کرۂ ارض کو دیکھ کر اللہ کی حکمت پر حیران ہوتے ہیں۔ باب آبِ حیواں کے کرشمے میں اس آیت پر مفصل بحث کی گئی۔ اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ (الزخرف آیت 11)

ترجمہ :۔ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے پر۔

سائنسداں متفق ہیں کہ مقررہ مقدار میں بارش (Precipitation) ہوتی ہے (یعنی کرۂ ارض کے کل پانی کا 0.031 فی صد) اس طرح پانی کا بجٹ اس زمین کے لئے مقررہ مقدار تک ہے۔ اب ہر شے کے اندازے کے لئے یوں فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

(الحجر آیت 21)

ترجمہ : اور کوئی شے نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے معلوم اندازے سے اتارتے ہیں۔

یہاں خوشی غمی عزت ذلت رزق زندگی اور موت غرض ہر ہر خزانے کا ذکر آگیا۔ اللہ کے خزانے سے نعمت ہائے خداوندی ڈھیرے ڈھیرے بقدرِ حکمت اترتی ہیں جہاں تک پانی کا تعلق ہے تو کرۂ ارض پر موجود پانی کا صرف 0.031 فیصد ابرو باراں کے طور پر چکر لگاتا ہے جبکہ 97.5 فیصد سمندروں میں ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے۔ یہ حکمتِ خداوندی ہے اور اس کا متوازن نظام جو انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ بارش اور ابر پاروں کے جسم کا 90% حصہ سمندروں میں براہِ راست یا جلد آجاتا ہے بقیہ آہستہ آہستہ خشکی کے جسم و جاں سے جانبِ بحر رستا رہتا ہے ....

توازن کو برقرار رکھنے کے لئے سورہ رحمٰن کی یہ آیت بھی پڑھیے۔

وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِيْزَانِ (الرحمٰن آیت 7،8)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ :۔ اور میزان رکھی کہ میزان میں بے اعتدالی نہ کرو۔

عدم توازن سے باز رکھنے کے لئے جگہ جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مثلاً ایک ار جگہ یوں فرمایا:۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا (اعراف آیت 56)

ترجمہ :۔ اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ اس کی درستگی کے بعد واضح رہے کہ دورِ حاضر میں آلودگی فساد کی ایک قسم ہے۔

اس سے ملتی جلتی متعدد آیات قران میں جگہ جگہ موجود ہیں اس طرح یہ فرمان کئی بار قرآن میں مذکور ہے۔ ہر شے توازن میں پیدا فرما کر اور توازن رکھنے کا حکم دے کر اللہ نے آلودگی سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ ماحول کے متعدد عناصر اور ہمارے گرد پھیلی ہوئی چیزیں بیکار نہیں ہیں چنانچہ ارشاد ہوا:۔

وَمَا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ (الحجر آیت 85)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان و زمین میں جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث پیدا نہ فرمایا۔

آج سائنسداں متفق ہیں کہ نباتات و حیوانات سبھی کچھ زمین کے باطے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ جو باتیں کبھی مافوق الفطرت لگتی تھیں اب طفلِ مکتب کو بھی معلوم ہیں۔ مثلاً یہ کہ پودوں کی جانوں کا انحصار جانداروں کی سانسوں پر ہے۔ جانداروں کے تنفس سے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے جو پودوں کی دشتِ جاں پر نچھاور ہو کر انہیں راہِ حیات میں رواں دواں رکھتی ہے اسی طرح جانداروں کی جان

پودوں میں ہے کیونکہ آکسیجن ان کے رنگ برنگے جسم و جاں سے نکل کر جانداروں کو نیرنگیٔ حیات بخشتی ہے۔ یوں پودوں اور حیوانات کا ایک توازن ہے جو برقرار رہتا ہے اور اسی طرح آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی توازن میں رہتی ہیں۔ ایک ادنیٰ سی سنڈی کی نسل اگر رک جائے تو اس پر پلنے والے پرندے قحط کا شکار ہو کر مرجائیں۔ سائنسداں آج خوراک کے تانے بانے پر ریسرچ کر کے حیران ہیں کہ کس خوبصورتی اور نفاست سے تمام جاندار و نباتات ایک دوسرے سے خوراک کے تانے بانے سے ملے ہوئے ہیں۔ ٹنڈرا کے جنگلات کے ننھے ننھے پودے ہوں یا چھانگا مانگا کے گھنے درخت، چیڑ اور دیودار کے دیو قامت اور چوبدار درخت ہوں یا نرم و نازک گھاس، نازک سا بیکٹریا ہو یا ڈائنو سار نما درندے، ننھی سی مچھلی ہو یا خونخوار چیتا نازک بدن تتلی ہو یا برگ ہائے گل سبھی خوراک کے تانے بانے میں زمین کی گود میں ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ کسی کو گھر بیٹھے خوراک ملتی ہے مثلاً پودے اپنی جگہ پر ساکت ہیں مگر کھاتے پیتے اور جیتے ہیں جبکہ چیتے کو میلوں بھاگ کر اور خون پسینہ بہا بہا کر خوراک ملتی ہے۔ غرض زندگی کو تحریک دینے اور زندہ رہنے کے لئے خوراک کے تانے بانے نے نباتات و حیوانات سبھی کو زیرِ دام رکھا ہوا ہے۔ جس طرح اس سے رہائی ممکن نہیں اسی طرح ماحول کے توازن سے فرار ممکن نہیں۔ اگر ماحول میں توازن نہ رہا (جس کی مثالیں عام ہیں) تو زندگی تلخیٔ ایام میں ڈھل جائیگی۔ اگر تتلی، بھنورے اور بلبل گلستان چھوڑدیں تو کوے، چیل گدھ آ بسیرا کرتے ہیں یہیں سے جانفزا ماحول میں ابتری کی المناک کہانی شروع ہوتی ہے۔ انسان نے شہر بسا کر فطرت کا قدرتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ماحول بگاڑ دیا ہے۔ اب جنگلات یوں ناپید ہو رہے ہیں جیسے ہماری شرم و حیا ایک ایک شجرِ سایہ دار کی جگہ بلند و بالا عمارت کھڑی ملتی ہے۔ لہلہاتے کھیت کی جگہ ریگزار جنگل کی جگہ گنجان آبادی یوں ماحول بیوہ کے سہاگ کی طرح اجڑتا جارہا ہے۔

جس طرح مخصوص خطوں میں مخصوص قسم کے نباتات اور جنگلات ہوتے ہیں اس طرح انہی کے مطابق حیوانات کی تقسیم ہے، اگر نباتات کا وجود ملتا ہے تو ان کی چھاؤں اور حدود میں پلنے والی جنگلی حیات بھی ملنے لگتی ہے۔اس طرح آبی حیات میں توازن کے لئے پانی کی مخصوص PH اور دیگر عناصر کی خاص مقدار ضروری ہے اگر یہ توازن بگڑ جائے تو آبی حیات پانی میں رہ کر بھی ماہی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی رہے، یورپ کی ان گنت جھیلیں جو مردہ ہیں اسی عدم توازن کا شاخسانہ ہیں۔

ہوا، پانی، زمین اور خوراک کے تانے بانے عدم توازن کے سبب ہمارے لئے عذابِ جان بنتے جارہے ہیں۔ ناچیز نے توازن کے پہلو کو یوں بیان کرنے کی جسارت کی ہے۔

توازن میں جب تک یہ ماحول تھا
بڑی جانفزا تھی زمیں کی فضا
صبا چھو کے جاتی کلی کا بدن
تو کھلتے ہی جاتے چمن در چمن
کہیں بوند امرت کی پڑتی نہیں
جھلستی ہے بارش سے اب تو زمیں
ترنم بہت آبشاروں میں تھا

عجب ولولہ سا بہاروں میں تھا
کبھی نیلا امبر نہ تھا ملگجا
دریدہ نہیں تھی زمیں کی قبا

ماحول اب عدم توازن سے یوں ہوگیا ہے۔

زیاں چمنیوں کی گھٹاؤں میں ہے
دھواں اب تو تازہ ہواؤں میں ہے
زمیں اب تو سونا اگلتی نہیں
خزاں کی رتوں کو بدلتی نہیں
سموم عناصر کی بہتات ہے
سمندر نہیں جامِ سقراط ہے
بہت مہرباں اپنے کہسار تھے
کہ آلودگی سے نہ بیزار تھے
کبھی نام کو نہ تھے گرد و غبار
کبھی زندگی یوں نہ تھی اشکبار
یہ مٹی یہ پانی یہ آب و ہوا
بشر نے اسے کیا سے کیا کردیا

توازن کی بحالی کے لئے فقط کتابِ الٰہی سے رجوع کافی ہے ....

ہم نے دیکھا کہ خوراک کے تانے بانے میں تمام جاندار اور نباتات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں آیئے خوراک اس کے ممکنہ ذرائع اور ان پر انحصار کرنے والوں کے بارے میں قرآن میں کیا کیا مذکور ہے پھر دیکھتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ارشاد خداوندی ہے "اور اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب پانی اتارا۔" (الجاثیہ آیت 5)

آیئے پانی سے متعلق آیات کو پھر دیکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ (الزخرف آیت 11)

ترجمہ: اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے پر

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ۔ (المومنون آیت 17)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے پر

پھر یہ آیت بھی دیکھیں (خوراک کے پہلے درجہ 1st Trophic level) کے لئے

وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ (الحجر آیت 19)

اور اس (زمین) میں ہر شے اندازے سے اگائی۔(سورج کی روشنی کا ایک فی صد حصہ پودے خوراک بناتے ہیں)

کتنی واضح صورتحال ہے کہ اللہ نے پانی کو روزی کا سبب فرمایا۔ وہ پانی جو آسمان سے اترتا ہے۔ پھر پانی کی مقدار کے بارے میں فرمایا کہ "ایک مقررہ مقدار" ہے۔نیز یہ فرمایا کہ خوراک کا پہلا درجہ (First Trophic level) بھی مناسب مقدار میں وہی اگاتا ہے یوں خوراک کا ذریعہ اور خود خوراک (رزق) مقررہ مقداروں میں ہیں۔ بھلا پھر رزق کے حصول کے لئے کیوں مارا ماری ہے۔ جس طرح رزق مقررہ مقدار میں ہے اسی طرح اللہ کے نظام میں اتنا توازن ہے کہ نباتات اور حیوانات کی تمام اقسام (Species) بآسانی اپنا اپنا مقدر بھر

رزق لے کر بقیدِ حیات رہ سکتی ہیں۔

جب ہر کسی کو رزق دینے کا وعدہ اللہ کا ہے تو پھر ہم نہ جانے کیوں لاکھوں جانداروں کو آلودگی کی دلدل میں دھکیل کر موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ اسی طرح لاکھوں انسان ہر سال بھوک پیاس اور آلودہ پانی پی کر مر جاتے ہیں ۔ آلودگی تو عدم توازن کا اولین نام ہے معمولی سی ناگواری کو اہلِ دل دل کا میل کہتے ہیں ماحول کا میل وہ آلودگی ہے جو اکیسویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج ہے کرۂ ارض کے باسیوں کے لئے۔ اللہ نے رزق کی تقسیم، پانی کی آسمان سے ترسیل سمیت تمام جانداروں اور نباتات کو توازن عطا فرما کر یوں فرمایا کہ

وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ (الرحمٰن آیت 7۔8)

اور ہم نے میزان رکھ دی اس میزان کو بے اعتدال مت کرو۔

ماحول تو نازک آبگینے کی طرح طشتِ زمین کے ڈولتے اور تھرکتے کناروں پر نیرنگئ حیات دکھا رہا ہے اگر اس آبگینے کو بنی نوع انسان کے ہاتھوں ذرا بھی ٹھیس لگ گئی تو یہ چکنا چور ہوجائے گا اور ہم کرۂ ارض کے انگ انگ سے اس کی کرچیاں چنتے چنتے قیامت کے دلخراش اور ہولناک لمحوں سے ہمکنار ہوجائیں گے۔۔۔۔۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ پانی یہ مٹی یہ بادِ صبا
توازن ہے سب میں تھرکتا ہوا

توازن کو گر ڈگمگاؤ گے تم
خود ہی کو خسارے میں پاؤ گے تم

دھوپ اور چھاؤں

ہم اہلِ مشرق خوش نصیب ہیں کہ رات کے مہیب اندھیروں اور جان لیوا سناٹوں کے بعد سورج ہماری ہی سمت سے ابھرتا ہے اور کرۂ ارض کے طول و عرض میں روشنی، توانائی اور زندگی کی نیرنگیاں بکھیرتا رہتا ہے۔ مغرب میں غروبِ آفتاب بھی حکمتِ خداوندی کا مظہر ہے اگر رات نہ ہوتی تو نیند اور آرام کا تصور ختم ہوجاتا۔ اس ٹھوس حقیقت کے باوجود کہ سورج اطاعت، فرماں برداری اور فرض شناسی کا بہترین نمونہ ہے جو کئی بلین سالوں سے اپنے فرائض میں کسی بھی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا ہم اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ہماری زمین سے تقریباً 93 ملین میل دور واقع سورج جو اللہ نے ہم پر تسخیر کیا ہے وہ کام کرتا ہے جس کا تصور انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ فضائے آسمانی میں ہر ہر رنگ و روپ میں بکھرے ہوئے ابرپارے سورج ہی کے پاور اسٹیشن سے جنم لیتے ہیں۔ کرۂ ارض کے تین چوتھائی حصے میں پھیلے ہوئے آبی ذخیرے چھاتیوں سے پانی کے گوہرِ جانفزا کو بخارات کی صورت اچھال کر سورج سے دوستی اور ہمسفری کا عہد نبھاتے رہتے ہیں۔ یوں گردشِ آب کا وہ لطیف نظام رواں دواں ہے جو روئے زمین اور زیرِ زمین پانی کی صورت ہم دیکھتے ہیں۔ بستی صحرا، دشت و جبل سبھی جگہ پانی دوشِ ہوا پر اڑ کر پہنچا ہے۔ اتنی کثیر مقدارِ آب کو لے جانے کے لئے تو روئے زمین پر موجود چھ بلین انسان اور ان گنت چوپائے بھی ناکافی ہوتے۔ مگر بھلا ہو سورج کا کہ اللہ کی اطاعت میں یہ فریضہ وہ قرنوں سے ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ آیئے شکر

toobaa-elibrary.blogspot.com

خداوندی ادا کرنے اور سورج کو سلوٹ کرنے کے ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں کہ پروردگار سورج کے بارے میں کیا فرماتا ہے :۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (الرحمٰن آیت 5)

ترجمہ :۔ سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

یہ آیت اپنے اندر بے حد وسیع معنی رکھتی ہے اور نظامِ شمسی پر دلیل ہے۔

اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو :۔

هُوَالَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (سورہ یونس آیت 5)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا اور چاند کو چمکتا بنایا۔

سورج محض روشنی کا منبع نہیں ہے بلکہ ہم اس کتاب کے باب "لقمہ تر کے تعاقب" میں دیکھتے ہیں کہ روئے زمین پر نباتات اور ہر ذی روح کی خوراک کا ذریعہ سورج ہے جو پانی کے امتزاج اور مٹی (Soil) کے گدرانے سے خوراک کے ہر طبقے کو جنم دیتا ہے اور بقائے حیات کا ضامن ہے۔ نیچے کی آیت میں اسی پر غور کے لئے فرمایا گیا ہے :۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (النحل 12)

ترجمہ :۔ اور اس نے مسخر کئے رات اور دن اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں بے شک اس آیت میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

اب یہ آیات بھی ملاحظہ ہوں۔

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (الانبیاء آیت 33)

ترجمہ :۔ سورج اور چاند اور باقی تمام کرّے اپنے اپنے مدار میں تیرتے جاتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ۔ (ابراھیم آیت 33)

ترجمہ :۔ اور سورج اور چاند مسخر کردیئے مقررہ قوانین میں جکڑے ہوئے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (یٰسین آیت 40)

ترجمہ :۔ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں تیر رہا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (سورہ النبیاء آیت 16، الدخان آیت 38)

ترجمہ :۔ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے۔

مندرجہ بالا چاروں آیات میں زمین کے علاوہ سورج کو بالخصوص اور ارض و سما کے درمیان کی تخلیقات کو بے حد کارآمد فرمایا گیا ہے۔ سورج اپنے پروردگار کے حکم کا باندھا ہے۔ کائنات کا نظام کتنا عظیم اور بے عیب ہے کہ تمام سیاروں کی گردشیں اتنی محفوظ ہیں۔ جیسے دارِ فانی میں شہد کی چند مکھیاں باہم کبھی نہ ٹکرا سکیں بلکہ اس سے بھی محفوظ تر .....

سورج کی روشنی کا ایک فیصد پودے اور تمام نباتات خوراک کے مفید روپ میں بدلتے ہیں اور یوں رزق کے باقی طبقات (Trophic

toobaa-elibrary.blogspot.com

(levels) بنتے چلے جاتے ہیں رات اور دن کی بدلی موسموں کے تغیر، خطِ استوا سے ٹنڈرا تک نباتات حیوانات کی اقسام کا فرق غرض لوگوں کے رنگ و روپ سبھی کچھ کتنے منظم طریقے سے بدلتے جاتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کی حکمتیں ہیں .... جہالت کے اندھیرے سے نکل کر آگہی کے سائے میں آتے ہوئے یہ بھی پڑھیے

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا (انحل آیت 81)

ترجمہ :۔ اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے۔

سرابوں کے تعاقب میں جانے والے مسافروں اور صحرا نوردوں سے پوچھیں سایہ کتنا اہم ہے اگر روشنی، پانی یا ہوا کی طرح ہر جگہ در آتی تو ہم مکان بنانے کا تصور بھی نہ کرتے اللہ نے ہمیں سائے عطا فرما کر بے حد کرم کیا ہے۔ سورج کی سائنسی اہمیت کو ذہن میں رکھ کر اس آیت پر غور فرمایئے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (القصص آیت 71)

ترجمہ :۔ بھلا بتاؤ اگر اللہ تم پر قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا کون ہے جو تمہیں روشنی لادے تو کیا تم سنتے نہیں۔

اوپر کی آیت میں بیان کا انداز وہی ہے جو پانی کو کھارا کرنے، پانی کو غائب کرنے، کھیتی کو روند دینے کے متعلق دھمکی آمیز لہجے میں کتاب میں درج ہے۔

بھلا غور تو کریں اگر قیامت تک رات ہی رات رہے اور ہم سورج کی ایک ایک تارِ کرن کو کائنات کے مہیب اندھیروں میں ڈھونڈنے لگیں تو ہم پر کیا بیتے گی یہ لہلہاتی کھیتیاں سر دھنتے شجر، چہچہاتے طیور چوکڑیاں بھرتے چرندے، خشکی اور زمین میں بسنے والی لاکھوں طرح کی مخلوقات بھلا پردۂ حیات پر کہاں دکھائی دیتیں۔

اللہ کا جتنا شکر ادا کریں یقیناً کم ہے کہ اس نے کئی بلین سال قدیم آگ کے دہکتے گولے کی اصلاح فرما کر اسے دلفریب سیارے میں تبدیل کردیا جو وسیع و عریض کائنات میں ذرے کے برابر گویا جنت ہے......
اس سلسلے میں ناچیز کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

کیا منقسم اس نے تارِ کرن کو
اجالا زمانے کے رتیرہ بدن کو
بڑھائے شب و روز اس نے گھٹا کے
اشارے ہیں یہ خالقِ دوسرا کے

*****

یہ سلسلہ دن رات کا
یہ دھوپ یہ موجِ ہوا
ہر شے پہ قابو ہے ترا
اے خالقِ ارض و سما
اے مالکِ ارض و سما

*****

رکھا اس نے طاقِ فلک میں چراغ
تو چھلکے ہیں کرنوں سے جگ کے ایاغ

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ قوسِ قزح وہ گھٹاؤں کے تال
چھماچھم برستی ہوئی برشگال
سجائے ہیں جس نے درختوں کے تاج
اگایا اسی نے زمیں سے اناج

قرآن پاک کی آیات کے سادہ اندازہ میں ترجمے کے بعد ضروری ہے کہ سائنسی بنیادوں پر انہی باتوں کو دیکھا جائے تاکہ پردۂ احساس پر ان کے نقوش اور گہرے ہوسکیں اور ہم اپنے اردگرد کی دنیا کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ موسموں کا بدلنا، لیل و نہار کا باری باری آنا قطبین سے خطِ استوا تک درجۂ حرارت اور ماحول کا فرق، خشکی اور تری میں زندگی کی روانی سبھی کچھ سورج، چاند اور زمین اللہ کے حکم پر پابندی کا مظہر ہیں۔

رات اور دن کی بدلی کو ہم بہت سرسری سی بات سمجھ کر نظر انداز کردیتے ہیں اگر غور کیا جائے تو واقعی رات اور دن نعمتِ لازوال ہیں۔ مجھے فنی تربیت کے لئے فن لینڈ جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں مئی کے مہینے میں فقط دن ہی دن رہتا تھا یوں ہم سب ساتھی وہاں کی Silver Nights سے پریشان رہتے تھے یوں لگتا تھا کہ سورج افق کا راستہ بھول کر ہمارے گھر کی دہلیز پر دھرنا مار کر بیٹھ گیا ہے۔ نیند کی آغوش میں جانے کے لئے گھر گھر گہرے رنگ کے پردے آویزاں کرنے پڑتے تھے۔) دنیا کے جس خطے میں ہم ایشیائی لوگ بستے ہیں وہاں زندگی خاصی پُر رونق، دلچسپ اور اعتدال پر ہے۔ زمین سورج کو محور بنا کر 1805 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گھومتی ہے جبکہ اپنے ہی محور کے گرد چکر تقریباً 24 گھنٹے میں مکمل کرتی ہے۔ یوں رات اور دن کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ موسموں کے تغیر عمل میں آتے ہیں۔ اللہ کا کتنا

کرم ہے کہ اس قدر تیز رفتار سیارے پر بیٹھے ہم کتنا سکون اور اطمینان محسوس کرتے ہیں۔

ہمارے کرۂ ارض سے باہر خلاؤں میں اَنگنت اجرامِ فلکی اپنے اپنے دائروں میں مخصوص راستوں پر تیر رہے ہیں۔ سورج سے ہمارا فاصلہ کتنے اعتدال پر ہے کہ زندگی رواں دواں ہے اگر یہ فاصلہ کم و بیش ہوتا تو زندگی کی بقا کے لئے کس کی دہلیز پر جاکر بھیک مانگتے ؟

سورج دراصل ہمارے ماحول کا محور ہے جس طرح یہ زمین ہماری تمناؤں اور آرزوؤں کا محور ہے۔ سورج کی روشنی حرارت کا عظیم ذخیرہ زمین کی جانب لے کر آتی ہے۔ خلاء فضا اور زمین سے انعکاس کے بعد خطۂ ارض کے مختلف حصوں میں سورج کی روشنی کی مختلف مقداریں زمین جذب کرتی ہے۔ یوں روئے زمین پر موجود تمام نباتات اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس روشنی کی موجودگی میں Photosynthesis کے عمل سے خوراک بناتی ہیں۔ زمین (Soil) نمی اور تمازت کے حسین امتزاج سے نباتات جو خوراک بناتی ہیں وہی تو روئے زمین پر موجود تمام جاندار استعمال کرتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پودوں کو ملنے والی شمسی توانائی کا صرف ایک فیصد حصہ پودے استعمال کرتے ہیں بقیہ کسی نہ کسی طرح واپس فضا میں لوٹ جاتا ہے۔ یہی ایک فیصد حصہ تمام جانداروں (بشمول چھ بلین انسان) کی خوراک اور زندگی کی بقا کے لئے کافی ہے۔ پودوں پر چلنے والی حقیر سی سنڈی ہو یا فاختہ، گائے بیل، بکری ہو یا خونخوار درندہ سبھی ایک دوسرے سے خوراک کی زنجیر (Food Chain) میں بندھے ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے ہاتھ، پاؤں، ناک کان وغیرہ پوست کے لبادے میں جکڑے رہتے ہیں۔ چرندے، پرندے، درندے اور تو اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

انسان اسی نظام خوراک سے توانائی حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ سورج نظامِ شمسی میں زندگی کی بقا اور دوام کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ روئے زمین پر ناکارہ مادے اور بیکار چیزیں بیکٹیریا کے عمل سے سورج کو گواہ بنا کر دوبارہ کارآمد بن جاتی ہیں اور نباتات کی جانب لوٹ جاتی ہیں تاکہ ایک بار پھر ہماری خوراک کا ذریعہ بن سکیں یوں خوراک کی ایک سرگرم ترین نباتات اور حیوانات کے اسٹیشنوں پر ہوا، پانی، حرارت کے میڈیم سے گزرکر یوں رکتی چلتی رہتی ہیں کہ کاروانِ حیات نہیں رکتا۔

قرآن پاک میں زمین پر رنگا رنگ مخلوقات کا ذکر اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں نباتات و حیوانات کی کئی ملین (تقریباً 80 ملین) اقسام کا اجمالی جائزہ شامل ہے۔ قطب شمالی سے خطِ استوا اور پھر قطب جنوبی تک سورج سے وضع شدہ حرارت کے خطوں اور پھر نمی کے تناسب اور موسم کی دلفریبوں سے کیسے کیسے حیوانات کے ریوڑ جنم لیتے ہیں چنانچہ اسی طرح ٹنڈرا کے جنگلات اور خطِ استوا کی نباتات کے رنگ کتنے اچھوتے اور منفرد اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سورہ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے نباتات کی مختلف اقسام کی جانب اشارہ فرما کر کس خوبصورتی سے کفرانِ نعمت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن پاک میں جگہ جگہ سورج اور اس کی توانائی سے رزق کی تقسیم کا نظام اللہ نے بڑی خوبصورتی سے ارشاد فرمایا ہے سورج پر تو ہم اپنی کمند نہ ڈال سکے اور نہ ہی اس پر ہمارا بس چلتا ہے۔ ورنہ ارضِ مکدر کی طرح آلودگی کے ہاتھوں وہ بھی "شمسِ مکدر" بن جاتا البتہ سورج کی راہ میں اہلِ زمین (بشر) نے آلودگی کے پہاڑ لاکھڑے کئے ہیں۔ اوزون کی دبیز تہہ کو نقصان پہنچا کر ہم نے سورج کی دلفریب اور زندگی

کی نیرنگیوں سے بھرپور شعاعوں کو اپنے لئے باعث زحمت بنالیا ہے۔ سمندروں سے سورج اپنے فرائض منصبی کے تحت بادلوں کے سفینے ہوا میں اچھالتا ہے تاکہ زمین پر پانی، نباتات اور بالآخر خوراک کا قحط و کال نہ ہو ہم بس کہ سمندروں کو جامِ سقراط بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور تو اور بادلوں کے سنگ ہواؤں میں سلفر ڈائی آکسائیڈ، CFC گیسوں سمیت زہر بھر رہے ہیں تاکہ تیزابی بارش ابرِ رحمت کو زحمت بنا سکے یورپ کی ہزاروں جھیلیں گواہ ہیں کہ ایک طویل عرصے سے مچھلیوں کی ہلچل اور آبی پرندوں کی دلفریب اڑانوں کو ترستی ہیں۔ رہی خوراک کی بات تو شمسی توانائی کے تانے بانے میں رخنا اندازی کر کے ہم نے نباتات حیوانات غرض خوراک کی زنجیر (Food Chain) کی ہر ہر کڑی میں آلودگی کا زہر گھولنا شروع کردیا ہے۔ دودھ ہو یا پنیر، پھل ہوں یا سبزیاں فصلیں ہوں یا جانداروں کا گوشت، مچھلیاں ہوں یا آبی ذخیرے آلودگی کا زہر ہر جگہ موجود ہے یوں ہم نے سورج کی متبرک اور شائستہ سرگرمیوں میں آلودگی کے وہ سایے پھیلا دیئے ہیں کہ راہِ حیات دھندلانے لگی ہے۔

آخر میں سورہ القصص میں مذکور آیت کا ترجمہ دوبارہ دیکھتے ہیں۔

ترجمہ :۔ بھلا اگر اللہ تم پر قیامت تک رات ہی رات رکھے تو اللہ کے سوا کون ہے جو تمہیں روشنی دے تو کیا سنتے نہیں۔ بھلا اگر خدا تم پر قیامت تک دن ہی دن رکھے تو اللہ کے سوا کون ہے جو تمہیں رات دے جس میں آرام کرو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ؟

اگر واقعی کبھی شام کے اندھیرے میں چھپتا ہوا سورج افق کے ادھر پھیلی ہوئی بیکراں کائنات کے کسی اور حصے میں روٹھی ہوئی دخترِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دہقاں کی طرح نکل جائے تو ہم کیا کریں گے۔ لیپ لینڈ سمیت دنیا کے کچھ حصے ایسے ہیں جہاں مہینوں سورج دکھائی نہیں دیتا (پھر بھی لوگ اللہ کو نہیں مانتے)۔ دنیا بھر کے ماہرین ان علاقوں کی شاموں کو صبح دلنواز میں نہیں بدل سکتے۔------

آبِ حیواں کے کرشمے

خالقِ کائنات نے ہمارے تصرف میں اس قدر نعمتیں کردی ہیں کہ انکے شمار کے لئے دنیا کے کمپیوٹر اور اشرف المخلوقات کے دماغ ہیچ ہیں۔ اس نے پتھروں میں لعل و گہر اور سیم و زر بھردیئے درختوں کو زمین میں ساکت رکھا مگر پھر بھی ان کی خوراک زمین، ہوا اور طرح طرح سے بہم پہنچا کر بقیدِ حیات رکھا ہے۔ جانداروں کو رزق درختوں سے قطع نظر چل پھر کر لینے کا حکم دیا کیونکہ وہ پیٹ کے بل، دو ٹانگوں پر چار ٹانگوں پر وغیرہ وغیرہ پر چلتے ہیں یا پھر فضائے آسمانی میں اڑتے ہیں اور تو اور آبِ رواں میں تیرتے ہیں یوں کسی سیانے نے کہا کہ حیات دلفریب پتھروں میں سوتی ہے، پھولوں میں خواب دیکھتی ہے اور انسان میں جاگتی ہے۔ یہ بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔ زندگی کی دلفریبیوں کو رواں دواں رکھنے کے لئے پانی جیسی نعمت ناگزیر ہے جبھی تو اس معصوم سیارے کا بیشتر حصہ پانی سے لبریز ہے۔ زمین، مٹی کا وہ پیالہ ہے جو پانی سے نہ صرف لبریز ہے بلکہ اس کی بساط سے بھی زیادہ آبی ذخیرہ موجود ہے اور دستِ قدرت اسے چھلکنے سے روکے ہوئے ہے۔ نباتات ہوں یا عالم حیوانات سبھی کا دارومدار پانی پر ہے پانی زندگی کا ایندھن ہے یہ جسم کا اٹوٹ انگ ہے جبھی تو کسی بدیسی نے کہا تھا۔

"The Cradle of Life is certainly. the ocean."

ایک اور بدیسی نے اپنے اردگرد پھیلی ہوئی دلفریبیوں اور نیرنگئ حیات کو پانی کے ذریعے رواں دواں دیکھ کر یوں قوتِ گفتار دکھائی تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"Everything originated in water and Everything is sustained by water."

کہتے ہیں کہ انسان نے ذوقِ تجسس اور عقلِ سلیم کے بل بوتے پر عالم کو فتح کیا ہے اور تہذیب کے کارواں کو بامِ ثریا تک پہنچایا ہے یہ بات درست ہے کیونکہ گدھے اور کوے سمیت حیوانوں نے ترقی نہیں کی۔ کوا غلیل اور بندوق دیکھ کر بھاگ جاتا ہے کیونکہ اسے جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے اسے معلوم ہے کہ غلیل سے پتھر اور بندوق سے گولی نکلتی ہے مگر وہ پتھر کی ماہیت اور گولی کے بارود تک اپنی عقل کے ڈورے نہیں ڈال سکتا یہ انسان ہی ہے جو تجسس کی کڑیاں ملاتا ہے سوچ بچار اور تحقیق سے آگے بڑھتا ہے جبھی تو ترقی کی راہ پر شادمان و کامران ہے سائنسدانوں نے یہ بات بڑی عرق ریزی کے بعد معلوم کی کہ زندگی کے لئے پانی ناگزیر ہے اور یہ کہ جانداروں کا وجود پانی کا مرہونِ منت ہے (مشیت ایزدی سے) قرآن پاک میں صدیوں پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہر جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا گیا ہے۔ آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ آفرینش سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ اگر ہم پہاڑوں اور خاموش پتھروں کو چھوڑ دیں (کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے صرف اللہ کی تسبیح کرتے ہیں) تو دنیا میں پائی جانے والی 80 سے 100 ملین کے لگ بھگ جانداروں کی اقسام پانی کی مرہونِ منت ہیں۔ اگر پانی نہ ہوتا تو فضائے بسیط میں پرندوں کے غول تیرتے ہوئے نظر نہ آتے، تتلی اور بھنورے پھولوں کے گرد کیسے منڈلاتے۔ مرغزاروں پر موت طاری ہوجاتی غرض رنگوں اور آوازوں کے جادو کی دنیا شہرِ خموشاں میں سمٹ کر دم توڑ دیتی اور یہ خوبصورت سیارہ فقط قبرستان بن کر

قیامت کے انتظار میں عاشقِ مضطرب کی طرح سوئے فلک تک رہا ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے وسیع و عریض کائنات میں ہماری ننھی سی زمین تو گویا ایک حقیر سا ذرہ ہے مگر اس پر اللہ کی مہربانیاں اور نعمتیں نہ جانے کب سے گویا برس رہی ہیں۔ قریبی سیاروں پر جاکر دیکھ لیا کہ وہاں یہاں جیسی زرخیز مٹی، پانی اور ہوا کے ذخیرے ناپید ہیں۔ کاش جتنی مشقت کے بعد ہم نے چاند پر قدم رکھا اگر اسی قدر توانائی زمین، پانی اور اردگرد کے ماحول پر صرف ہوتی تو ہم اتنے تہی دامن نہ ہوتے جتنے آج ہیں۔ پانی ہی کو لیجئے اگر ہمیں اس نعمتِ عظمیٰ کا صحیح ادراک ہوجائے تو محض فلش (Flush) کے لئے روزمرہ کے پانی کا 40 فیصد کبھی فضلات کے ساتھ نہ بہاتے ......

ایک مرتبہ شقیق بلخیؒ کی خدمت میں ہارون الرشید خلیفۂ وقت نے حاضری دی اور پندو نصیحت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا خلیفہ بے آب و گیاہ صحرا میں گھر کر اور پیاس کی شدت سے مغلوب ہو کر ایک گھونٹ پانی کے بدلے آدھی سلطنت سے دستبردار ہونے کو تیار ہے تو ہارون الرشید نے بلا تامل اثبات میں جواب دیا تھا۔ پانی واقعی ایسی نعمت ہے کہ اس پر آدھی تو کیا پوری سلطنت قربان کی جاسکتی ہے۔ قریب المرگ انسان کو اگر مرتے دم اللہ یاد آجائے تو خوش نصیبی ہے ہم نے تو مرتے دم لوگوں کو پانی مانگتے یا پھر ماں کو پکارتے ضرور سنا ہے ......

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ معصوم حضرت اسماعیلؑ کو بی بی ہاجرا کے ساتھ خانہ کعبہ کے قریب صفا اور مروہ کی سنگلاخ پہاڑیوں پر چھوڑ کر چلے جائیں۔ چنانچہ بے آب و گیاہ سرزمین پر آب

toobaa-elibrary.blogspot.com

زمزم جاری ہوا۔ پرندوں کے غول پانی کی تلاش میں اُمڈ آئے پھر انسان رفتہ رفتہ یوں آباد ہوگئے کہ خانۂ خدا کے گرد فرشتوں سے زیادہ انسانی ہجوم نظر آنے لگا۔ یوں اللہ نے پانی جاری فرما کر ذریعۂ حیات پر استدلال فرمادیا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ پانی جس کے بغیر ہم ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے ہیں کیا شے ہے۔

پانی کے موضوع پر ان گنت کتابیں ہیں مختصر یہ کہ پانی دو آئن H^+ اور OH^- سے مل کر بنتا ہے۔ حیات کی بنیادی اکائی یا اس کا نمائندہ ایک سالمہ ہے جسے سائنسدان اپنی مشکل زبان میں DNA کہتے ہیں۔ جدید سائنس نے ثابت کیا ہے کہ یہ سالمے اپنا H^+ آئن پانی ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ یوں پانی سے وہ بنیاد تیار ہوتی ہے جس سے زندگی کی عمارت اپنی بنیادوں پر کھڑی رہنے کے قابل ہوتی ہے۔ زندگی کی دوڑ میں یہ بنیادی اصول کار فرما ہے کہ جسیمے (Organisms) صرف H^+ آئن کے ذریعے اپنی حرکت اور مصروفیاتِ جہاں برقرار رکھتے ہیں۔ زندگی جتنی خوبصورت اور قیمتی ہے اتنی ہی نازک بھی چنانچہ H^+ اور OH^- آئن کے برقی رویے حیاتِ نوبہار کو طرح طرح تراشتے ہیں اور اس میں نیرنگیٔ جہاں کو اور بھی نکھارتے ہیں۔ پانی دراصل وہ زرمبادلہ یا جیب خرچ ہے جسے مختلف جسیمے حاصل کرکے اپنی بقا کو یقینی بناتے ہیں۔ ابھی تک اشرف المخلوقات حیات کے تانے بانے میں پانی کے کردار سے پوری طرح واقف نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہ پانی جسم میں سات سے چودہ دن تک رہتا ہے چنانچہ ایک خاص وقت کے بعد پانی کے سالمے ضائع ہوجاتے ہیں نہ جانے کیوں ....

دورِ حاضر کے انسان نے چاند اور زمین کے باہمی فاصلے کو سینٹی

میٹر کی حد تک ٹھیک ٹھیک ناپ لیا ہے بھلا پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہمیں اپنے گرد پھیلے ہوئے ٹھوس مائع اور بخارات کی صورت میں آبی ذخیرے اور ان کا ظرف معلوم نہ ہو۔ آبی ذخیروں کی تفصیل اور دستِ قدرت کی صناعی اتنی عجیب اور عیب سے پاک ہے کہ انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ پانی کسی عیار حسینہ کی طرح تھرکتا، کودتا اور رقص کرتا ہوا فضاؤں، سمندروں اور خشکی کے گہواروں میں رواں دواں ہے کہ انسان مبہوت تماشائی کی طرح فقط اپنا دہن کھولے ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے ....

ہم دیکھتے ہیں کہ پانی کا 97% حصہ سمندروں میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے جسے پینے کے لئے ہمیں کانِ نمک بننا پڑے گا۔ چلتا پھرتا انسان اتنا نمک کھاکر بلکہ پی کر بھی نمک حرامی سے باز نہیں آئے گا یہی وجہ ہے کہ ہمیں سمندروں کی بجائے دستِ قدرت نے دریاؤں، نہروں اور زیرِ زمین پانی کے وافر ذخیرے عطا کردیئے ہیں۔ نمکین و کھاری پانی کے بعد پانی کا دوسرا بڑا ذخیرہ قطبین کی برف اور گلیشیرز وغیرہ ہیں یوں زمین کے دونوں سروں پر وہ خوبصورت برفانی ٹوپیاں (Ice Caps) ہیں جنہیں دیکھ کر منہ میں پانی آجاتا ہے مگر یہ ذخیرۂ آب جو کل پانی کا 2.41 فیصد ہے بس ہاتھی کے دکھانے والے دانتوں کے مترادف ہے۔ اگر ہاتھی کے دانت دیکھ کر انسان ڈرجاتا ہے تو ان ذخیروں کو دیکھ کر ٹھٹھر جاتا ہے۔

دنیا بھر سے کل پانی کی نہایت قلیل مقدار (0.031%) بصورتِ بارش بحروبر پر برستی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ خود سمندر جہاں سے بادلوں کے سائبان بہ کثرت جنم لیتے ہیں اس بارش کا بیشتر حصہ (0.024%

toobaa-elibrary.blogspot.com

) خود وصول کر کے خشکی پر بسنے والوں کے لئے 0.007% حصہ چھوڑتے ہیں۔ یہ تمام تقسیم اس قادر مطلق کی ہے جس نے بے ستون آسمان اور لامتناہی کائنات کو نہ صرف تخلیق کیا بلکہ نظامِ ہستی رواں دواں رکھا ہوا ہے۔

بادی النظر میں قابلِ نوش پانی کی مقدار اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف معلوم ہوتی ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ جاپانی سروے کے مطابق آبِ نوش کی مقدار فی کس 500 ملین لیٹر بنتی ہے۔ اگر روئے زمین پر موجود ہر شخص سو سال زندہ رہے (دھرتی کی خیر ہو....) تو دو لیٹر یومیہ فی کس کے حساب سے یہ مقدار 73،000 لیٹر ہوگی یوں پانی کی قلت کا دور دور کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ یہ ہماری بے حسی ناقص حکمتِ عملی اور خود غرضی ہے کہ دنیا کی تقریباً آدھی آبادی کو پینے کا صاف پانی دستیاب نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں بنی نوع انسان نے ندی نالوں اور دریاؤں کو تو خاکِ پا سمجھ کر نظرانداز کر دیا ہے، جبکہ پانی کے عظیم ذخیروں یعنی سمندروں کی سالمیت پر آلودگی کے بھرپور حملے کیے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا کے سمندروں میں $1.4x10^{36}$ ٹن پانی موجود ہے۔ ہر سال زمین پر دندناتے دریا $2x10^{14}$ ٹن پانی اور $4.5x10^{11}$ ٹن غلاظتیں بہا کر سمندروں کو مکدر بناتے رہتے ہیں۔ ہم انسان بھی ابرپاروں کے آبائی گاؤں، بارشوں کے قائم استاد ذخیروں کو طرح طرح کی آلودگیوں سے ناکارہ بنا رہے ہیں۔ صنعتی فضلات ہوں یا ٹھوس آلودگیاں، آبِ نکاس ہو یا تیل کی ندیاں ہم سمندروں کو کچرا دان بنا رہے ہیں۔ جاپان کے جزیرے مینا ماٹا میں پارے کی آلودگی سے مچھلیوں، مچھیروں اور دیگر جانداروں کی موت سے کون واقف نہیں ہے۔ ہم

آلودگی پھیلا کر سمندروں میں موجود اپنے آبی ذخیروں کے ساتھ ساتھ ان گنت آبی حیات کو بھی موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں۔ کیڈمیم کی آلودگی سے اٹائی اٹائی کی نامانوس بیماری بھی آبی حیات کے لئے المیہ سے کم نہیں ہے۔ آبی ذخیروں میں تیل اور پیٹرولیم کے پھیلاؤ سے دنیا بھر میں لاکھوں آبی پرندے، مچھلیاں اور دیگر آبی حیات صفحۂ ہستی سے وقتاً فوقتاً مٹتے رہتے ہیں۔ اب تو تیزابی بارش نے دریاؤں، جھیلوں اور دیگر خوبصورت آبی ذخیروں کو بھی تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا ہے یورپ کی بیشتر جھیلیں آبی حیات کو ترس رہی ہیں۔

سویڈن، ناروے، فن لینڈ میں آبی آلودگی کے باعث صرف مخصوص مقدار میں مچھلی کھانے کی اجازت ہے۔ مختلف قسم کی مچھلیوں میں Biomagnification کے عمل سے آلودگی ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہے۔ یوں ہم پانی کے ساتھ ساتھ منفرد قسم کی غذاؤں اور بہترین پروٹین سے بھی محروم ہوتے جارہے ہیں۔ پاکستان کے سمندری حصوں میں بھی صورتحال تسلی بخش نہیں ہے۔ کچھ تجزیئے شاملِ کتاب ہیں تاکہ آلودگی کو دورِ حاضر کا فیشن سمجھنے والے فکرِ فردا کریں۔ آبی حیات کے حوالے سے یہ کرشمہ کیا کم ہے کہ پانی برف بنتے ہوئے پھیلتا ہے یوں یخ بستہ خطوں میں برف کے نیچے بھی اس کے ذخیرے منجمد نہیں ہوتے ورنہ مچھلیاں اور دیگر جاندار جم کر پولکا آئس کریم بن جاتے۔ جہاں تک پینے کے پانی کی آلودگی کا تعلق ہے تو خود ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی متعدد ریاستوں میں زیرِ زمین پانی آلودہ ہے۔ دریاؤں اور سطح زمین پر موجود پانی کی نسبت زیرِ زمین پانی کی آلودگی زیادہ خطرناک اور دیرپا ہے۔ اس سے چھٹکارا پانے میں صدیاں بیت جاتی ہیں۔ مملکتِ

toobaa-elibrary.blogspot.com

خداداد (پاکستان) میں زیادہ تر آبادی کا انحصار زیرِ زمین پانی پر ہے جبکہ کراچی میں آبادی کا انحصار سطح زمین پر موجود پانی (Surface Water) پر ہے۔ پاکستان میں آبِ نوش ایک سنگین مسئلہ ہمارے ہاں صرف 61% شہری اور 14% دیہی آبادی کو صاف پانی دستیاب ہے۔ ہماری دیہاتی خواتین پینے کے پانی کے حصول پر اپنی 15% توانائی صرف کرتی ہیں اتنی توانائی سے تو ہم ملک کا گوشہ گوشہ روشن کرسکتے ہیں ....

کتنے دکھ کی بات ہے کہ دنیا میں پانی ہی پانی ہے مگر کئی بلین انسان آبِ نوش کو ترستے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ہر سال دنیا بھر میں 25 ملین انسان آلودہ پانی کے سفاک ہاتھوں موت کے گھاٹ اترجاتے ہیں جبکہ بدنامِ زمانہ بیماری یعنی ملیریا سے صرف 7 ملین افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ اتنی کثیر آبادی کی موت کے ذمہ دار بہرحال ہم انسان ہی تو ہیں فرشتے پارسا ہیں اور شیاطین ابھی اتنی ذلت پر نہیں اترے کہ یہ کارِبد کریں۔ انسان خود ہی شیطان کی پیروی میں یہ سب کچھ کیئے جارہا ہے۔ روئے زمین پر موجود دیگر جانداروں کا تو ذکر ہی بیکار ہے ہم تو آبی آلودگی پھیلا کر ہر گھنٹے میں ایک ہزار معصوم بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ فرعون نے تو خوفِ حضرتِ موسیٰ سے مغلوب ہو کر صرف اولادِ نرینہ کو قتل کیا تھا ہم تو بلا تخصیص یہ گھناؤنا جرم مردوزن، جانوروں اور نباتات کے ساتھ نہ جانے کب سے کرتے آرہے ہیں .... ایک اندازے کے مطابق آبی آلودگی سے ہر سال 800 ملین لوگ بیمار ہوتے ہیں ہم ان کی عیادت کی بجائے رہگزارِ کدورت پر اور بھی تیزگام ہوتے جارہے ہیں۔ کیمیاوی مادہ ہو یا کیڑے مار دوائیں، صنعتی فضلات ہوں یا بڑے شہروں میں آبِ نکاس ہم ان

بیماریوں کو جنم دے رہے ہیں جن کے نام حضرت آدمؑ نے آفرینش میں سنے بھی نہ ہوں گے۔ فرشتے نہ جانے ان بیماریوں کو کیونکر تحریر میں لاتے ہونگے ....

کہتے ہیں کہ کسی یہودی عورت کو انعامِ الٰہی صرف اس لئے ملے گا کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا ہم انسان تو انسان و حیوان اور نباتات کے لبوں سے آبِ نوش چھین کر تشنگی بڑھا رہے ہیں اور عذابِ آخرت بھی۔۔۔۔ ہمیں تو بچپن میں پڑھی ہوئی فاطمہ بنت عبداللہ کی وہ عظیم اور قابلِ تقلید کہانی نہیں بھولتی جو کہانی نہیں بلکہ ٹھوس حقیقت ہے جس میں زخمی مسلمان پانی پانی پکارتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کی پیاس کو ترجیح دیتے ہوئے تمام کے تمام پیاسے شہید ہوجاتے ہیں۔ اگر دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے تو ہم پرند و چرند اور ہر ہر جاندار کو نہ صرف اپنی پیاس پر ترجیح دیں گے بلکہ آلودگی کے زہر سے آبی ذخیروں کو ناکارہ بھی نہیں بنائیں گے۔

صنعتی ترقی، توانائی زراعت، خوشحالی کے لئے شہروں کی جانب نقل مکانی، کیمیاوی کھاد، کیڑے مار دواؤں وغیرہ وغیرہ کا دانش مندانہ اور متوازن استعمال دورِ حاضر کے لئے ناگزیر ہے۔ زندگی کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق آلودگی جنم ضرور لیتی ہے مگر اس کا مناسب سدِباب ہی انسان کی برتری اور دانش مندی کا مظہر ہے۔

پانی کے معاملے میں فضول خرچی نے بھی ہمیں بدحال کردیا ہے۔ فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ نے قرآن پاک میں شیطان کے بھائی کہا ہے۔ پانی کے معاملے میں فضول خرچی بلکہ شاہ خرچی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ 1960ء میں ایک امریکی کی روزانہ پانی کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھپت 1500 گیلن تھی اب 2000ء تک بھی 2700 گیلن ہوجائیگی۔ جبکہ ہم جیسے پسماندہ اور آئی ایم ایف، سی ٹی بی ٹی اور مارِ امریکہ کے ڈسے ہوئے ملک میں ایک شریف شہری کو 40 گیلن یومیہ مل جائے تو فرطِ جذبات میں ایٹمی دھماکے کرنے پر تُل جاتا ہے ......

پانی کی آبروریزی، نعمتِ آب کی ناشکری اور آبی آلودگی کی بہت باتیں ہوگئیں آیئے اب دیکھتے ہیں کہ پانی اور اس کے کردار کے بارے میں قرآن پاک میں کیا کیا مذکور ہے۔

انسان کا علم بہت محدود ہے مشاہدے کی کھڑکی اتنی چھوٹی ہوتی ہے کہ بس کائنات کی جانب بال برابر کھلی ہے چنانچہ ہم پانی کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صدیوں پہلے قرآن پاک میں پانی کو جانداروں کی تخلیق سے متعلق یوں بیان فرمایا تھا۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ (النور آیت 45)

ترجمہ : اور اللہ نے ہر چلنے والا (جاندار) پانی سے بنایا۔

ایک اور جگہ یوں اشاد ہوا۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء آیت 30)

ترجمہ : اور ہم نے ہر جاندار شے کو پانی سے بنایا تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔

پانی دنیا میں ہم سے پہلے موجود تھا۔ حیات کے گہوارے بھی تھے انسان نے اتنی قدیم اور بکثرت پائی جانے والی ناگزیر نعمت پر بہت تحقیق کی مگر حاصل یہ ہے کہ حال ہی میں معلوم ہوا کہ کچھ جاندار کھولتے پانی میں بھی زندہ رہتے ہیں۔ کھولتا پانی تجربہ گاہ یا باورچی خانے

میں محدود ہوتا ہے بھلا ہم کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے آبی ذخیروں کے بارے میں کتنا کم جانتے ہوں گے۔ سورج سے بادل بننے، بارش سے نباتات کے فروغ پر یہ آیات ملاحظہ ہوں :-

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا۔ (النباء آیت 13،14،15،16)

ترجمہ :۔ اور اس میں ایک نہایت چمکتا ہوا چراغ رکھا۔ اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔ اناج اگانا سہل ہے تو زمین کو زندہ کرنے کی بات یوں دیکھیے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ (النحل آیت 65)

ترجمہ :۔ اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین کو زندہ کردیا مرنے کے بعد۔ بے شک اس میں نشانی ہے ان کے لئے جو کان رکھتے ہیں۔

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا۔

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ (الزخرف آیت 11)

ترجمہ :۔ اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ ایک اندازے سے اور ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرما دیا یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

ماہرین نے بعد تحقیق کے کہا ہے کہ بیکٹیریا اور زمین میں موجود دیگر حیات کے جینیاتی کوڈ پانی سے متحرک ہوجاتے ہیں اور بیج اگنے لگتے ہیں۔ ہم بھی یوں ہی دوبارہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

زندہ ہو جائیں گے جیسے مردہ شہر زندہ ہو جاتا ہے۔

پھر یہ آیات بھی دیکھیے۔

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا لِّنُحۡیِۦَ بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا وَّ نُسۡقِیَهٗ
مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیۡرًا۔ (الفرقان آیت 49۔48)

ترجمہ :۔ ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا تاکہ اس سے ہم زندہ کردیں کسی مردہ شہر کو اور اسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے چوپایوں اور انسانوں کو۔

حضرتِ انسان بارش کو سورج کے بل بوتے پر بس بخارات بننے اور اس کے دوبارہ پانی بننے (Condensation) پر منتج کرتے ہیں جبکہ پروردگار نے بڑے سادہ اور واضح الفاظ میں بارش کے پانی اور اس سے زندگی کی بقا کو سمجھایا ہے۔ امریکہ کے محقق ونسن جے شیفر کے مطابق پانی کے نہایت چھوٹے اور خالص (نمکیات سے پاک) قطرے منفی 40°c پر بھی نہیں جمتے مگر پانی ناخالص ہو تو صفر ڈگری سینٹی گریڈ پر جم جاتا ہے اب ماہرین اس نظریے پر متفق ہورہے ہیں کہ بادل عام بخارات نہیں ہوتے بلکہ کائناتی دھول (Cosmic dust) کے لطیف آنچل میں لپٹ کر ننھے ننھے قطروں کی صورت اختیار کرلیتے ہیں جنکی تعداد ایک مکعب سینٹی میٹر بادل میں ایک ارب کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ پھر یہ قطرے تکثیفی مرکز کے گرد بڑے ہو کر بارش کی صورت سائبیریا جیسے سرد اور جیکب آباد جیسے گرم خطوں میں جاگرتے ہیں۔ بارش بننے کا عمل انتہائی پیچیدہ مساوات اور حساب سے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اب سائنسدان بادل کو عام بخارات نہیں کہتے اگر بادل محض بخارات کا نام ہوتا تو آج ہم بارش کے نرم و نازک قطروں سے لطف اٹھانے کی

بجائے برف کے بڑے بڑے بلاکوں اور دیوہیکل پتھروں سے بچنے کے لئے سر چھپاتے پھرتے۔ جب سے یورپ پر تیزابی بارش (Acid rain) کا ناگوار چھڑکاؤ خود ان کے اعمالِ بد کے باعث شروع ہوا ہے اللہ کے بنائے ہوئے بارش کے نظام کی جانب توجہ بڑھتی جارہی ہے۔۔۔۔

اوپر کی آیات میں کس خوبصورتی سے اناج اگنے، مردہ شہر زندہ ہونے کی بات فرمائی گئی ہے۔ یہی نظامِ ہستی کی وہ کڑی ہے جس سے نباتات، حیوانات اور ہر ہر شے کو توانائی اور زندگی ملتی ہے۔ پانی پر حیات کا براہ راست اور پودوں وغیرہ یا دیگر جانداروں کی صورت بالواسطہ انحصار اچھوتے رنگ میں بیان ہوا ہے۔ پھر یہ آیت بھی پڑھیے :۔

وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ
وَ اَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِیۡجٍ (الحج آیت 5)

ترجمہ :۔ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تروتازہ ہوئی اور ابھر آئی۔ اور ہر بارونق جوڑا اگا لائی۔ ٹنڈرا سے خطِ استوا تک نباتات کا ایک جال بچھا ہوا ہے۔ پودے درخت، پھول پھل اور طرح طرح کی رنگ برنگ نباتات اگی ہیں۔ انسان ان کی اقسام گنتے گنتے زندگی کے دن گزار دے مگر ختم نہ ہوں۔

پھر یہ آیات بھی جھوم جھوم کر پڑھیے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّـكُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّمِنۡهُ شَجَرٌ فِیۡهِ تُسِیۡمُوۡنَ۔ یُنۡۢبِتُ لَـكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّیۡتُوۡنَ وَالنَّخِیۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ۔ (النحل

toobaa-elibrary.blogspot.com

آیت 11_10)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا ہے۔ اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔

آب نوش کے ساتھ ساتھ نباتات پر بالخصوص بحث فرما کر آبِ رواں اور ابرِ رحمت کی افادیت کو مزید اجاگر فرمایا ہے حیرت کدۂ دہر میں کھوئے کھوئے یہ بھی پڑھیے :۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيۡعَ فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ يُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ حُطَامًا۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰى لِاُولِى الۡاَلۡبَابِ۔ (الزمر آیت 21)

ترجمہ :۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگ کی پھر سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے کہ پیلی پڑجاتی ہے۔ پھر اسے ریزہ ریزہ کردیتا ہے بیشک اس میں دھیان کی بات ہے عقلمندوں کو۔

لہلہاتی کھیتیاں پُر رونق سبزہ زار اور ہری بھری چراگاہیں اللہ کی نشانیاں ہیں جیسا کہ نیچے مذکور ہے :۔

الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّ سَلَكَ لَكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰى.

كُلُوۡا وَارۡعَوۡا اَنۡعَامَكُمۡ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى۔ (طٰہٰ آیت 53)

ترجمہ :۔ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا۔ اس میں تمہارے لئے چلتی ہوئی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے اگائے تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

نباتات پر انسانوں اور تمام جانداروں کے رزق کو منحصر فرما کر اللہ نے اپنی وحدانیت، الوہیت اور ربوبیت کی مہر ثبت کردی ہے۔ چشم حیرت جھپکنے سے پہلے یہ آیت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ۔ (بقرہ آیت 22)

ترجمہ :۔ اور جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے پھل نکالے تمہارے کھانے کو (بطور رزق)

انسان کے رزق کی جانب اشارہ کرکے یوں فرمایا

فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا. فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضۡبًا وَّزَيۡتُوۡنًا وَّنَخۡلًا وَحَدَآئِقَ غُلۡبًا۔ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا۔ مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ۔ (عبس آیت 24 سے 32)

ترجمہ :۔ تو آدمی کو چاہیے اپنے کھانے کو دیکھے کہ ہم نے اچھی طرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

پانی ڈالا۔ پھر زمین کو خوب چیرا تو اس میں اگایا۔ اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپایوں کے۔

(زمین چیرنے سے مراد چٹان سے SOIL بننے کا صدیوں پر محیط عمل بھی ہوسکتا ہے) ہم کتنے اکڑ اکڑ کر کئی وقت کھانا کھاتے ہیں مگر کبھی اللہ کی مہربانیوں اور جودوکرم پر غور نہیں کرتے کاش ہم شاخِ زیتون ہی سے سبق سیکھ لیتے۔

پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنے اور خوراک کے تانے بانے کو خاکسار کے اشعار کی صورت میں یوں ملاحظہ فرمایئے۔

برسے کچھ ایسے جھرنے بادل کے تن بدن سے
گدرا گئی یہ مٹی خورشید کی کرن سے
ابھرے زمین پہ پھر سے آثار زندگی کے
نمناک سرزمیں پہ سبزے کی دلکشی کے
نخل و رمان و خرما ہرگام پر سجا ہے
مردہ زمین کو تو نے پھر سے جنم دیا ہے

سورج کی روشنی اور بارش سے خوراک کے دلفریب نظام کو یوں دیکھئے۔

رکھا اس نے طاقِ فلک میں چراغ
تو چھلکیں ہیں کرنوں سے جگ کے ایاغ
وہ قوسِ قزح وہ گھٹاؤں کے تال
چھما چھم برستی ہوئی برشگال
سجائے ہیں جس نے درختوں کے تاج
اگایا اسی نے زمیں سے اناج

درج ذیل آیت تو بے حد اہم ہے۔ "Water Cycle" کے حوالے سے

ولقد صرفنہ لیذ کرو افابی اکثرالناس الا کفور (الفرقان آیت 50)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے ان میں (پانی کے) پھیرے رکھے تاکہ وہ دھیان کریں۔ تو بہت لوگوں نے ناشکری کی۔

پانی اور اس پر تحقیق کے ماہرین اس آیت کو پڑھ کر دنگ رہ جاتے ہیں دورِ حاضر میں جہاں تمام عناصر مثلاً کاربن، آکسیجن، نائٹروجن، سلفر، فاسفورس وغیرہ کے چکر (Cycles) ہیں وہیں پانی کے چکر بھی بے حد حیرت انگیز ہیں۔ زمین میں دھنسے ہوئے درخت ہوں، نازک نازک پودے یا سبزہ، حیوانات ہوں یا انسان سبھی کو عناصرِ قدرت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ زندگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے اسی طرح پانی سمندروں دریاؤں، ابرپاروں، قطبین کی برف، گلیشیرز، زیرِ زمین پانی فضا میں نمی، جانداروں کے جسم و جاں وغیرہ میں مقید ہے۔ یہ پانی جگہ جگہ سفر میں رہتا ہے۔ اسے مثلِ سیماب قرار نہیں اپنے آبائی وطن (سمندر) کی جانب ہر جگہ سے جاتا ہے۔ زیرِ زمین پانی صدیوں میں سمندر میں جاکر دم لیتا ہے اور پھر تازہ دم ہو کر بخارات کی صورت دوشِ ہوا پر سوار ہو کر نئی منزلوں کی جانب چل پڑتا ہے۔ یوں ہمارے جسم و جاں میں موجود پانی نہ جانے کبھی کسی منہ زور ڈائنوسار کے جسم کا حصہ رہا ہوگا جو اب ہمارے مقدر میں ہے۔ اگلی نسل میں نہ جانے کس کے شاملِ جان ہوجائے گا۔ پانی کی یہ دوڑ دھوپ اور سفرِ مسلسل اللہ کا قائم کردہ وہ نظام ہے جو قرنوں سے جاری ہے انسان فقط خاموش تماشائی ہے اس حیرت کدۂ حیات میں .....

سمندروں میں کل پانی کا 97.5% ہے۔ جبکہ بقیہ 2.5 فیصد کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

80 فی صد حصہ Ice Caps یا گلیشیر میں ہے۔ یوں پینے کا پانی اشکِ بلبل کی مانند زمین اور اس پر بسنے والوں کو ملتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں مختلف ذخائر کا پانی کس رفتار سے اپنی جنم بھومی یا مادرِ وطن کی گود میں جابستا ہے۔

آبی ذخیرہ	کل مقدارِ آب	عارضی قیام کی مدت
بحرِ تلاطم	97.5%	1000 سال
برف کے پہاڑ	2%	ایک ہزار سال سے دس لاکھ سال تک
فضائی مسکن	0.001%	محض دس دن
زیرِ زمین پانی	0.5%	دس سے سو سال
دلکش جھیلیں	0.175%	بقدرِ نصیب
مٹی کی نمی	0.11%	چند ماہ
آبِ جو/ منہ زور دریا	0.0001%	فقط چند یوم

یوں لگتا ہے ایک ہی پانی کہیں گدھا گاڑی اور کہیں بُراق سے محوِ سفر ہے یہ ہیں قدرت کے آبی پھیرے ابر پاروں کی بدولت پانی اپنا اگلا سفر انہی منزلوں کی جانب مسلسل کرتا رہتا ہے۔ مثلِ سیماب پانی کو قرار نہیں ہوتا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کل پانی کا صرف 0.031 فیصد بادلوں کی صورت تیزی سے گردش کرتا ہے۔ اس کا 90 فیصد واپس سمندروں میں مل جاتا ہے بقیہ پانی آہستہ آہستہ سوئے بحر چلتا ہے یہ ہے نظامِ قدرت!

اب اس آیت کا جواب دیں (میری جرأت کہاں۔۔۔)

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (

الواقعہ آیت : 68، 69، 70)

ترجمہ:۔ بھلا بتاؤ وہ پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے۔ ہم چاہیں تو اسے کھاری کردیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔

بلاشبہ سمندروں کا پانی جو پہلے ہی کھاری ہے اگر اللہ بادلوں کو حکم دے کہ اپنے ساتھ نمک بھی لے اڑیں تو ہم بارش کے بدلے کھیوڑہ کی نمک کی کانوں کو اپنے سروں پر بصورتِ سنگ گرتا ہوا پاتے۔

اب استغفار پڑھتے ہوئے یہ آیت بھی پڑھیئے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ۔ (المومنون آیت 18)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے پر۔ پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک ہم اس کے لے جانے (غائب کردینے) پر قادر ہیں۔

کرۂ ارض کے کل پانی کا 0.031% ہی بادلوں کے ذریعے گردش کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پانی کی تقسیم بے حد منظم طریقہ پر ہے۔ آسمان سے پانی مخصوص مقدار ہی میں زمین کے خطوں پر گرتا ہے اور اللہ نے تنبیہ فرمائی کہ اگر یہ پانی کسی سہانے سمے (جب تم آبی آلودگی پھیلانے میں بے حد منہمک ہو) غائب ہوجائے تو تم کیا کرو گے ذرا تصور تو کریں تمام نظامِ حیات کے تانے بانے اور زندگی کی خوبصورت

toobaa-elibrary.blogspot.com

عمارت ریت کا ڈھیر نہیں بن جائیگی۔۔۔۔

کہتے ہیں کہ دنیا میں اب تک دس ارب کے لگ بھگ انسان رہے ہیں۔ اگر یہ سب مل کر بھی تاقیامت گریہ و زاری کریں تو اتنا اشکِ رواں جمع نہ کرسکیں گے جتنی مقدار میں آبِ نوش کو ہم آلودہ اور ناکارہ کرچکے ہیں۔ گزشتہ پر استغفار مانگ کر اگر آبی ذخیروں کو ان کے قدرتی راستے پر چھوڑ دیا جائے تو دمِ آخرت بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے۔۔۔۔

درختوں کے آنچل

کرۂ ارض پر ایک طویل عرصہ ایسا بھی گزرا ہے جب یہاں کی فضا فضائے جانفزا نہیں تھی۔ کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، اور نائٹروجن کے عناصر کے باہمی ملاپ سے پانی، امونیا، میتھین کاربن ڈائی آکسائیڈ اور ہائیڈروجن آکسائڈ کی اجارہ داری تھی زندگی کی راہیں ہموار کرنے کے لئے فاسفورس بھی شاملِ کارواں ہوگئی۔ یوں فضا میں آزاد آکسیجن برائے نام تھی۔ چونکہ ایسا کرۂ ارض جہاں آکسیجن نام کو تھی زندگی کی بقا کے لئے موزوں نہیں تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے پانی کی فراوانی کردی کوئی ڈیڑھ ارب سال میں گھنے جنگلات سے زمین اٹ گئی۔ یوں جنگلات کے وجود نے سورج کی روشنی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو خوراک کے طور پر استعمال کرکے آکسیجن کو فضا میں بہم پہنچانے کا عمل عرصہ دراز تک جاری رکھا۔ یہاں یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ اگر Photos ynthesis کا عمل پودے جاری نہ رکھتے تو حیوانات کی دنیا، دنیا میں نظر نہ آتی۔ اس بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر سورج کی روشنی نہ ہوتی تو روئے زمین پر حیات نہ ہوتی کیونکہ پودے بھی تو اپنی زندگی کا سامان اور عوامل کے ساتھ ساتھ سورج کے بل بوتے ہی پر حاصل کرتے ہیں۔ بہرحال آج جو بہارِ جانفزا ہم دیکھ رہے ہیں اس میں قرنوں سے سرگرم عمل نباتات کا اہم کردار ہے۔ نباتات کا کام یہیں ختم نہیں ہوگیا کہ انہوں نے فضا کو آکسیجن کی دولت سے بالا کردیا اور بس بلکہ یہ انسانی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرکے ہمہ وقت ماحول کو بہتر بناتے رہتے ہیں۔ اگر Co_2 فضا میں بڑھتی رہتی تو گلوبل وارمنگ سے وہ دور آجاتا جب یخ بستہ پہاڑ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

قطبین کی برف پگھل کر دنیا میں طوفانِ نوح کا سا سماں پیش کردیتی۔

اب جبکہ چھ بلین انسانوں کا ہجوم کارخانوں کی چمنیوں سمیت ہر ہر عمل سے فضا میں Co2 بڑھا رہا ہے تو جنگلات اور پودوں کا کردار اور بھی اہم ہوچکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق فضا میں ہر سال صرف ایندھن جلانے سے $4.1x10^{6}$ ٹن سالانہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اچھالی جارہی ہے۔ پودوں کے فوٹو سینتھیسس کے عمل سے جہاں آکسیجن دستیاب ہوتی ہے وہیں۔ امونیا، میتھین وغیرہ کے ذخائر بھی پانی سے مل کر آکسیجن بناتے ہیں حتیٰ کہ فضا میں آکسیجن کا تناسب 20% ناٹروجن % 79 اور کاربن 0.03% کے لگ بھگ ہوگیا۔ چونکہ گھنے جنگلات کا وجود اس وقت اپنا جواز کھو چکا تھا لہٰذا ان دیوقامت جنگلات کو اللہ نے صفحہ ہستی سے ناپید کردیا تاکہ ماحول کا توازن بگڑ نہ جائے اس کے ساتھ ہی جانداروں کی وہ نسلیں جو ان جنگلات پر منحصر تھیں کسی حد تک ناپید ہوگئیں۔ جانداروں اور پودوں کی نئی نئی اقسام نے کاروانِ حیات کو آگے بڑھانا شروع کیا۔

روئے زمین پر زندگی کی بقا کے لئے آبی چکر Hydro Cycle سمیت کاربن، ناٹروجن، آکسیجن کا چکر بڑا اہم ہے۔ دورِ حاضر میں ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں جو پودے حاصل کرکے سورج کی روشنی میں زندہ رہتے ہیں اور ہمیں آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ ناٹروجن کا توازن بھی حیوانات، پودوں میں مختلف قسم کے بیکٹیریا کے عمل کے ساتھ ساتھ روئے زمین پر جاری رہتا ہے۔ سورج کی روشنی اور پانی مل کر زمین کو گدراتے ہیں یوں نباتات کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں نباتات کے بارے میں قرآن پاک میں کیا مذکور

ہے۔

سورہ النبا کی یہ آیت روئے زمین پر نباتات کے وجود پر گویا واضح دلیل ہیں۔

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا۔

ترجمہ :۔ اور اس میں ایک نہایت چمکتا ہوا چراغ (سورج) رکھا پھر بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔ (النبا آیت 13 سے 16)

ہم جانتے ہیں کہ سورج کی روشنی اور پانی مل کر مٹی (Soil) کو اس قابل کرتے ہیں کہ زمین گویا سونا اگلتی ہے۔ سورج کو دیکھ کر ہم اہلِ مشرق صرف یہی نہیں کہتے کہ یہ ہماری جانب سے طلوع ہوا بلکہ اس کی افادیت کو سائنسداں برسوں سے مانتے ہیں۔ حرارت کی شعاعوں کو زمین کی گود اور نباتات کے آنچل اپنی اپنی بساط کے مطابق خوراک اور جانداروں کے لئے قابلِ خورونوش، توانائی میں تبدیل کرتے ہیں اس بات کو قرآن نے اوپر بیان کیا ہے کہ اللہ نے سورج اور پانی کے باہمی امتزاج سے ہر طرح کا سبزہ اناج اور گھنے باغات یوں پیدا فرمادیئے کہ زمین جنت نظیر لگتی ہے۔ سورہ النباء کی یہ آیات خوراک کے تانے بانے سمجھنے کے لئے گویا بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ سورج کی روشنی کا ایک فیصد پودے استعمال کرکے بقائے حیات کے لئے وہ کام کرتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ رزق کا یہ نظام اللہ کے مقررہ طریقوں پر نہ جانے کب سے جاری و ساری ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آیئے چند آیات کا مطالعہ ہو جائے۔

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ۔ (الحج آیت - 5)

ترجمہ :۔ اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تروتازہ ہوئی اور ہر بارونق جوڑا اگا لائی۔

وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ۔

ترجمہ: اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے ہم نے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے اگائے۔ (طٰہٰ آیت 53)

نباتات اور ہر شے کے جوڑے بنانے کی بات یوں بھی فرمائی۔

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ (الزریت آیت 49،48)

ترجمہ :۔ اور زمین کو ہم نے فرش کیا اور ہم کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر شے کے دو جوڑے بنائے تاکہ تم دھیان کرو۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ (فاطر آیت 27)

ترجمہ :۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ۔

پانی سے قسم قسم کے پھل سرد اور گرم ممالک کے اعتبار سے اپنے اپنے ذائقے، تاثیر اور شکل و صورت کے اعتبار سے بے انتہا ہیں انسان قدرت کی صناعی پر عش عش کر اٹھتا ہے اب یہ آیت بھی

پڑھتے چلیئے۔

وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ۔ (النحل آیت 13)

ترجمہ :۔ اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا رنگ برنگ بیشک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو۔

اس میں نباتات و حیوانات سبھی کی جانب اشارہ فرمایا ہے انسانوں اور دیگر جانداروں کے رزق کو یوں فرمایا۔

وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا۔ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ۔ (النزعٰت آیت 30، 31، 32، 33)

ترجمہ :۔ اور اس کے بعد زمین بچھائی۔ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کو۔

پھر نباتات کو دوسرے انداز سے یوں مذکور کیا۔

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ۔ (ق آیت 7)

ترجمہ :۔ اور زمین کو ہم نے پھیلایا۔ اور اس میں لنگر ڈالے اور اس میں ہر جا بارونق جوڑا اگایا۔

یخ بستہ فضاؤں سے کھولتے خطوں اور صحراؤں تک ہر ہر قسم کی نباتات درج فرماویں۔

اب یہ آیات ملاحظہ ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ۔ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ۔ (الحجر آیت 20_19)

ترجمہ :۔ اور ہم نے زمین پھیلائی اور اس میں لنگرے ڈالے اور اس میں ہر شے اندازے سے اگائی اور اس میں تمہاری روزیاں اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔

نباتات مناسب مقدار میں پیدا فرمائیں۔ رزق کا انتظام کر دیا ان کے لئے بھی جن کا رزق ہم نہیں دیتے نہ جانے کون کون ہیں وہ!۔ پھر یوں بھی فرمایا......

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔ (بقرہ آیت 22)

ترجمہ:۔ اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے پھل نکالے تمہارے رزق کو۔

طشتِ زمیں سے نباتات کی صورت رزق کو کس سادگی سے بیان فرما دیا ہے۔ طرح طرح کے پھلوں کے بارے میں یہ آیت پڑھ کر اور بھی جھومیے اور اللہ کی تسبیح کیجئے۔

وَاَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ (الرعد آیت 3)

ترجمہ :۔ اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر پھل دو دو طرح کے بنائے۔

نباتات تو مر کر بھی کام آتی ہیں اب کوئلے اور پیٹرول کے بارے میں یوں اشارہ فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى۔ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى۔ (الاعلیٰ آیت 3،4،5)

ترجمہ:۔ اور جس نے اندازے پر رکھ کر راہ دی اور جس نے چارہ نکالا پھر اسے خشک سیاہ کوڑے میں بدل دیا۔

ترکی نژاد ڈاکٹر بلوک نور باقی نے سیاہ کوڑے کو بڑے فصیح و بلیغ انداز میں پیٹرول سے تشبیہ دی ہے یہ کہ سبزہ مرنے کے بعد میں انسان کے کتنا کام آتا ہے۔ اگر یہاں کوڑے کو کوئلہ کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا۔

درج ذیل آیت بھی قابلِ غور ہے :۔

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (الرعد آیت)

ترجمہ : اور زمین کے مختلف قطعات ہیں پاس پاس اور باغ ہیں انگوروں کے، اور کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے سے اگے اور ہیں الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ اور پھلوں میں ہم ایک دوسرے کو بہتر کرتے ہیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

ہر ہر خطے میں نباتات کی اقسام پر یہ آیت گویا عظیم دلیل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب سورۃ الرحمٰن میں یہ بھی دیکھیے:-

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ۔ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ۔ (الرحمٰن آیت 11،12)

ترجمہ:- اس (زمین) میں میوے اور غلاف والی کھجوریں، اور بھوسے کے ساتھ اناج اور خوشبو والے پھول۔

سورہ رحمٰن میں جہاں اور بے حد خصوصیات ہیں وہاں اللہ نے نباتات کی ہر ہر قسم کو الگ الگ بیان فرما کر کفرانِ نعمت سے باز رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ بھلا ہم اللہ کا شکر اس کی شان کے مطابق کہاں ادا کرسکتے ہیں۔ بس اپنی سی عاجزی، انکساری اور شکرگزاری پھلوں سے لدی ڈال کی طرح جھک کر کرتے رہنا چاہیے۔

اب اللہ پوچھتا ہے:-

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِئُونَ (الواقعہ آیت 71_72)

ترجمہ:- بھلا بتاؤ جو آگ تم جلاتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔

ایک اور جگہ یوں فرمایا:-

الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ۔ (یٰسین آیت 80)

ترجمہ:- جس (اللہ) نے ہرے پیڑ میں سے آگ پیدا فرمائی جبھی تم اس سے سلگاتے ہو۔

ان آیات پر بھی غور کیجیے۔

أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ۔ (الواقعہ آیت 65/63)

ترجمہ:- بھلا بتاؤ جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ہم چاہیں تو اسے روند کر رکھ دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔

مندرجہ بالا آیات جو سورہ واقعہ اور سورہ یٰسین سے ماخوذ ہیں ان میں اللہ نے بڑی گہری بات کہی ہے۔ یہاں درخت سے لکڑی یا آگ کا تصور بہرحال موجود ہے۔ ہرے پیڑ سے آگ کی جانب اشارہ کرنا دراصل آکسیجن کی فراہمی ہے جو درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بدلے ہماری دشت جان کو بہم پہنچاتے ہیں اور آگ جلانے میں بھی معاونت کرتے ہیں۔

سورہ واقعہ میں کھیتی کو روند دینے کی بات اللہ کا خاص انداز ہے جس کی بنا پر ہم جیسے ناشکروں کو راہ راست پر لانے کی بات ہوتی ہے اگر واقعی چشم زدن میں کھیتیاں خاکستر اور شجر سوختہ اور پتے ریختہ ریختہ ہوجائیں تو ہم اللہ کے سوا کس کی جانب متوجہ ہوںگے۔

اگر خوراک کے تانے بانے (Food Chain) کی پہلی سیڑھی (First Trophic level) یعنی نباتات ہی نہ رہیں تو ہم جیسے گنہ گار بس من و سلویٰ کی آس میں حیاتِ ناپائیدار کے دن گنتے رہیں گے۔

آئیے ذرا اپنے معصوم کرۂ ارض پر دیکھتے ہیں کہ نباتات کی بساط کتنی ہے اور ہم اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔

زمین پر کہساروں، ریگزاروں، آبی ذخیروں، شہری آبادی دیگر سرگرمیوں کے لئے وقف زمین کو چھوڑ کر نہایت ہی قلیل حصہ (30%)

toobaa-elibrary.blogspot.com

قابلِ کاشت ہے جس کا نصف ابھی کاشت کیا جاتا ہے۔ اناج غلہ اور فصلیں نباتات کی مجموعی پیداوار کا صرف 7.7 فیصد ہیں۔ ہم ان فصلوں سے بھی محروم ہوتے جارہے ہیں۔ زیرِ کاشت رقبے پر کیمیاوی کھاد کے استعمال، کیڑے مار دواؤں اور سیم و تھور کی وجہ سے فصلوں میں بتدریج کمی ہوتی جارہی ہے یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے ماہرین کا خیال ہے کہ فی الحال روئے زمین پر غلے کی کمی نہیں ہے یوں چھ بلین کے لگ بھگ لوگ بھر پیٹ روٹی کھا سکتے ہیں۔ مگر غلط حکمت عملی کی بنا پر لاکھوں انسان بھوک سے متاثر ہوتے ہیں اور سالانہ 42 ملین ہلاک ہوجاتے ہیں اب جبکہ دنیا کی آبادی 23 سے 39 سال میں دوگنی ہوجائے گی تو خوراک کا مسئلہ اور بھی سنگین ہوجائیگا اگر ہم بڑھتی ہوئی آبادی کی خوراک کے لئے کیمیاوی کھاد وغیرہ استعمال کریں گے تو ماحول کی آلودگی کا جادو اور سر چڑھ کر بولے گا ایسے میں ہمیں کاشت کاری کے لئے زیادہ جگہ اور بہتر طور طریقے استعمال کرنے ہوں گے تاکہ قحط سے قطب شمال سے جنوبی تک کرۂ ارض ایتھوپیا اور سوڈان جیسا سماں نہ پیش کرے۔

قدرتی چراگاہوں اور جنگلات کا کردار ماحول کے لئے بے حد اہم ہے جنگلات کو تو ماہرین نے آکسیجن کی فیکٹریاں اور دنیا کے پھیپھڑے کہا ہے اب ماحول کی آلودگی کی وجہ سے ہر سال جنگلات صفحہ ہستی سے تیزی سے مٹ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر موجودہ جانداروں کی ستر فیصد سے زائد اقسام گرم مرطوب جنگلات میں بسی ہوئی ہیں یوں ہم جنگلات پر ستم ڈھاکر گوناگوں جانداروں کی نسلیں ہی ختم کررہے ہیں۔

اس وقت تک بنی نوع انسان کو پودوں کی 250،000 اقسام

معلوم ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سورج کو مسخر کرکے توانائی کا ذریعہ بنایا ہے چنانچہ پودے سورج کی روشنی ہی میں فوٹو سینتھیسس کے عمل سے غذا تیار کرتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کرۂ ارض پر موجود نباتات 155 x10 ٹن سالانہ آرگینک مادہ تیار کرتی ہے جن میں سے 56 فیصد خشکی کے پودے بناتے ہیں۔ ان پودوں کے باورچی خانے کی تفصیل دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

Tropical Rain Forest-Primary	Net productivity	Mean	Unit
" " "	/1000 - 3500 /	g/m2/year	2000
tundra	140 100 - 400 /		
Grassland tropical	200 -2000	//	700
Grass land (Temperate)	150 - 100	//	500
Desert (Dry)	0 - 10	//	3
(ice)	0 - 1	//	0
Fresh Water (Marsh)	800 - 4000	//	2000
Fresh Water(lake/Stream	100 - 1500	//	500
Ocean (Reef)	800 - 4000	//	2000

یوں ٹنڈرا کے یخ بستہ خطے، گرم مرطوب جنگلات اور صحراؤں کے وجود اپنی اپنی بساط کے مطابق زندگی کو رواں دواں رکھنے کے لئے کرۂ ارض کو خوراک کے ذخیرے مہیا کرتے ہیں۔ موسم کو اعتدال پر رکھنے، فضا کو صاف کرنے، روزگار کے مواقع دینے کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی ادویات اور گوناگوں فوائد نباتات کے ادنیٰ کاموں میں آتے ہیں۔ جنگلات کی لکڑیاں کاٹنا ہمارا محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ اقتصادی حالات

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے قطع نظر، جنگلات کے ختم ہونے کے نقصانات زیادہ سنگین ہوتے ہیں۔ دنیا کی آدھی آبادی کے ایندھن کا انحصار لکڑی پر ہے جن میں سے 80 فیصد پسماندہ علاقوں کی بات ہے۔ تنزانیہ گیمبیا وغیرہ میں تو 99 فیصد انحصار جنگلات کی لکڑی پر ہے۔

جنگلات پر یوں ستم ہوتے دیکھ کر کسی گورے نے ترس کھا کر یوں کہا تھا۔

"Forests have past and present but no future."

سچ ہی تو ہے اگر جنگلات کے ساتھ یہی سلوک روا رہا تو 2085ء تک ہم Tropical Forest سے بالکل محروم ہوجائیں گے۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا کے رقبے کا صرف سات فیصد Tropical rain forest ہیں جہاں جانداروں کی بیشتر اقسام بستی ہیں۔ اب جبکہ جنگلات سے محرومی (Deforestation) کی رفتار ایک فٹبال گراؤنڈ فی سیکنڈ ہوچکی ہے تو آپ خود سوچیں کہ دنیا مثلِ دلِ مضطر ویرانہ نہ بنے گی تو اور کیا ہوگی اسی بنا پر جانداروں کی ناپید ہونے کی رفتار بھی 100اقسام کے لگ بھگ روزانہ تک پہنچ چکی ہے۔ اہلِ جنوں کا کہنا ہے کہ اگر Tropical جنگلات کا 70% سے زائد حصہ ختم ہوگیا تو ہمارے ماحول کا شیرازہ مشتِ خاک کی طرح بکھر جائے گا اور ہم گم گشتہ ماحول کی تلاش میں ملکِ عدم میں جا پہنچیں گے۔

بنی نوع انسان نے اللہ تعالیٰ کے بار بار کے احکامات کے باوجود مظاہرِ قدرت اور اللہ کی شش جہات میں پھیلی ہوئی نشانیوں پر غور نہیں کیا ورنہ وہ اپنے ہی ہاتھوں نباتات سمیت وسائلِ قدرت کو آلودگی کے زہر سے بھر کر غیر دانشمندانہ فعل نہ کرتا یہ سب کچھ تکبر اور

ناشکری کے زمرے میں آتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

We have measured the distance to the moon to an accuracy of centimeters but have not explored the wonders of our own planet's species.

اگر ہم گرم چائے یا کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے کبھی یہ سوچ لیں کہ یہ بھی تو کسی پودے سے حاصل ہوتی ہیں تو شاید درختوں کی قدر و قیمت پر نظرثانی کی نوبت آجائے۔ جس رفتار سے ہم جنگلات کو تباہ کررہے ہیں اور دوسری طرف فضا اور ماحول میں CO_2 سمیت دیگر زہر گھول رہے ہیں تو ہمیں Tree for everyone کی بات پر جلد عمل کرنا ہوگا۔ یورپ اور ترقی یافتہ ممالک میں تو اب یہ تناسب Hundred trees for everyone تک پہنچ چکا ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے اعمالِ خبیثہ کے باعث ہر کسی کو شداد کی جنت کے برابر درخت لگا کر کرۂ ارض کو مرنے سے بچانا پڑے۔۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ جب درخت کی ایک قسم (Species) سرے سے ختم ہی ہوگئی ہے تو ہم جذبۂ شجرکاری سے مغلوب ہو کر بھلا زمین میں کیا لگائیں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جگہ جگہ نباتات کے لشکر کو خوبصورت جوڑوں سے تشبیہ دی ہے۔ سم و تھور، صنعتی فضلات، شہروں کی وسعت، توانائی کا بے دریغ استعمال سبھی عناصر نے مل کر ایک طرف تو قابلِ کاشت رقبے کو گھٹانا شروع کردیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جنگلات ختم ہورہے ہیں۔ نیز پچھلے کئی سال میں صنعتوں کے جال نے آلودگی کے سبب پودوں اور ان سے حاصل ہونے والے خوراک کے تانے بانے (Food Chain) کو متاثر کردیا ہے۔ یہ انتہائی تشویشناک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اناج اور غلے کی مد میں اتنا کہنا بہت ہے کہ اب بھی اناج کی کمی نہیں ہے اور چھ بلین انسانوں کا روز خوراک حاصل کرسکتا ہے۔ یہ غلط حکمتِ عملی اور ہماری معاشرتی پیچیدگیاں ہیں (بشمول سیاسی ہتھکنڈے) کہ خوراک کا بحران ہے۔ رہی جنگلات کی بات تو ان میں ایک عظیم دنیا بسی ہوئی ہے جو ہماری نظرِ تغافل کا شکار ہورہی ہے۔ آیئے ایک جنگل (Deciduous Forest) کے ایک مربع کلومیٹر رقبے میں مشاہدے کا جال پھیلا کر دیکھتے ہیں وہاں کیا کیا ملتا ہے۔

Rain = 70 --- 100 mm/year

Large trees = 75,000

Tree seedings = 786,00

shrubs = 281, 000

Soft stemmed plants = 345,000,00

Invertibrates = 2,688,000,000

Birds = 768

Hawk = 2-5

Mountain lion = 0.2

صرف 90-1970ء میں دنیا سے 200 ملین ہیکٹر رقبے کے جنگلات ہماری شرم و حیا کی طرح ختم ہوگئے ہیں۔

ماہرین کے مطابق متوازن ماحول میں 13.4% Tropical forest ہونے تھے مگر اب 5.9 فیصد سے بھی کم ہیں عام جنگلات 36 فیصد کی بجائے 28 فیصد Semidesert 10 فیصد کی بجائے 15 فیصد ہوچکے ہیں۔

صحراؤں کا وجود 11.4 فیصد کی بجائے سترہ فیصد ہورہا ہے۔ جنگلات کی سب سے عمدہ اور قابل قدر قسم Tropical کہلاتی ہے۔ انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں یہ جنگلات grassland اور صحراؤں میں بدلتے جارہے ہیں امریکہ میں جنگلات کا رقبہ 30 فیصد ہے اس کے لگ بھگ افریقہ میں صحراؤں کا رقبہ ہے۔

مختلف اقسام کے جنگلات ان میں نمی کا تناسب، پودوں اور جانداروں کے بارے میں تفصیل بے حد دلچسپ ہے۔ فطرت کے ماحول کا لباس اتنا خوش نما اور دیدہ زیب ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رکھا اس نے طاقِ فلک میں چراغ
تو چھلکیں ہیں کرنوں سے جگ کے ایاغ
سجائے ہیں جس نے درختوں کے تاج
اگایا اسی نے زمیں سے اناج

جسم و جاں کے کشکول

کاش ہم حیوان کو حیوان ہی سمجھ لیتے تو آج دنیا اور اس کا ماحول بہت مختلف ہوتا۔ ہم تو انسان کو بھی حیوان بلکہ اس سے بدتر سمجھتے ہیں جبھی تو انسان انسان سے خوفزدہ ہو کر ہرن کی طرح ادھر ادھر چھپتا پھر رہا ہے ہمیں تو پیاسے کتے کو پانی پلانے کا عمل بھی دشوار لگ رہا ہے بھلا ہم روئے زمین پر بے زبان جانوروں کی بقا کو یقینی کیسے بنا سکتے ہیں۔ یہ تو وہی خالقِ کائنات اور ربِ ذوالجلال ہے جس نے معمولی مکھی کو ہماری زہر بھری دواؤں سے زندہ بچ رہنے کے لئے نئی نئی مدافعتی توانائیاں بخشی ہیں۔ اس وقت دنیا میں کم و بیش سو ملین کے لگ بھگ جانداروں کی اقسام (Species) ہیں۔ انسان ان میں سے فقط 1.6 ملین کے بارے میں تھوڑی سی شُدبُد رکھتا ہے۔ اتنی کم علمی اور جہالت کے باوجود فرعونِ وقت کی طرح ان جانداروں کو اولادِ زرینہ سمجھ کر صفحۂ ہستی سے مٹا رہا ہے۔ زمین کا دسترخوان انسانوں کا بچھایا ہوا تو نہیں ہے یہ تو اس ربِ کائنات کا ہے جس نے ہر جاندار کو خود روزی دینے کا وعدہ کیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو وہ جانتا ہے کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا چنانچہ قرآن میں مذکور ہے کہ :۔

ومامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا (سورہ ھود آیت 6)

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا :۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (العنکوت آیت 60)

ترجمہ :۔ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ ہی روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا ہے۔

دنیا میں مخلوق پھیلانے کے بارے میں یوں فرمایا :۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (الرحمٰن آیت 10)

ترجمہ :۔ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے۔

مستقبل میں جھانکنے والے یہ آیت بھی پڑھتے چلیں:۔

سُبْحٰنَ الَّذِىْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (یٰسین آیت 36)

ترجمہ :۔ پاکی ہے جس نے سب جوڑے بنائے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان سے اور ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں۔

ان آیات میں دنیا کی تمام مخلوقات (Species) کی بات مکمل کردی نباتات ہوں یا حیوانات مائیکروب یا انسان وغیرہ۔

اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِىْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ (الزخرف آیت 12)

ترجمہ :۔ وہ جس نے سب جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیوں اور

چوپایوں سے سواریاں بنائیں۔

کرہ ارض دراصل انسانوں سمیت ہر ہر چیز کا مشترکہ گھر ہے یہاں کا دکھ سکھ سب کا مشترک ہے۔ جس طرح بنی نوع انسان نے حیوانوں سمیت کرۂ ارض کی ہر شے کو اپنی سرگرمیوں (بشمول آلودگی) سے تباہ کردیا ہے تو وہ خود بھی اس عذاب سے بچ کر کہاں جائے گا وسیع کائنات میں اللہ نے زمین کی چیزیں ہم پر وقت مقررہ تک مسخر کردیں ہیں لہٰذا اس گھر سے فرار ممکن نہیں۔چنانچہ کسی بدیسی کا کہنا ہے۔

"This we know earth does not belong: to man, man, belong to earth. All things are connected like the blood which unite our family. Whatever befalls earth befalls the sons of earth. Man does not weave the web of life he is merely a strand in it. what ever he does to web, he does to himself."

چنانچہ جانداروں کی نسل کشی ہو یا جنگلات کی تباہی، موسم کی بے جا تبدیلی ہو یا اوزون کی چادر و چار دیواری میں مداخلت سب کا خمیازہ خود ہمیں ہی بھگتنا ہوگا۔

جانداروں کی پیدائش اور مشقت پر اللہ تعالیٰ نے بڑے واشگاف انداز میں یوں فرمایا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ۔ (یسین آیت 71

toobaa-elibrary.blogspot.com

(73،72،

ترجمہ : کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کیے تو یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ان کے لئے نرم کردیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں کسی کو کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی طرح کے نفع ہیں۔ اور پینے کی چیزیں تو کیا شکر نہ کریں گے۔

(اگر شکر کرتے تو یوں آبی حیات اور جانداروں کو لقمۂ اجل نہ بناتے۔ خشکی اور تری کا ماحول برباد نہ کرتے۔)

بلا شبہ صرف پالتو جانوروں کی افادیت پر ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ (الزمر آیت 6)

ترجمہ :۔ اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے۔

جانوروں کے قسم قسم کے رنگوں اور بھانت بھانت قسموں کے بارے میں یوں فرمایا ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ (فاطر 28)

ترجمہ :۔ اور آدمیوں، اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں۔

روئے زمین پر جانوروں اور انسانوں کے رنگوں کا اختلاف اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔دنیا میں Species پر اتنا مواد موجود ہے کہ اللہ کی پناہ پھر بھی بہت سی مخلوقات ہم سے اوجھل ہیں۔ اللہ کی نشانیاں یوں بھی دیکھیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ

وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ (الشوریٰ آیت 29)۔

ترجمہ :۔ اور اللہ کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے اس میں پھیلائے اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

یوں بڑے لطیف انداز میں حیات بعد الموت اور آخرت کی گھڑیوں کی جانب اشارہ فرمایا:

اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَفِىْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ (الجاثیہ آیت 4،3)

ترجمہ :۔ بے شک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔ اور تمہاری پیدائش میں اور جو جو جانور وہ پھیلاتا ہے۔ ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کے لئے۔

بالخصوص اونٹ کے لئے یوں فرمایا :۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔ (الغاشیہ آیت 17)

ترجمہ :۔ تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا۔

اونٹ کی خصوصیات بہت ہیں چارہ کھاتا ہے مگر ہماری خاطر صحرا میں آب و گیاہ جگہ رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے مختلف خطوں میں آب و ہوا اور محل وقوع کی بنا پر جانوروں کے رنگ ان کی نسلیں اور قدوقامت مختلف ہیں۔

اللہ نے اپنی گوناگوں مخلوقات کو لشکر کا نام دے کر یوں فرمایا ہے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الفتح آیت 7)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ :۔ اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر۔

ہر نسل (Species) ایک لشکر ہے۔ ابرہہ کے لشکر کی تباہی کے لئے پرندوں کا لشکر اللہ ہی نے بھیجا تھا۔

اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو :۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (الانعام آیت 38)

ترجمہ :۔ اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

یوں زمین پر چلنے والے اور فضا میں اڑنے والے سبھی شاملِ ذکر ہوگئے ہیں اللہ نے جانداروں کو امتیں تو کہیں اپنا لشکر فرمایا ہے۔ غرض ہر لشکر ہر امت انسان کے لئے مسخر فرمادی۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ (الحج آیت 65)

ترجمہ :۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کردیا جو کچھ زمین میں ہے۔

زندگی کی گہما گہمی کے لئے چوپایوں اور جانداروں کے بارے میں تو اللہ نے بار بار طرح طرح سے اشارات فرمائے ہیں مثلاً

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ. وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ۔ اِنَّ رَبَّكُمْ

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً. وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل آیت 5 سے 8)

ترجمہ :۔ اور چوپائے پیدا کئے۔ ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور فائدے ہیں ان میں سے کھاتے ہو۔ اور تمہارا ان میں تجمل (جمال) ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو۔ اور وہ تمہارا بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف جہاں نہ پہنچتے مگر ادھ موئے ہوکر بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ پیدا کریگا جنکی تمہیں خبر نہیں۔

ان آیات میں چوپایوں کے ان گنت فائدے بتائے گئے ہیں۔ ریوڑوں کے جمال، چراگاہوں کے دلکش منظر اور سہانے سے سبھی کچھ بیان ہوئے۔ آج بھی سیاچن اور پُرپیچ و یخ بستہ راہوں پر ہم چوپایوں کی سواری کے بغیر نہیں جاسکتے۔ نیز خدائے مہربان نے اور بھی (پردۂ غیب سے) طرح طرح کے اسباب اور نئی مخلوقات پیدا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارا علم تو اتنا محدود ہے کہ اب تک خود اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بہرحال جانداروں کی دنیا (Animal Kingdom) میں نئے اضافے کی نشاندہی اور نئی نئی سواریوں کی بات کی ہے جیسے پہلے جہاز وغیرہ نہ تھے اب نئی نئی ایجادات ہورہی ہیں۔

جاندار کے بارے میں ایک اور زاویے سے یہ آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ (النحل آیت 66)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں۔ ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے بیچ سے خالص دودھ جو سہل اترتا ہے پینے والوں کو۔

یوں دودھ دینے والے یا مالیہ کی جانب واضح اشارہ فرمایا ہے۔ دودھ سے دہی بنانے میں بیکٹیریا چاہے اپنی جان گنوا بیٹھے ہم ناشکری میں صرف یہ کہتے ہیں کہ دہی کھٹا ہے۔دن رات ہمارے وجود میں آنے سے اربوں سال پہلے بھی بیکٹریا دار فانی میں ہمارے لئے راہ ہموار کرنے پر مامور رہے اور اب بھی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں مگر ہم شکر ادا کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

حیوانات اور نباتات (جو ایک دوسرے کے بغیر مرجائیں) کے درمیان بھی تو بیکٹیریا اور مائیکروب پل کا کام کررہے ہیں پس اگر یہ نہ ہو تو توانائی اور خوراک کے تانے بانے کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جائیں اور حیات کسی محروم دوشیزہ کی چوڑیوں کی طرح ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائے۔

پرندوں کے بارے میں خصوصیت سے ساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔
کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے کے آسمان میں فضا میں حکم کے باندھے انہیں کون رکھتا ہے اللہ کے سوا۔
اب یہ آیت بھی ملاحظہ ہو:۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (النحل آیت 80)

ترجمہ:۔ اللہ نے تمہیں گھر دیئے رہنے کو اور چوپایوں کی کھال سے کچھ گھر بنائے کہ۔جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں پر ٹھہرنے کے دن۔ اور ان کی اون اور بیری اور بالوں سے گرہستی کا سامان اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک۔

چنانچہ یوں بھی فرمایا:۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (المومنون آیت 22_21)

ترجمہ :۔ بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں ان سے جو انکے پیٹ میں ہے۔ اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور ان سے تمہاری خوراک ہے اور ان پر اور کشتی پر سوار ہوتے ہو۔

جانوروں سے عبرت لینے کی بجائے ہم انہیں عبرت سکھارہے ہیں پس جبھی تو دنیا بھر سے جانداروں کی تقریباً 40 سے 140 قسمیں روزانہ ناپید ہورہی ہیں۔ یہ عمل قدرتی طور پر ناپید ہونے سے ہزاروں گنا زیادہ ہے ایسا سلوک تو قرون اولیٰ میں ڈائنوسارز کے ساتھ بھی نہ ہوا تھا۔

آبی آلودگی سے ہم لاکھوں آبی حیات کو چشم زدن میں مار دیتے ہیں اور تو اور اب دودھ بھی خالص نہیں ملتا (پانی کی ملاوٹ سے قطع نظر اب تو دودھ میں بھی زہریلے مادے اور زہریلی دھاتیں آلودگی کے باعث خوراک کی زنجیر Food Chain میں آچکی ہیں۔

اوپر کی آیت میں اللہ نے شمسی توانائی سے پودوں کی خوراک

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بعد کی تفصیل صرف خوراک کہہ کر اشارتاً فرمادی ہے۔ درج ذیل آیت تو حیوانات کی اقسام پر گویا آخری دلیل ہے آئندہ آنے والی نامعلوم نسلوں کی بھی نشاندہی یوں ہوگئی ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (النور آیت 45)

ترجمہ :۔ اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی کے ذریعے پیدا فرمایا کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے۔ ان میں کوئی دو پاؤں پر اور کوئی چار پاؤں پر اللہ بناتا ہے جو چاہے۔ بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

ایک جگہ یوں ارشاد ہوا :۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ (الحجر آیت 20)

ترجمہ :۔ اور اس (زمین) میں تمہاری روزیاں کردیں اور کردیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔

اللہ بے شک جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ روئے زمین پر لاکھوں نسلیں ایسی ہیں کہ انسان ان کو جانتا تک نہیں۔ آیت الحجر میں ایسے ہی جانداروں کی جانب اشارہ ہے :۔ اللہ اپنے کارخانۂ قدرت سے انہیں جس شکل میں چاہتا ہے بناتا ہے اور جنہیں چاہتا ہے صفحۂ ہستی سے غائب کردیتا ہے روئے زمین پر بسنے والی مخلوقات میں سے 98% ناپید

ہوچکی ہیں۔ انسان صحراؤں کی وسعت بڑھا کر جنگلات کو ختم کرکے، شہروں کو وسعت دے کر غرض آلودگی کا ہر حربہ آزما کر اب جانداروں کی متعدد نسلوں کو خود ہی مٹاتا جارہا ہے۔

زمین پر پھیلائے گئے جاندار نہ تو بے کار ہیں نہ ہی تعداد میں فضول۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نباتات، حیوانات، بیکٹیریا غرض ہر ہر شے کی مناسب مقدار مقرر فرمائی ہے۔ اگر ایک طرح کی جڑی بوٹی فالتو سمجھ کر ختم کردی جائے تو اس پر پلنے والی کوئی جاندار شے بھی قحط کا شکار ہو کر ختم ہوسکتی ہے لہٰذا کوئی شے بھی نکمی یا فالتو نہیں ہے بچپن میں ہم نے صحیح پڑھا تھا۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

بچپن میں ہم نے کیڑے مکوڑوں، بلبل تتلی اور بھنورے کو نہ مارنے کا عزم کرتے ہوئے یہ نظم میں پڑھی تھی جو اب تک یاد ہے

Hurt no living thing
Lady bird nor butterfly
Nor moth with dusty wing
Nor Dancing gnat nor beetle fat
Nor harmless worm that creeps

کیا آپ نے کبھی سوچا کہ دودھ دینے والے جاندار اگر صرف اپنے بچے کی ضرورت کے مطابق دودھ دیتے تو ہم اور آپ کہاں سے اس نعمت کو حاصل کرتے اکثر جاندار اپنے بچوں کی ضرورت سے 3 گنا سے 30 گنا زیادہ دودھ دیتے ہیں۔ کیچوے زمین میں ایسی کھاد بناتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو دنیا کی کوئی فیکٹری نہیں تیار کرسکتی اگر آپ کو موسم بہار کی ایک سہانی صبح اربوں پھولوں کے Pollination کی ادنیٰ سی ذمہ داری دے دیں تو آپ بوکھلا کر خودکشی کرلیں۔ ننھی منی تتلیاں، بھنورے، سنڈیاں اور مائیکروب کتنی تن دہی سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ آخر ابرہہ کے لشکر کو بھی تو پرندوں ہی نے کھایا ہوا بھس بنادیا تھا وہاں ہم اور آپ تو بیت اللہ کی حفاظت کو نہ پہنچے تھے ...... جانداروں کی بات چلی ہے تو الو کا ذکر ضروری ہے۔

کہتے ہیں کہ الو کی ایک قسم بڑی خاموشی سے بیٹھی رہتی ہے اس کی آنکھوں سے خاص روشنی نکل کر چڑیا کو خودبخود اس کے سامنے لقمہ تر بننے کے لئے اکساتی ہے۔ جبکہ غریب Pelican کو کئی گھنٹے مشقت کے ساتھ دلدل میں کھڑے رہنے پر ہی کوئی مچھلی دستیاب ہوتی ہے۔ دنیا کے گرم مرطوب جنگلوں کے دس کلومیٹر رقبے میں اتنے جاندار رہتے ہیں جتنے پورے یورپ میں نہیں ملتے بھلا ہم میں سے کون انہیں روزی رسنے اور دیکھ بھال کرنے جاتا ہے۔ ہمارا کام تو بس یہ ہے کہ ان کو اکیلا چھوڑ دیں جبھی تو فطرت کے متوالے کہتے ہیں۔ جانداروں کے بارے میں کہ "Leave them alone" جہاں تک دنیا میں جانداروں کے عدم توازن کا خدشہ ہے تو یہ کام اس کا ہے جس نے ہمیں اور انہیں اربوں سال کی شعلہ فشاں زمین کی بجائے آغوشِ مادر کی طرح نرم و گداز زمین پر پھیلایا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان آیت 2)

ترجمہ :۔ اور ہم نے ہر شے اندازے سے پیدا فرمائی۔

دنیا میں جانداروں کی پائے جانے والی نسلوں میں سے 60 سے

70 فیصد Tropical Forests میں بستی ہیں انسانی سرگرمیوں کے باعث جس تیزی سے ہم ان جنگلات کو نگل رہے ہیں تو یہ جاندار بے گھر اور لاوارث ہوکر روبہ وفات ہورہے ہیں یوں ہم آکسیجن کے وسیع ذخیرے یعنی، جنگلات کی دولت کے ساتھ ساتھ لاکھوں قسم کے مفید جانداروں سے بھی ہاتھ دھو رہے ہیں۔

انسان نے صنعتی آلودگی پھیلا کر زمین اور اس سے اگنے والی فصلوں اناج پھل غرض ہر قسم کی نباتات کو زہریلے مادوں سے ناکارہ بنانا شروع کردیا ہے۔ یہی زہر خوراک کے تانے بانے سے ہوتے ہوئے ہمارے چوپایوں کے دودھ، گوشت وغیرہ سے ہوکر کئی کیمیاوی عوامل کے باعث خوراک کی اوپر کی سیڑھیوں (Higher Trophic levels) میں جاکر مزید زہریلے اور مہلک ہوجاتے ہیں یوں ہم ادنیٰ زہر کو بڑھا چڑھا کر ہر جاندار کی حیات کو خطرات کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔ آج کل جانداروں کے ناپید ہونے (Extinction) کی رفتار قدرتی رفتار سے دس ہزار گنا زیادہ ہے جس کی وجہ ہماری سرگرمیاں، آلودگی، جنگلات کی تباہی وغیرہ ہیں۔ خشکی کے ساتھ ساتھ ہم نے آبی حیات پر بھی ظلم روا رکھا ہے آبی ذخیروں کی آلودگی، تیزابی بارش وغیرہ کے باعث قیمتی آبی حیات زہر آلود ہوتی جارہی ہیں۔ مچھلیوں اور دیگر آبی جانداروں میں زہریلے مادے خصوصاً پارہ وغیرہ Biomagnificaion کے عمل سے ہزاروں گنا زیادہ زہریلے ہوکر آبی ذخیروں کو آبی حیات کے لئے جائے امان نہیں رہنے دیتے۔یوں تو ہم آبادی کے مجنونانہ پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ خوراک کے مزید بحران کا شکار ہوکر کرۂ ارض کو سوئے جہنم لے جائیں گے۔ تب تو گم گشتہ جنت محض خام خیالی ہوگی ......

toobaa-elibrary.blogspot.com

لقمۂ تر کا تعاقب

بنی اسرائیل نے خدا کی ناشکری کر کے اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی مشقت و دشواری کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ کیا ہی اچھا زمانہ تھا جب آسمان کے دسترخوان سے فرشتوں کے نورانی ہاتھوں سے من و سلویٰ کے تھال اترا کرتے تھے۔ ہمیں تو اس پر بھی بڑا رشک آتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بہ حکم خداوندی پتھر پر عصا مار کر اپنے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے جاری کر لیئے تھے۔ اب نہ وہ عصا رہا نہ چشمے نہ ہی من و سلویٰ کے پکوان۔ اچھا ہی تو ہے آجکل انسان اتنے گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے ہیں کہ اگر ہر ایک کے لئے چشمے جاری ہوجاتے تو خشکی پر ہر طرف نیا گرا آبشار کا ساسماں ہوتا اور ہم خشکی کو گمشدہ بیکٹیریا کی طرح ادھر ادھر تلاش کرتے رہتے۔ زندگی کی بقا کے لئے توانائی کا حصول ناگزیر ہے۔ جیتی جاگتی زندگی میں کائی ہو یا بیکٹیریا۔ انسان ہو یا حیوان، پودے ہوں یا پرند سبھی کو اپنے اپنے انداز میں توانائی کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ کا نظام اتنا متوازن ہے کہ اگر اسے تباہ نہ کیا جائے تو زندگی کے ہر روپ میں توازن سماتا چلا جائیگا۔

چیتے کی جھپٹ ہو یا کسی دل کی دھڑکن، پتوں کی پازیب ہو، یا بلبل کے نالے، پہیے کی حرکت ہو یا پنچھی کی پرواز توانائی کے بغیر کسی شے میں زندگی کی ہلچل نہیں رہتی۔ دنیا میں سو کے لگ بھگ عناصرِ قدرت کے حسین امتزاج سے خوراک کے تانے بانے بنتے ہیں خود انسانی جسم میں کاربن ہائیڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن کے اجزاء کا تناسب 96% ہے۔ یوں تو انسانی جسم میں 70 کے لگ بھگ عناصر کی موجودگی کا پتہ چلا ہے مگر ان کی مقداریں بہت کم ہیں۔ زندگی کی

ہراک شے نے پانی سے پائی نمو
جبھی تو ملی زندگی چارسو

toobaa-elibrary.blogspot.com

گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لئے پودے سورج کی روشنی میں گلوکوز اور O_2 یوں بناتے ہیں۔

$$\text{Solar Energy} \dashrightarrow 6Co_2 + 6H_2O \rightarrow C_6H_{12}O_6 + 6O_2 + \text{Chemical Energy}$$

یہ پودوں کی سیڑھی دراصل خوراک کی پہلی سیڑھی ہے آکسیجن ہم شاملِ جان کرتے ہیں اور پودوں سے بنی خوراک جس میں اور ضروری اجزاء کے علاوہ عناصر (Elements) کی مناسب مقداریں بھی ہوتی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق پودوں کا یہ عمل (Photo Synthesis) کلوروفل کی مہمیز سے ہر سال تقریباً 243 بلین ٹن خوراک تیار کرتا ہے۔

جاندار سانس کے عمل سے یوں گل کھلاتے ہیں۔

$$C_6H_{12}O_6 \rightarrow 6CO_2 + 6H_2O + \text{Energy}$$

یہ CO_2 پودے شاملِ جان کرتے ہیں

اس طرح کسی نے سچ کہا ہے کہ سانسوں (جانداروں) پر پودوں کا اور پودوں پر سانسوں کا انحصار ہے۔ ایک شریف انسان کو روزانہ 2400۔2200 کیلوری خوراک کی ضرورت ہے۔ جبکہ امریکی شہری روزانہ 3220 اور ایتھوپیا کا مفلوک الحال صرف 1600 کیلوری پر انحصار کرکے شکر ادا کر رہا ہے۔ ہر سال خوراک کی کمی کے باعث 40 ملین افراد مرجاتے ہیں۔ 2000ء میں اگر ہمارے لچھن یہی رہے تو 800 ملین تک افراد اس سے متاثر ہونگے۔

خوراک ایک سنگین مسئلہ ہے قرآن پاک کی تفسیر میں حضرت یوسفؑ کے حوالے سے خوراک اور قحط کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ خاصا بھیانک ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے سال اہلِ مصر اپنا تمام اثاثہ آپؑ کے پاس جمع

کرگئے اور یوں غلہ لیا دوسرے سال ہیرے جواہرات لوگوں کے پاس نہ رہے۔ تیسرے سال مویشی دے کر غلہ لیا گیا چوتھے سال قحط سے بچنے کے لیے لوگوں کے غلام اور باندیاں وغیرہ بک گئے پانچویں سال اراضی نذرِ اناج ہوگئی چھٹے سال لوگوں نے غلہ لینے کے لیے اپنی اولادیں گروی رکھ دی ساتویں سال قحط سے بچنے اور غلہ لینے کے لیے لوگ بہ نفسِ نفیس غلام بن گئے۔ یوں خوراک کے حصول نے اہلِ مصر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بھوک کی شدت سے مغلوب ہوکر مُردار کا گوشت کھانے کی مثالیں بھی ہمارے علم میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا کی ایک بلین آبادی خوراک کے معاملے میں بدنصیب اور محروم ہے۔ ماہرین کے مطابق پانی اور خوراک چھ بلین انسانوں کے لیے ابھی مسئلہ نہیں ہے۔ غلط حکمتِ عملی کے باعث لوگوں کی خوراک تک رسائی نہیں ہے۔ دنیا کا ہر ساتواں انسان خوراک کی کمی کا شکار ہے۔ انسانی آبادی دو ملین سال میں پانچ بلین ہوئی تھی اب ہر 23 سال سے 39 سال میں دگنی ہوجاتی ہے۔ اسطرح ایک طرف آلودگی نے غلہ کی پیداوار کم کردی ہے دوسری طرف آبادی کے دباؤ نے خوراک کا مسئلہ کھڑا کردیا۔

اگر اپنے اردگرد نظر دوڑائی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے پتھروں کو سونے، چاندی اور سو کے لگ بھگ انمول عناصر (elements) سے نواز کر انکا منہ بند کردیا ہے اور وہ فقط اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس طرح پودوں کو زمین میں ساکت کردیا ہے ان کو ہاتھ پاؤں نہ دیئے چنانچہ ان کی خوراک بھی (ہمارے رزق کی طرح) اللہ کے ذمہ ہے۔ چنانچہ پودوں کو ادھر ادھر تلاش رزق میں جانے کی بجائے ایسا نظام وضع کردیا ہے کہ خوراک کے ذخیرے خود مٹی (Soil) پانی اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا کے ذریعے نباتات کی جھولیوں میں آگرتے ہیں یہ ہے نظامِ قادرِ مطلق۔ نباتات باقی جانداروں کی خوراک بننے کے ساتھ ساتھ اللہ کو سجدہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس ہر جاندار کو خواہ وہ پیٹ کے بل چلتا ہو، اڑتا ہو، رینگتا ہو، دو چار یا متعدد ٹانگوں پر متحرک ہو۔ تلاشِ رزق کے لئے کہا گیا ہے اسے چونکہ حرکت کی طاقت دی ہے لہٰذا ہر جاندار اپنے رزق کے لئے حرکت کرتا ہے اور اپنے مقدر کا رزق اسے مل جاتا ہے۔

اس وقت دنیا میں اسی ملین کے لگ بھگ جانداروں کی اقسام ہیں جو نباتات کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو لقمہ تر بنانے کے لئے مسلسل تعاقب میں رہتی ہیں۔ What eats what کے فارمولے میں جانداروں کی بقا کا راز مضمر ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ رزق یا خوراک کے بارے میں کیا فرماتا ہے۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (الذّٰریٰت آیت 22)

ترجمہ :۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے جو وعدہ دیا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنے ساتھ ساتھ منّ و سلویٰ بند کروا کے ہمارا بھی بے حد نقصان کیا۔ گو رزق تو پہلے کی طرح اللہ ہی دے رہا ہے اور وہ بھی آسمان ہی سے مگر اب مشقت بڑھ گئی ہے۔ آسمان سے رزق کو اگر سائنس کے محدب عدسے سے دیکھا جائے تو پانی (بصورت بارش) اور سورج کی روشنی آسمان سے ہم تک آتی ہے پھر حرارت اور نمی کے امتزاج سے دنیا کے گرم سرد حصوں پر طرح طرح کی نباتات سورج کی توانائی کو لے کر 243 بلین ٹن سالانہ Primary Product بناتی

ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق سورج کی توانائی کا صرف ایک فیصد نباتات کی جھولیوں میں کارآمد مادہ بنتا ہے۔ یہی ذخیرہ اتنا ہے کہ دنیا میں خوراک کا کوئی بحران نہ ہوگا۔ تمام جاندار یا تو بالواسطہ یا بلاواسطہ پودوں کے بعد دیگر جانداروں کے پیکرِ جاں پر گزر کرتے ہیں۔ یوں رزق جو آسمان سے کسی روپ میں اترتا ہے بہرحال انواع و اقسام کی خوراکوں میں بٹ کر ہم تک پہنچتا ہے۔ خوراک کے پانچ درجے یا Trophic levels اسی امر کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ اور رزق کا وعدہ تو اللہ نے خود ہی فرما دیا ہے۔ رزق کے بارے میں یہ آیت بھی ایمان کو پختہ کرتی ہے۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا (المومن آیت 13)

ترجمہ :۔ وہی ہے تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی وہی امر بتایا گیا ہے کہ رزق اللہ آسمان سے اتارتا ہے اگر زمین کو پانی (بارش) نہ ملے تو صحرا بن جائے اللہ ہی زمین کو چیرتا ہے بیج اسی کے حکم سے تناور درخت بنتے ہیں اور پانی سے مردہ شہر بسانا اسی مظاہر قدرت کا دوسرا نام ہے۔ سورج کی روشنی نہ ہو تو پودے کسی بیوہ کے سہاگ کی طرح اجڑ جائیں ان پودوں پر پلنے والے جاندار ایتھوپیا اور سوڈان کے باشندوں کی طرح قحط کا شکار ہو کر مرجائیں اور نظام کائنات ریت کا ڈھیر اور بستیاں قبرستان بن جائیں۔

خوراک اور رزق کا بننا بڑا سائنسی معجزہ ہے۔ پودے سورج کی توانائی کا صرف ایک فی صد خوراک میں بدلتے ہیں۔ پودوں کی توانائی کا صرف دس فیصد حصہ اس سے اگلے خوراک کے درجے یعنی Second

toobaa-elibrary.blogspot.com

Trophic Level کو ملتا ہے اس طرح ہر اگلے طبقے کو پچھلے کا صرف 10 فیصد ملتا ہے حتیٰ کہ پانچواں طبقہ چوتھے طبقے کا 10 فیصد حاصل کرکے کاروانِ حیات کو رواں دواں رکھتا ہے۔ اللہ کے نظام میں بے حد تناسب اور اندازہ ہے۔ فضائے بسیط اور لاجوردی آسمان میں جس طرح کوئی کمی یا عیب نہیں اسی طرح رزق کے نظام میں بھی کوئی عیب نہیں۔ یہ فقط انسان کی غلط حکمتِ عملی ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہورہے ہیں۔ روزی کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہم سے براہ راست پوچھتا ہے۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ (الملک آیت 21)

ترجمہ :۔ کون ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ روک دے۔

یقیناً رب ذوالجلال اور وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا۔

یہ آیت بھی بے حد بھرپور ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۔ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ھود آیت 6)

ترجمہ :۔ اور زمین پر چلنے والی کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو وہ جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہوگا۔

اب جھوم جھوم کر یہ آیات پڑھیے

وَاَنْبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۔ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ ۔ (الحجر آیت 19۔20)

ترجمہ :۔ اور اس (زمین) میں ہر چیز انداز سے اگائی اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کردیں۔ اور وہ کردیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے۔

ان آیات میں بڑے رموز ہیں۔ انسانوں کے روئے زمین پر آنے سے پہلے ہر طرف جنگل اور دیوقامت درخت تھے جن سے موجودہ آکسیجن کے ذخیرے بنے پھر ان کو اللہ نے ایک حد تک معدوم کردیا اب زمین پر نباتات سمیت ہر جاندار کا تناسب موجود ہے۔ اگر ہر طرف نباتات ہوتی تو توازن نہ رہتا۔

نباتات میں روزی کی طرف اشارہ کرکے اللہ نے Food Chain کے پہلے Trophic Level کی جانب واضح اشارہ فرما دیا۔ نیز ان جانداروں کی طرف اشارہ بھی فرمایا جو ارتقائی راہ میں آئندہ آتے رہیں گے ان کی روزیاں بھی اللہ کے پاس محفوظ ہیں یہ ہے اس قادرِ مطلق کا کام جس نے ہر شے اندازے سے پیدا فرمائی اور رزق اپنے ذمہ لیا۔ بڑے بڑے ماہرین اللہ کی بیان کردہ صداقتوں کا راز پاکر انگشت بہ دنداں ہیں۔ اب ذرا یہ آیت بھی دیکھتے چلیے۔

وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۔ (بنی اسرائیل آیت 70)

ترجمہ :۔ اور ان (انسانوں) کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری روزی دی اور بہت سی مخلوق سے افضل کیا۔

(ستھری روزی تو اللہ ہی دیتا ہے) بے شک اس نے ہمیں افضل فرمایا۔ رزق کے دوسرے درجے (حیوانات) کا تذکرہ یوں فرمایا۔

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۔
كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ۔
(طٰهٰ آیت 53)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجمہ :- اور آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے طرح طرح کے نباتات کے جوڑے نکالے۔ تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

رزق (Food Chain) کے اوپر کے درجے یوں فرمادیئے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (المومنون آیت 21)

ترجمہ :- بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں ان میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور ان سے تمہاری خوراک ہے۔

چوپایوں کے نباتات پر انحصار کے بعد رزق کے اگلے درجے Trophic level حیوانات یا جانداروں سے منسلک ہیں۔ اس آیت میں جانداروں کے فوائد اور ان سے خوراک کے حصول کی جانب واضح بیانات مذکور ہیں۔

خوراک کے تانے بانے میں ادنیٰ سنڈی ہو یا بیکٹریا، ہرن ہو یا چیتا انسان ہو یا پرند سبھی کے لئے اللہ کے احکام کے مطابق روزی موجود ہے۔

رزق کے بارے میں یہ اندازِ خداوندی بھی دیکھئے۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۔ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ۔

(العنکبوت آیت 60)

ترجمہ :- اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں۔

روزی اللہ کی جانب سے آتی ہے اس آیت میں اچھوتے انداز

سے اس کی جانب اشارہ فرمایا۔

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ

(العنکبوت آیت 62)

ترجمہ :- اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔

رزق کی یہ دلیل مہر کی طرح ثبت ہوجاتی ہے اگر قاری ایمان کے کینوس کو ذرا وسیع کردے۔ ارض و سما کی پیدائش اور روزی کے حساب کتاب کے لئے یوں فرمایا :-

وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ۔

(حٰمٓ السجدہ آیت 10)

ترجمہ :- اور اس (زمین) میں برکت رکھی اور اس میں بسنے والوں کے لئے روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں

سبحان اللہ ! اب یہ آیت ملاحظہ ہو :-

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ۔ (حم السجدہ آیت 47)

ترجمہ :- اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے مگر اس کے علم سے۔

اس آیت میں اللہ نے رزق کے ذریعہ کو بنیادی حیثیت دے کر فرمایا کہ نباتات اور حیوانات خواہ وہ ہماری خوراک ہوں یا نہ ہوں سبھی کو اللہ جنم دیتا ہے اور سب پر اس کا علم محیط ہے۔ یوں رزق کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیڑھی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر کوئی اپنے اپنے درجے پر اس کا محتاج ہے۔

رزق پر اچھوتے انداز میں یوں بھی غور کیجئے ارشاد ہوا۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ (الشوریٰ آیت 27)

ترجمہ :۔ اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کردیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ اندازے سے اتارتا ہے جتنا چاہے۔

کتنا جامع تذکرہ ہے رزق کے اندازے پر ہونے کا رزق کی کمی و بیشی اور تفریق میں اللہ کی حکمتوں کو وہی صرف جانتا ہے۔ ہمیں تسلی و تشفی کے لئے بس مناسب علم عطا فرما دیا ہے۔ بے شک اللہ کے نزدیک ہر شے کے خزانے ہیں اور وہ بقدر مناسبت اتارتا ہے۔

پانی کو واشگاف الفاظ میں روزی کا ذریعہ یوں فرمایا۔

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ۔ (الجاثیہ آیت 5)

ترجمہ :۔ اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب پانی اُتارا۔

رزق اور خوراک کو دنیا میں ہم پہنچانے کے لئے پانی کو ذریعہ بنایا ہے یہ امر انسانوں کو سمجھا کر اس نے ہمیں شکر گزاری کے لئے مواقع عطا فرمائے۔

حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ہم روزی کے ذریعے ہی کو آبی آلودگی کی بنا پر پامال کر کے ناشکری اور غضب الٰہی کا باعث بن رہے ہیں۔

اب یہ دھمکی آمیز آیت ملاحظہ ہو۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ۔

(الواقعہ 63 سے 65 آیت)

ترجمہ :۔ بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو اس کی کھیتی کیا تم بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے اگر چاہیں تو اسے روند دیں پھر تم باتیں بناتے رہو۔

اوپر کی آیات جو سورہ واقعہ سے ماخوذ ہیں اللہ تعالیٰ کے خاص انداز کو بیان فرماتی ہیں۔ تمام اسباب فرما کر انسان سے سوال ہے کہ کیا کھیتی تم بناتے ہو ظاہر ہے نہیں تو پھر اگر اللہ روند دے تو کیا کر لیں گے۔

پانی جیسی نعمت اور روزی کے سبب کے لیے یوں بھی ارشاد ہوا۔

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ۔

(الواقعہ آیت 68 سے 70)

ترجمہ :۔ بھلا بتاؤ وہ پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کردیں پھر شکر کیوں نہیں کرتے۔

توانائی زندگی کی گاڑی کو چلاتی ہے اس کے لیئے یوں فرمایا۔

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ۔ (الواقعہ آیت 71_72)

ترجمہ :۔ تو بھلا بتاؤ وہ آگ جو تم جلاتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مندرجہ بالا آیات میں جو سورہ واقعہ سے لی گئی ہیں بڑے مخصوص انداز میں اللہ نے کھیتی (نباتات) اس کے اگنے کا ذریعہ یعنی پانی کا ذکر فرمایا ہے۔

ظاہر ہے پانی روزی کا ذریعہ بھی ہے۔ یوں پروردگار نے زندگی کے اہم اسباب یعنی پانی، اور خوراک کی بات کرکے انسان کو لاجواب کردیا ہے۔ اسی طرح آگ کی افادیت کو پیشِ نظر رکھ کر فرمایا کہ پیڑ سے آگ ہم ہی نکالتے ہیں۔ یہاں بالخصوص پیڑ سے آگ نکالنے کے لئے بقول ڈاکٹر بلوک نور باقی صاحب کے آکسیجن مراد ہے جو پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرکے فضا میں O_2 واپس دیتے ہیں۔ جانداروں کی بقا کے لئے آکسیجن کا کردار کس سے پوشیدہ ہے۔

بنی نوع انسان کی حماقت دیکھئے کہ اول تو روزی کے ذریعے (پانی) کو آلودہ کررہا ہے تیزابی بارش آبی آلودگی اسکا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دوسرے ہر طرح کی آلودگی پھیلا کر نباتات اور زمین کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ نباتات سے ہوتے ہوئے آلودہ مادے، زہریلی دھاتیں اور دیگر مضر کیمیاوی اجزاء جانداروں، چرندوں پرندوں کے ذریعے خوراک کے تانے بانے (Food Web) سے بالآخر انسان تک پہنچ کر نقصان پہنچاتے ہیں۔ یوں ہم روزی کے منبع سے لے کر ہر ہر سطح پر آلودگی کے سبب خوراک کے عالمی ذخیروں کو ناکارہ کررہے ہیں۔ سورہ واقعہ کی مندرجہ بالا آیات نے انسان کو لاجواب کردیا ہے۔ اگر دنیا سے یہ اسباب اللہ کے حکم کے مطابق منفی رویے اختیار کرلیں تو ہم کفِ افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتے۔

رزق کی بات اس انداز سے بھی دیکھیئے:-

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّ قَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ۔ (عبس آیت 24 سے 30)

ترجمہ:- کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا، پھر زمین کو خوب چیرا (شق کیا) تو اس میں اگایا اناج اور انگور اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور میوے اور دوب تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپایوں کے۔

گزشتہ آیت میں پانی کو روزی کا ذریعہ بتایا۔ یہاں اللہ نے فرمایا کہ زمین کو خوب اچھی طرح اس نے سیراب کیا پھر زمین کو خوب چیرا۔ یہاں پر چیرنے سے مراد وہ صدیوں پر محیط عوامل ہیں۔ مثلاً حرارت نمی کیمیاوی و طبعی عوامل جو چٹان کو آہستہ آہستہ ریزہ ریزہ کرکے مٹی یعنی Soil میں تبدیل کرکے زرخیز مٹی میں اناج اور طرح طرح کے پھل اگائے ہمارے لئے اور ہمارے جانداروں کے لئے۔ یوں اللہ نے تمام جانداروں کے لئے خوراک کے تانے بانے کی تکمیل کا راز افشا فرمایا۔ نہ جانے کب سے حیات اس نہج پر اپنے اپنے روپ میں روزی پاکر رواں دواں ہے۔ ہم انسان اللہ کی قدرت کو اپنے انداز سے آہستہ آہستہ سمجھنے میں صدیاں گزار دیتے ہیں۔

خوراک بننے والی بات کو یوں آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ سورج کی توانائی کا کچھ حصہ (ایک فیصد) پودوں نے خوراک کی صورت بنایا۔ پودوں کی اس خوراک کا دس فیصد کسی پرندے کے حصے میں آیا۔ پھر اس پرندے کی توانائی کا صرف دس فیصد حصہ اس پر انحصار کرنے والے درندے یا پھر انسان کے ہاتھ لگا یوں ہر سطح پر صرف دس فیصد توانائی بطور خوراک اگلے جاندار کو ملتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس بات کو پروردگار نے یوں فرمایا کہ اس نے نباتات (خوراک کی پہلی سیڑھی) خاص مقدار میں اگائی (سورج کی توانائی کا قلیل اور مناسب حصہ لے کر) پھر اس نباتات سے روزیاں بنادیں اور خوراک کے تانے بانے میں، سنڈیاں، پرندے، باز، چوپائے درندے، سانپ نیولے انسان، شیر وغیرہ۔ مختلف درجوں میں آگئے۔ خوراک کی اس تقسیم میں شیر اور انسان علیحدہ علیحدہ ایسے ہیں جن کا کوئی حریف نہیں۔

خوراک کی بنیادی دہلیز نباتات ہیں یہیں سے خوراک مختلف پرندوں اور انسانوں کو براہ راست اور بالواسطہ ملتی ہے۔ مثلاً انسان سبزیوں، پھلوں کے علاوہ پرندوں اور دیگر حلال جانداروں کا گوشت بھی کھاتا ہے۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ خوراک کے تانے بانے بڑے وسیع اور متوازن ہیں پودے ہمارے لئے خوراک بناتے ہیں ہم اس کا زائد حصہ واپس انہیں کئی صورتوں میں لوٹاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب کوئی جاندار مرجائے تو اس کے عناصر مرکبات کو بیکٹیریا واپس پودوں کے لئے قابل استعمال بنا کر نئے سرے سے خوراک کا چکر پورا کرنے لگتے ہیں۔ خوراک کی یوں گردش میں پانی کی گردش، آکسیجن، نائٹروجن، کاربن، سلفر، فاسفورس، ہائیڈروجن وغیرہ کے عناصر بھی خاصی سرگرمی سے گردش کرتے ہیں، زمین ان عناصر کے لئے بڑے اسٹیشن کا کام کرتی ہیں ان عناصر کے علاوہ بھی بہت سے عناصر و معدنیات جانداروں سے پودوں اور پودوں سے جانوروں کی جانب زمین کے پلیٹ فارم پر بیکٹریا کے تعاون سے چلتے رہتے ہیں جبکہ سورج کی روشنی اور پانی ان سرگرمیوں کے لیئے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

خوراک توانائی اور دنیا کی تمام گہما گھمی کو اللہ نے یوں بنایا

ہے۔ "جانتا ہے جو زمین میں جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور آسمان میں چڑھتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو اور وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ پانی، سورج کی گرمی یا توانائی، کاربن، آکسیجن، نائٹروجن، ہائیڈروجن، سلفر، فاسفورس سمیت سو کے لگ بھگ عناصر قدرت ایک مقررہ مقدار میں ہمہ وقت خدمت پر مامور ہیں۔ ہر عنصر کے اپنے چکر ہیں مثلاً گلیشیرز سے اگر پانی کا سفر سمندر تک دیکھا جائے تو اس گردشِ آب کو لاکھوں سال لگ جاتے ہیں۔ جبکہ زیرِ زمین پانی 400 سال کے عرصے میں واپس اپنے وطن (سمندر) پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح تمام عناصرِ قدرت بقدرِ ضرورت اور متوازن انداز میں حیوانات، پودوں، زمین، فضا، پانی وغیرہ میں سفر کرتے رہے ہیں۔ فالتو توانائی اور عناصر زمین کو سونپ دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب کوئی جاندار مرجاتا ہے تو اس کے عناصر سپردِ خاک ہوجاتے ہیں۔ بیکٹریا کے عمل سے ان میں نئی طرح کی تحریک ہوتی ہے یوں یہی مقررہ مقداروں میں عناصر و مرکبات ماحول کے تانے بانے میں حیوانات، نباتات بیکٹریا کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور زندگی میں خوراک کو توانائی کے ساتھ ساتھ تحریک بھی رہتی ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو کچھ زمین میں جاتا ہے جو اس سے نکلتا ہے، آسماں سے اترتا ہے یا اس میں چڑھتا ہے یوں اللہ نے ہر شے پر قادر اور باخبر ہونے کی ہمیں خبردی ہے۔ دنیا میں خوراک اور توانائی کا جو مقام اللہ نے سورج کی توانائی، پانی کی قوت زمین کی زرخیزی، اور حیوانات و نباتات اور بیکٹریا کی سرگرمیوں میں سمو رکھا ہے وہ انسان کو ورطۂ حیرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ڈال دیتا ہے اس کے باوجود انسان بغیر سوچے سمجھے پانی کے ذخیروں ہی کو برباد کر رہا ہے جو زندگی کی علامت ہیں یہی نہیں وہ زمین اور فضا میں طرح طرح کے زہریلے مادے اور آلودگیاں بھر کر اپنی خوراک کے تانے بانے (Food Chain) کو ناقابلِ استعمال اور جامِ سقراط بنا رہا ہے۔ اب تو اناج، غلے، جانوروں کے دودھ، گوشت، پھل، سبزیاں سبھی کچھ آلودگی کے باعث مضر اور مہلک ہوتے جا رہے ہیں۔ بالخصوص کیڑے مار دواؤں کے مرکبات، پارہ، کیڈمیم، سیسہ سمیت زہریلی دھاتیں خوراک میں شامل ہوگئی ہیں۔ آئندہ دنوں میں جب آبادی ہر 23 سال بعد دگنی ہوتی چلی جائے گی تو ہمیں زرعی پیداوار سمیت خوراک کے ذخیروں کو بڑھانا ہوگا اگر ہم کیمیاوی مادہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں تو آلودگی مزید بڑھے گی۔ ہمیں ایسی حکمتِ عملی وضع کرنی ہوگی کہ آلودگی کم سے کم اور پیداوار میں اضافہ ہو۔ قابلِ کاشت رقبے کو بڑھانا سیم و تھور کو گھٹانا اور نئے سائنسی طریقوں پر کاشت کرنا ہوگا۔ فی الحال صنعتی آلودگی، کیمیاوی کھاد، کیڑے مار دواؤں وغیرہ کے مجموعی اثرات سے دنیا میں خوراک کے ذخیرے کم ہو رہے ہیں۔ پھر جنگلات کی کمی صحراؤں کی وسعت اور زمین کی زرخیزی میں کمی وغیرہ نے صورتحال مزید خراب کردی ہے۔

ہم نے دراصل فطرت کا توازن کھو دیا ہے اللہ نے سورہ الرحمٰن میں فرمایا کہ توازن کو برباد مت کرو۔

دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس طرح تہذیبِ نو کے تقاضوں کو ایک پلڑے میں قدرت کے توازن کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر نیا متوازن ماحول پیدا کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔

زندگی توانائی کے بغیر ناممکن ہے توانائی کے حصول کے لئے اللہ نے زمین پر خوبصورت تانے بانے وضع کر رکھے ہیں جانداروں کے لئے توانائی کا حصول خوراک کی زنجیروں میں (Food Chain) جکڑا ہوا ہے۔ سورج کو وقت مقررہ تک ہمارے لئے مسخر فرماکر توانائی کا عظیم منبع بنا دیا ہے۔ سورج سے عموماً $15.3x10^{18}$ کیلوری حرارت فی مربع میٹر پھیلتی ہے جبکہ زمین کے مختلف حصوں میں مختلف مقداروں میں پڑتی ہے عام طور پر زمین پر $6.4x10^{8}$ - 2.5 کیلوری فی مربع میٹر سالانہ پڑتی ہے۔

پودے سورج کی توانائی کا صرف ایک فی صد استعمال کرتے ہیں۔

پودوں سے خوراک حاصل کرنے کے لئے خوراک کے ہر درجہ پر 10 فیصد حاصل ہوا ہے۔ مثلاً پودوں پر گزربسر والا کوئی پرندہ اس کا صرف 10 فیصد استعمال کرے گا۔ یوں اگر نباتات نے 100 کیلوری خوراک لی تو پرندے کو فقط 10 کیلوری ملے گی جبکہ اس پرندے کو شکار کرنے والے درندے کو فقط ایک کیلوری۔ ایک کیلوری حاصل کرنے والا درندہ شیر کے ہاتھ چڑھ گیا تو شیر کو اس سے فقط 0.1 کیلوری ملے گی۔ یہ ہے قدرت کا وہ مربوط نظام جس سے ہر جاندار کو اس کی خوراک ملتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ زمین پر مختلف عناصر elements کی مقدار مقررہ (Fixed) ہے بس یہی عناصر پودوں اور جانداروں میں گھوم گھوم کر آتے رہتے ہیں اور سمندر، خشکی جاندار پودے سب ان کے لئے ٹرین کا کام کرتے ہیں۔ کیا خبر جو مشروب آپ پی رہے ہیں اس میں ڈائنو سارز کے جسم کے کتنے عناصر موجود ہوں۔ جو سانس ابھی آپ نے لی ہے اس میں حضرت نوحؑ کے جسم سے نکلے ان گنت عناصر موجود ہوں۔ نہ جانے سمندر خشکی کے کن کن جانداروں اور پودوں کے جسم

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے نکلنے والی توانائیاں اب آپ کا مقدر ہیں۔

کچھ عناصر و مرکبات مثلاً پانی، کاربن، سلفر، نائٹروجن، ہائیڈروجن، فاسفورس وغیرہ تیزی سے چکر لگاتے ہیں جبکہ Trace elements بہت آہستہ آہستہ گردش کرتے ہیں ان کے ایک گرام کا لاکھواں حصہ بھی کارآمد ہوتا ہے۔ زیادہ مقدار مضر اور مہلک ہوسکتی ہے۔

بنی نوع انسان کے ہاتھوں کرۂ ارض کی پامالی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انسان تمام نعمت ہائے خداوندی کے معاملے میں نہ صرف ناشکرا ہے بلکہ اپنی جہالت اور خود غرضی کے باعث پانی جیسی ناگزیر نعمت اور خوراک کے پیچیدہ تانے بانے کو اس بے دردی سے تباہ کررہا ہے کہ سورہ واقعہ میں اللہ کی جانب سے دی گئی دھمکیاں خود بخود درست ثابت ہورہی ہیں اور ان میں خود ہماری بے حسی غلط حکمتِ عملی جلد بازی اور ناعاقبت اندیشی کا دخل ہے اس طرح تو ہم جنگوں میں جان دینے کی بجائے عالمی سطح پر بھوک کے ہاتھوں خاموشی سے موت کو گلے لگالیں گے۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کی آزادی سے لیکر آج تک جنگوں میں ہلاک ہونے والے افراد سے زیادہ صرف چھ ماہ کی آلودگی سے لوگ لقمہ اجل بن جاتے ہیں ہنوز سلسلہ جاری وساری ہے ----

ہمارا یقینِ کامل ہے کہ اللہ جس کی روزی چاہے بڑھاتا ہے اور جس کی چاہے گھٹاتا ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ لیکن ہمارے اعمالِ خبیثہ کے باعث روزی گھٹائے جانے کے امکانات زیادہ روشن لگ رہے ہیں۔

دوشِ ہوا پر ابر پارے

کائنات کی بیکراں وسعتوں میں زمین وہ اکلوتا سیارہ ہے جہاں پانی سمیت فضائے جانفزا ہے جہاں زندگی کی رعنائیاں اور موسموں کی دلفریبیاں خطہ فردوس یا آدم کی گم گشتہ جنت کی یادیں تازہ کرتی ہیں۔

میلوں تک چھایا ہوا ہوا کا دلربا غلاف جس میں نائٹروجن 79 فیصد آکسیجن 20 فیصد اور کاربن ڈائی آکسائیڈ 0.03 فیصد کے لگ بھگ ہے یکساں طور پر حیوانات، نباتات، انسانوں اور ان گنت نظر نہ آنے والی مخلوقاتِ خداوندی کے لئے زندگی کی ضمانت ہے۔ کئی بلین سال پرانی زمین پر ہمیشہ سے تو ایسا نہ تھا یہ تو پروردگار نے زمین ہمارے لئے رام کردی اور اس میں ہماری روزی کے اسباب بنادیئے جبھی ہم اپنی تمامتر ناشکریوں اور تکبر کے باوجود زندہ ہیں۔ پہلے پہل تو دوسرے سیاروں کی طرح زمین پر بھی میتھین، امونیا اور کئی ناگوار گیسوں کی اجارہ داری تھی پھر قدرت نے اپنے متبرک ہاتھوں سے زمین کا نقشہ بدل دیا۔

لاکھوں کروڑوں سال پہلے زمین پر دیوقامت درختوں اور گھنے جنگلات نے اپنا قبضہ جمالیا تھا۔ یوں بتدریج فضا میں آکسیجن کی مقدار پودوں کی مشقت وعرق ریزی سے بڑھتی رہی جب آکسیجن سمیت دیگر عناصرِ قدرت کا حسین امتزاج فضا میں آچکا تو یہ جنگلات اور دیوقامت شجرہائے گوناگوں کسی بیوہ کے سہاگ کی طرح اجڑ گئے۔ دھرتی کا سنگھار پھر سے بدل گیا۔

حیوانات اور پرندوں کی نئی نئی نسلیں نئے ماحول کے مطابق کرۂ ارض میں اللہ کے قوانین و ضوابط کے مطابق آئیں، آبی حیات اپنی نیرنگیاں دکھانے لگی۔ پھر بنی نوع انسان نے فردوسِ بریں سے کوچ کرکے اس دھرتی کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنا مسکن بنایا۔ آج دھرتی اپنی فضائے جانفزا کے ساتھ ہمیں ہر طرح کا سکھ دے رہی ہے۔ کرۂ ارض پر جگہ جگہ سرد گرم ہلکی اور تیز ہوا اس طرح چلتی رہتی ہے کہ دن رات اور موسم مزاجِ یار کی طرح بدل بدل کر آرہے ہیں۔ قطبین سے خطِ استوا تک، الاسکا سے افریقہ کے جنگلوں تک صحراؤں سے یخ بستہ پہاڑوں تک غرض آبادی اور ویرانے میں ہر جگہ ہوا اپنی متوازن ہیئت کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

بات کرۂ ہوائی پر ہی ختم نہیں ہوتی اس سے اوپر اوزون کا خوبصورت اور گداز کمبل ہے جو مضر شعاعوں کو اپنے سینے پر قرنوں سے روکے ہوئے ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ جیسی بظاہر انسانوں کے لئے ناکارہ گیس اگر فضا میں نہ ہوتی تو رات کی تاریکی میں زمین اپنی حرارت فضا کو لوٹا کر اتنی سرد ہوجاتی کہ صبح ہم سب پولکا آئس کریم کی طرح اپنے درو دیوار میں دھنسے ہوتے۔ اگر ہوائیں اپنے دوش پر لے کر بارش سے بھرپور بدلیاں روئے زمین پر ادھر ادھر نہ برساتیں تو ہم تلاشِ ابرو باراں میں ہلکان ہوتے ہوتے کبھی کے اللہ کو پیارے ہوجاتے۔ یہ وہی کرہ ارض ہے جس میں ہم ہر دم سانس لیتے ہیں اور حیات کی سلطنت سلامت رہتی ہے۔ اگر آکسیجن کی مناسب مقدار نہ ملے تو زندگی سے ہمارا ناطہ یوں ٹوٹ جائے جیسے کبھی تھا ہی نہیں ۔ہوا اور بادلوں کے توسط سے اللہ نے ہم پر جو احسان فرمائے ہیں ان کا شکر ادا کرنے کی بجائے ہم نے کرۂ ارض کو تشویشناک حد تک فضائی آلودگی سے دوچار کردیا ہے۔ جگہ جگہ تیزابی بارش کی فراوانی نے خصوصاً یورپ اور ترقی یافتہ ممالک میں بڑے شہروں اور گنجان صنعتی علاقوں میں فضا کو ناقص بنا دیا ہے سیسہ ملے پیٹرول سے ان گنت لوگ سانس ، جگر اور گردے کی

بیماریوں میں مبتلا ہیں اور تو اور بچوں کے I.Q چار سے زیادہ پوائنٹ تک کم ہوگئے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بے جا اخراج سے گلوبل وارمنگ کا اندیشہ بڑھتا جارہا ہے۔ دنیا میں موسموں کے بے جا تغیر و تبدل ہورہے ہیں۔ یہ سب فضائی آلودگی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ CFC گیسوں کا اخراج، توانائی کے لئے کوئلے کا بے جا استعمال اور گردوغبار نے فضا کا نقشہ میدانِ جنگ سے بدتر کردیا ہے۔ ایک ایسا میدانِ جنگ جہاں جیت کر بھی ہار انسان کا مقدر ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں فضا، ہوا اور ابرپاروں کے بارے میں قرآن میں کیا لکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَهُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ (الفرقان آیت 48)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں رحمت کا مژدہ سناتی۔

بادلوں کے آنچل جتنے بھی خوبصورت ہوں اگر ہوا کا دوش نہ ہوتا تو یہ فضائے آسمانی میں آوارہ گردی کیسے کرتے اور ہم تک ابرِ رحمت کیونکر آتی بقولِ شاعر:

بوئے گُل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم۔

اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو بادلوں کی ترسیل کے لئے مسخر فرمایا ہے جبھی تو لاجوردی آسمان ابرپاروں کے پہاڑوں سے اپنے خوبصورت سینے کو چھپائے رکھتا ہے۔ ایک اور جگہ بادلوں کے بارے میں کیا خوبصورت فرمایا ہے :۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَا
مًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ
يَّشَآءُ (النور آیت 43)

ترجمہ :۔ کیا تونے نہیں دیکھا اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادلوں کو۔ پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے۔ پھر انہیں تہہ بہ تہہ کردیتا ہے۔ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے۔ اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں۔ ان میں سے کچھ اولے پھر ڈالتا ہے جہاں چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں جس سے چاہے۔

یوں تو کلام الٰہی کا کسی بھی زاویے سے جواب نہیں مگر ابرپاروں کے بننے اور بارش ہونے اولے یا برف پڑنے کے بارے میں اتنا مفصل بیان قرآن میں کہیں اور نہیں ملتا۔ دنیا بھر کے ماہرین بادلوں کی بناوٹ، ان کے رویے اور بارش و ژالہ باری پر ضخیم کتابیں لکھ چکے ہیں۔ سبھی کا یہ کہنا ہے کہ بادلوں کے رموز انسانی عقل سے باہر ہیں ابھی تک کلی طور پر بادلوں کی ساخت، مزاج اور رویے کو نہیں سمجھا جاسکا۔ یہ اسی خالق و مالک کا کمال ہے کہ دنیا کے جس جس خطے پر انسان، حیوان، نباتات اور جمادات کو پانی دینا چاہتا ہے ہر ہر قطرے کے حساب کو جانتا ہے اور انصاف کے ساتھ بقدر منشا بھیجتا ہے۔ کتنے شہروں اور بستیوں سے بادل یوں دبے پاؤں گزر جاتے ہیں کہ جیسے ساکنانِ شہر سے شناسائی ہی نہیں اور کسی ایسی جگہ جا برستے ہیں جہاں بوند بوند کو لوگ ترستے ہیں اور ابرپاروں کا گزر عرصہ سے نہ ہوا ہو۔ یہ سب قادرِ مطلق

کی حکمت اور کمال ہے۔ بادلوں کے رنگ برنگے پہاڑوں سے اللہ تعالیٰ ایسی ایسی مورتیاں تراشتا ہے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے ہم تو بس اولے، برف اور بارش کے ناموں کو گنتے گنتے تھک جاتے ہیں۔ عام کہاوت ہے کہ پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے اللہ کتنا مہربان ہے کہ صحراؤں، بیابانوں اور بستیوں میں ابررحمت جھولیوں میں عطا کردیتا ہے۔

ہر شے کے خزانے اللہ کے پاس ہیں پانی کے خزانے بھی اسی کے ہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ
وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ۔ (الحجر آیت 22)

ترجمہ : اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں۔

انسان کتنا ناشکرہ ہے اللہ کے خزانے میں نہ صرف خیانت کرتا ہے ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ اس نعمتِ عظمیٰ کو آلودہ کرکے سب کے لئے ناکارہ کرتا ہے۔

بادلوں اور ہواؤں کی مد میں ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا :۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰٓى اِذَآ
اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَ
جْنَا بِهٖ مِنْ قُلِّ الثَّمَرٰتِ۔ (اعراف آیت 57)

ترجمہ :۔ اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی۔ یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں بھاری بادل ہم نے اسے کسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مردہ شہر کی طرف چلایا پھر اس سے پانی اتارا پھر اس سے طرح طرح کے پھل نکالے۔

یہ اتنی ہمہ گیر اور مدلل آیت ہے کہ انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ بارش سے مردہ زمین میں جان پڑجاتی ہے۔ بیکٹریا اپنا عمل دوبارہ متحرک ہو کر شروع کردیتے ہیں۔ زندگی رواں دواں ہوجاتی ہے اور بارش کے بعد نباتات بشمول ثمرات نکل آتے ہیں یہی زندگی اور اس کی بقا کی علامت ہے۔ اگر غور کریں تو دنیا حیرت کدہ ہے اور اللہ کی نشانیاں ہرسو ضوفشاں ہیں۔ ذرا یہ آیت بھی پڑھتے چلیے۔

وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (الجاثیہ آیت 5)
ترجمہ :۔ اور ہواؤں کی گردش میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے :۔

ہواؤں کا نظام اتنا مربوط اور جامع ہے کہ عقلِ انسانی اللہ کی صناعی اور قدرت پر عش عش کر اٹھتی ہے اس موضوع پر ضخیم کتابیں ہیں جو اللہ کی قدرت پر گواہی دیتی ہیں۔ موسموں کے تغیر درجۂ حرارت کے اتار چڑھاؤ اور خشکی و تری کے بدلتے ہوئے انداز لیل و نہار کے ساتھ ساتھ آرہے ہیں اور دنیا کے ہر ہر خطے میں نیرنگی بہار دکھاتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ فضا کو آلودہ کرکے اپنے لئے عذابِ جاں بنا رہے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (سورہ البقرہ آیت 164)
ترجمہ :۔ اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل آسمان اور زمین کے بیچ میں

حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ ہواؤں کے بارے میں ایک اور اندازِ بیاں ملاحظہ ہو۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ
اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (النحل آیت 79)
ترجمہ :۔ کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے کہ آسمان کی فضا میں حکم کے باندھے انہیں کوئی نہیں روکتا ہے اللہ کے سوا اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

ہم جانتے ہیں کرۂ ارض 23.5 ڈگری جھکا ہوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہواؤں کا موجودہ نظام برقرار نہ رہتا۔ درجۂ حرارت کے اختلاف اور روز بروز سورج کے بدلتے ہوئے زاویوں کے تحت ہوائیں مناسب رفتار پر فضا میں چلتی ہیں یوں نہ صرف فضا کی صفائی ہوتی رہی ہے بلکہ ہوا دلفریب رفتار سے ہر ہر خطے میں چلتی ہے چاہے قطبین ہوں یا خطِ استوا۔ قطبین اور خطِ استوا پر کرۂ ارض کی موٹائی مختلف ہے لہذا ہوائیں افقی اور عمودی دونوں سمتوں میں مختلف رفتار سے چلتی ہیں۔ اللہ نے پہاڑوں کے لنگر اور زمین کی ساخت ایسی رکھی ہے کہ ہواؤں کا سفر ہر ہر منزل کی طرف جاری وساری رہتا ہے۔

موجِ ہوا کا نرم نرم چلنا محض شاعرانہ خیال یا رومانی تصور نہیں ہے یہ اللہ کا مربوط نظام ہے کبھی کبھی جب آندھیاں آتی ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہوا میں کیسی طاقت ہے اور وہ اتنی سرکش بھی ہوسکتی ہے قرونِ اولیٰ کی قوم پر ہوا کا عذاب ہمارے علم میں ہے۔---

ہواؤں کے ذریعے بادلوں کو پھیلانے کا عمل ایک ایسا جیتا جاگتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

معجزۂ خداوندی ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں۔ کس قدر نرمی سے بادلوں سے ننھے منے بارش کے دلربا قطرے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔ کبھی بارش نہیں اولے پڑتے ہیں اور اللہ جیسا چاہتا ہے ہواؤں اور بادل سے کام لیتا ہے۔ وہ چاہتا ہے تو بادل صحرا پر برستے ہیں یا پھر پانی کے عظیم ذخیروں یعنی سمندروں پر گر کر شاملِ بحر ہوجاتے ہیں۔ اوپر کی آیتوں میں بادلوں اور ہواؤں کو نئے انداز اس لئے فرمایا کہ ہم ان میں غور وفکر کریں۔

کرۂ ارض پر بادلوں اور بارش کی تقسیم بھی حیرت انگیز ہے۔ کہتے ہیں کہ سطح زمین کا 60 فیصد حصہ ہمہ وقت بادلوں پر مشتمل رہتا ہے۔ بادل حکم خداوندی کے بادھے نہ ہوتے تو دیوقامت چٹانوں کی صورت ہم پر گرجاتے مگر ایسا نہیں ہے۔ دیومالائی زبان میں فضائے آسمانی میں پھیلے ہوئے ذرات جنہیں Cosmic dust کہتے ہیں بادلوں سے برسات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عام طور پر غبارِ فضائے آسمانی میں ان کی مقدار 10^{12} فی مکعب میٹر ہوتی ہے۔ قدرتی طور پر فضا میں بادلوں کے لئے مرکزے Nuclei بننے کا عمل یوں ہوتا ہے۔

Seasalt = 1000 x 10^{16} ton

Gas to particle conversion = 570 x 10^{6} ton

Wind blown dust = 500 x 10^{6} ton

Forest fire = 35 x 10^{6} ton

Volcanos = 25 x 10^{6} ton

Meteoric debris = 20 x 10^{6} ton

یوں 2150 x 10^{6} ٹن ذرات و فضائی غبار سالانہ قدرتی طور پر

جنم لیتا ہے۔ انسانی سرگرمیوں کے نتیجہ میں مزید 410×10^{6} ٹن سالانہ ہوتا رہتا ہے۔ بادلوں کے آنچل ان ذرات سے لپٹ کر بارش، اور گوناگوں روپ میں زمین کو دوبارہ تازگی اور زندگی بخشتے ہیں۔ ننھے بادلوں کی جسامت نصف قطر کے حساب سے 10 مائیکرون میٹر، تعداد 10^{9} فی مکعب میٹر اور رفتار 10^{-3} میٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے جبکہ بڑے بادل میں یہی نسبت بتدریج 50،10 اور 0.27 ہوتی ہے۔

جبھی تو پروردگار فرماتا ہے کہ میں بادلوں کو نرم نرم چلاتا ہوں... (النور آیت/43) بادلوں کے برعکس بارش کے قطرے کا نصف قطر 1000 مائیکرون میٹر، تعداد 10^{3} فی مکعب میٹر اور رفتار 6.5 میٹر فی سیکنڈ ہوتی ہے بادلوں کی متعدد اقسام اور رنگ و روپ کی طرح بارش اور برف باری کی اشکال بھی بھانت بھانت ہیں۔ بارش صرف بخارات کے پانی یا برف بننے کا عمل نہیں بلکہ یہ ایک مکمل اور متوازن نظام ہے جس سے ہر سال مقررہ مقدار میں پانی زمین کے ہر ہر طبقے کو اللہ کے حکم کے مطابق ملتا ہے۔ بادل اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ چند اشعار تراشنے کی کوشش کی ہے ملاحظہ ہوں اسی نسبت سے۔

اڑتے ہوئے بادلوں کے سفینے
رکے وادیوں پہ ہواؤں کے زینے

وہ ہلکے ہوئے پھر زمیں کو جلا کے
اشارے ہیں یہ خالقِ دوسرا کے

وہ بادلوں کے سائباں
وہ پنچھیوں کے کارواں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کا بھی تو فرماں روا
ہر حکم یہ لائیں بجا

اے خالقِ ارض و سما
اے مالکِ ارض و سما

حدِ نگاہ دیکھا بادل ہے اور دھواں ہے
ہیجان آب و گِل میں چشم فلک رواں ہے

بستی پہاڑ صحرا جنگل ہوئے ہیں جل تھل
حکمت ہے اس کی جس نے پیدا کئے ہیں بادل

کیسا حسین و دلکش برسات کا سماں ہے
واہ کتابِ فطرت پر دیدہ ور کہاں ہے

بادلوں کی طرح موجِ ہوا بھی تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ مگر صاحب حضرتِ انسان نے فضا میں آلودگی کا زہر بھر کر تیزابی بارش، گلوبل وارمنگ، اوزون کی تباہی سمیت ساکنانِ بزمِ ہستی کو نت نئی مصیبتوں اور ہلاکت سے دوچار کردیا ہے۔ جنگلات کی تباہی، صحراؤں کی وسعت اور نباتات و جانداروں پر مضر اثرات نے کرہ ارض کو دوزخ کا بچھڑا ہوا خطہ ثابت کردیا ہے۔ صنعتی آلودگی تو دور کی بات ہے۔ صرف سگریٹ سے 300 PPM کاربن ڈائی آکسائیڈ جنم لیتی ہے۔ اوزون کی ردائے لطیف میں چاک پڑجانے پر امریکہ میں فصلوں کو 3.2 بلین امریکی ڈالر سالانہ نقصان ہوتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق فضا میں اوزون کی مقدار 2.3 فیصد کم ہونے سے شعاعوں کی شدت 6 فیصد اور

کینسر کے خطرات 14 فیصد بڑھ جاتے ہیں۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ انسان دن میں 22000 مرتبہ سانس لیتا ہے مگر صاف ہوا کے لئے ترستا ہوا ......

فضائی آلودگی کو بڑھانے اور موسموں پر اثر انداز ہونے میں زراعت کا عالمی حصہ 25 فیصد، بجلی و توانائی کا 25فی صد ٹرانسپورٹ کا 10 فیصد کوئلے گیس کا 10 فیصد اور صنعتوں کا 10 فیصد حصہ ہے۔ یوں ہم اہلِ زمین فضا کو مکدر بناتے جارہے ہیں۔ صرف امریکہ میں دنیا کی 23% کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں دھکیل جاتی ہے یہ مقدار 1.2×10^{15} گرام سالانہ بنتی ہے۔شہروں میں دیہاتوں کی نسبت فضا میں CO_2 دس گنا، CO 25 گنا گردو غبار دس گنا ہوتا ہے۔ فضا کے لطیف غلاف اور ہوا کے دلربا جھونکوں میں اب کاربن ڈائی آکسائیڈ، سمیت مختلف زہریلی گیسیں در آئی ہیں ان کی جھلک ملاحظہ ہو :

GAS	Pre-History	1990
CO2	280	353 (PPM)
CH4	0.79	1.72 ((PPM
CFC 11	-	ppt280
CFC 12	-	ppt484
N2O	ppb288	ppb310

CFC گیسیں Co2 سے ہزاروں گنا زیادہ مضر و منفی اثرات رکھتی ہیں۔ یوں اوزون سمیت فضا کی دلفریبی اذیت میں بدل جاتی ہیں۔ یہ کتاب فضائی آلودگی سے جنم لینے والی بیماریوں کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

صنعتی علاقوں اور بڑے گنجان شہروں میں بوئے گل کی بجائے ڈیزل، سیسے اور دھوئیں کی ناگوار بو ملتی ہے۔ بے خودی میں میں نے کبھی یوں کہا تھا۔

یہ بوئے سلفر و ڈیزل ہوا میں بس گئی اتنی
کسی صورت سے چشمِ تر کی طغیانی نہیں جاتی

یہی وجہ ہے کہ دمہ اور متعدد بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ تیزابی بارش سے یورپ اور ترقی یافتہ ممالک کی ہزاروں جھیلیں آبی حیات سے محروم ہوگئی ہیں۔گلوبل وارمنگ اور موسموں کے نامناسب رویے سے نئے خطرات جنم لے رہے ہیں یوں ابر بردار ہوائیں اب اکثر خطہ ہائے ارض پر مسرت کا پیغام لانے سے دست بردار ہوگئی ہیں۔کتنے دکھ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں اور بادلوں کو اپنے حکم کا نہ صرف پابند کیا ہے بلکہ بڑے فخر سے انسان کو اپنی نشانیاں دکھائی ہیں اور ان میں عقل والوں کو غور و خوض کی دعوت دی ہے۔

ہم نادانوں نے ناشکری اور تکبر میں ڈوب کر نہ صرف اپنا روپ ناگوار بنا لیا ہے بلکہ کرۂ ارض پر فضائی آلودگی کا وہ طوفان کھڑا کیا ہے کہ فرشتے بھی پناہ مانگتے ہیں ہمارے اعمالِ بد کی فہرست صرف آلودگی کی مد میں اتنی طویل ہے کہ فرشتوں کو نئے نئے رجسٹر ہر لحظہ درکار ہوتے ہونگے بلکہ اب تو کراماً کاتبین کمپیوٹر کے ذریعے حسابِ امروز و فردا کرتے ہونگے ....

شعلوں کی لپک

ہمارا ماحول اور مقدر تو اسی وقت آلودہ ہونے لگے تھے جب انسان نے پہلے پہل آگ جلانا سیکھا۔ آگ کے سلسلے میں جاپانیوں کی من گھڑت کہانی بھی دلچسپ اور حسبِ حال ہے۔ ان کے مطابق ازا نامی دیوی نے بہت سے دیوتاؤں کو جنم دیا جن میں آگ کا ناخلف دیوتا Kagu Zuchi بھی شامل تھا۔ آگ کے اس دیوتا نے اپنی ہی ماں کو جلا کر دنیا میں آگ کے کھیل کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واشگاف انداز میں فرمایا کہ انسان اس زمین سے پیدا کیا گیا ہے اسی میں مل جائیگا اور پھر اسی سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اگر دیکھا جائے تو ہم بھی ماں دھرتی (Mother Earth) کے ساتھ آگ کے ناخلف دیوتا ہی کا سا سلوک کررہے ہیں۔ سگریٹ نوشی ہی کو لیجئے ایک عدد سگریٹ سے کاربن مونو آکسائیڈ کی تقریباً 460 - 475 PPM (Part per million) مقدار کے علاوہ کئی زہریلے مادے بشمول نکوٹین جنم لیتے ہیں جبھی تو سگریٹ نوشوں کے کسی "عدو مبین" نے یوں کہا تھا۔ "کہ سگریٹ کے ایک حصّے پر Fire ہوتی ہے تو دوسرے پر Fool"

اہلِ مغرب نے تو سگریٹ کو کینسر کا پیش خیمہ کہتے ہوئے Cancer Sticks کا نام دیا ہے۔ جوں جوں انسانی تہذیب اپنی ارتقائی منازل کی جانب بڑھتی رہی آگ کے لئے نئے نئے ایندھن دریافت ہونے لگے۔ چقماق کے پتھروں سے گھاس پھوس جلانے والے شکاری انسان (Nomadic hunter) نے زراعت اور صنعت و حرفت کے میدان میں قدم رکھ لیا۔ جنگلات اور لکڑیوں پر انسان کا انحصار ہمیشہ سے رہا ہے۔ آج بھی تنزانیہ، اور کئی ممالک میں 95 سے 97% لوگوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا انحصار ایندھن کی مد میں لکڑی ہی پر ہے جبھی تو کئی سرگرمیوں کی زد میں آکر جنگلات ڈائنو سارز کی مانند ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ گھریلو استعمال کے علاوہ صنعتی سرگرمیوں اور توانائی کے حصول کے لئے انسان نے لکڑی کی بجائے نئے ایندھن مثلاً کوئلہ، پٹرولیم اور قدرتی گیس کا استعمال حد درجہ بڑھالیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 2000ء تک کوئلے، گیس اور تیل کا استعمال کچھ یوں ہوگا۔

تیل =	$51 - 63 \times 10^9$	T.C.E
قدرتی گیس =	$27 - 33 \times 10^9$	T.C.E
کوئلہ =	$42 - 53 \times 10^9$	Tons

اس وقت زمین کی گود میں ان خزانوں کی مقداریں کچھ یوں ہیں۔

کوئلہ =	640×10^9	ٹن
پیٹرولیم =	$250 - 300 \times 10^9$	TCE
قدرتی گیس =	2500 Exa Joules	

Exa Joule = 22.7 Million Ton coal Eqv.

آیئے دیکھتے ہیں کہ کوئلے اور تیل کے بارے میں قرآن پاک میں کیا مذکور ہے۔

سورہ الاعلی میں اللہ نے فرمایا۔

وَالَّذِیٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی۔ (اعلی آیت 5 ،4)

ترجمہ :۔ جس (اللہ) نے نباتات اگائیں اور پھر ان کو سیاہ کوڑا کردیا۔

نباتات کو سیاہ کوڑا کردینے میں بہارِ پُروقار کے بعد نباتات کا

خزاں زدہ ہونا گل سڑجانا (decay) بھی کچھ آتا ہے۔ ڈاکٹر بلوک نور باقی نے سیاہ کوڑا کو پیٹرول سے تشبیہ دی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ انسانوں کی زمین پر آمد سے پہلے بھی زندگی رواں دواں تھی اس وقت (آج سے ڈیڑھ ارب سال پہلے) نباتات کے گھنے جنگل تھے جن کی بدولت زمین کی فضا سے امونیا، میتھین اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کی دوری اللہ کو منظور تھی اور پودوں کے دشتِ جان سے آکسیجن کا پھوٹنا۔ یوں آہستہ آہستہ جب فضا کی مقررہ حدیں (آکسیجن 20% N2 79% وغیرہ) حاصل ہوگئیں تو ان نباتات کا فرضِ اولین بھی ختم ہوگیا یوں اللہ نے عظیم ارضیاتی انقلاب برپا کرکے نباتات بشمول ڈائنو سار (مرحوم) کو ناپید کردیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جگنو کی چمک ہی آکسیجن کے خطیر ذخیرے کو ایک عظیم دھماکے (Big Bang) سے اڑا دیتی چنانچہ نباتات کا عظیم ذخیرہ جس میں حیوانات بھی شامل تھے کئی ملین سال پہلے زیر زمین چلا گیا جہاں بیکٹیریا، نمی، حرارت اور کئی طرح کے دباؤ کے تحت یہ اجسام تیل میں تبدیل ہوگئے۔ اگر دیکھا جائے تو کوئلہ بھی اس نئے جنم لینے والے خاندان کا اٹوٹ انگ ہے۔ یوں زیر زمین وسیع ذخیرے ایندھن کی شکل میں صدیوں سے جنم لیتے رہے۔

تیل چٹانوں کے نشیب و فراز سے زیرِ زمین سمندر کی صورت جمع ہوگیا اور قدرتی گیسیں فضائے ارضی کی طرح اس کے اوپر چھا گئیں۔ یوں اللہ نے جنگلات کی لکڑیوں کو دستِ انساں سے کس حد تک امان دلانے کے نئے توانائی کے لئے ذخیرے۔ قدرتی ایندھن (Fossil Fuel) کی صورت ہمیں عطا کردیئے۔ دورِ حاضر کے انسان نے توانائی کے حصول، بجلی پیدا کرنے، مختلف صنعتی سرگرمیوں اور معیارِ زندگی بلند کرنے کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے کوئلے، گیس اور تیل کا استعمال حد سے زیادہ بڑھا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو یہ انمول ذخیرے بے حد تیزی سے کم ہورہے ہیں تو دوسری طرف شدید قسم کی ماحولیاتی آلودگی جنم لے رہی ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں دھوئیں کے بادل 2000ء تک اتنے وسیع ہوجائیں گے کہ ان سے فضا میں 9110×10^6 ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ 146×10^6 ٹن سلفر ڈائی آکسائیڈ گیس جنم لے گی۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں تیزابی بارش سے قیامتِ صغرا کا سماں ہوگیا ہے۔ جنگوں، عمارتوں کے نقصان سے قطع نظر خوبصورت جھیلیں جو کبھی دیومالائی کہانیوں میں پریوں کا مسکن ہوا کرتی تھیں اب آسیب بھی وہاں لیز (Lease) یا کرائے پر رہنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ان جھیلوں میں تیزابی اثرات کے باعث آبی حیات ختم ہوچکی ہیں یوں یہ جھیلیں صدیوں تک مردہ رہیں گی۔ Biomagnification کے عمل نے آبی آلودگی کے نئے ابواب کھول کر آبی حیات کو المیے سے دوچار کردیا ہے۔ ہمارے سابقہ آقاؤں (اب تو آقا بدل چکے ہیں) کے دیس، برطانیہ میں ہر سال گندھک کی پھوار یا تیزابی بارش کئی ملین ٹن کے لگ بھگ پڑتی ہے۔ اہلِ مشرق دل برداشتہ ہو اپنی ہی محبوبہ پر تیزاب پھینکتے تھے اب برطانیہ کا ماحول اپنے چاہنے والوں کے ساتھ وہی سلوک کررہا ہے جو مشرقی محبوبوں میں سے کچھ کا شیوہ ہے۔ گاڑیوں کے دھوئیں اور سیسہ ملے پیٹرول کے عذاب سے شاید ہی کوئی خطہ ارض محفوظ ہو بڑے شہروں اور گنجان آبادیوں میں ٹرانسپورٹ نے نیا عذاب برپا کر رکھا ہے۔ دھوئیں کے ساتھ ساتھ سیسہ کا مہلک زہر شاملِ موجِ ہوا ہوگیا ہے سیسہ انتہائی مہلک اور مضر عنصر ہے۔ یہ دماغ کے خلیوں کو ختم کردیتا ہے۔

ہانگ کانگ میں ایک سروے کے مطابق بچوں میں دماغی صلاحیت یا I.Q چار پوائنٹ کم ہوگیا ہے اس کی وجہ سیسے کی فضا میں زیادتی ہے۔ اس عنصر سے سانس سمیت کئی طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ آجکل پیشہ ورانہ بیماریوں Occupational Diseases اور آلودگی کے گوناگوں امراض پر ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بے تحاشا اخراج سے گلوبل وارمنگ کا اندیشہ ہے اگر ایسا ہوا تو کرۂ ارض کا درجہ حرارت 0.5 سینٹی گریڈ بڑھ جانے سے قطبین کی شرمیلی برف، پگھل کر دنیا کے نشیبی علاقوں کو چلو بھر پانی میں ڈبو دے گی۔ کہتے ہیں کہ اگر قطبین کی برف مکمل پگھل جائے تو طوفانِ نوحؑ بارِ دگر آسکتا ہے اور ہمارے سمندروں کی سطح 200 فٹ بلند ہوجائے گی۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک مخصوص مقدار فضا میں اگر نہ ہوتی تو زمین سورج غروب ہونے کے بعد یخ بستہ ہو کر زندگی کی ضامن نہ رہتی مگر اس گیس کی کثرت کرۂ ارض کو گلوبل وارمنگ کے جدید عذاب میں مبتلا کرسکتی ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج کا بڑا ذریعہ یہی ایندھن اور آگ جلانے کا عمل ہے ان قدرتی ایندھنوں میں کاربن کے اجزا کے علاوہ کئی زہریلے مادے بھی ہوتے ہیں جو مقررہ حدوں تک تو باعثِ رحمت اور مفید ہیں مگر ایک حد کے بعد وہی وبالِ جان بن جاتے ہیں مثلاً فاسفورس نہ ہو تو ہڈیاں بیدِ مجنوں کی طرح جھولنے لگیں اگر فاسفورس زیادہ ہوجائے تو ہڈیاں ریگِ ساحل کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی ہیں کوئلے ہی کو لیجئے اس میں مندرجہ ذیل عناصر پائے جاتے ہیں۔

آرسینک، بیریلیم، بورون، کرومیم، لوہا، سیسہ، نکل، کیڈمیم، سلینیم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کاربن ایٹمیٹی

کتنے دکھ کی بات ہے کہ ایک عظیم نعمتِ خداوندی کو ہم نہ صرف بے دردی سے استعمال کرتے ہیں بلکہ اس سے خود دنیا کا ماحول خراب کر کے خود ہی کو اذیت دیتے ہیں۔ کوئلہ، تیل اور گیس نے جہاں انسان کو توانائی کے عظیم خزانے دیئے ہیں وہاں ماحول کا منہ بھی کالا کیا ہے۔ کئی سو ملین سال پہلے زمانے کے شدائد سے کوئلے، گیس اور تیل میں تبدیل ہو کر نباتات و حیوانات کے عناصر و اجزاء تو ہمارے لئے نعمتِ عظیم ہیں مگر ہم ان سے اپنا ماحول برباد کر رہے ہیں کوئلے ہی کو لیجئے صنعتی ترقی اور توانائی دیگر استعمال کے لئے کوئلے کی پیداوار کچھ یوں ہے۔

1975 -- 2593×10^{6} = TCE

1895 -- 3884×10^{6} = TCE

= 2000 -- 5780×10^{6} (موجودہ کارگزاری کا منطقی نتیجہ)

2020 -- 8846×10^{6}

دنیا میں کوئلے کے ذخائر کا تخمینہ 636364×10^{6} TCE لگایا گیا ہے جو انسان کی دسترس میں ہے اسی طرح تیل اور گیس کی سالانہ پیداوار بالترتیب 3340×10^{9} بیرل اور 2355 EJ ہے۔

صنعتی ترقی، خوشحالی کی لگن اور بہتر معیار زندگی کے حصول کے لئے توانائی کی ضرورت روز بہ روز بڑھتی جارہی ہے ایک اندازے کے مطابق 2000ء تک توانائی کی عالمی طلب 2111 EJ ہوجائے گی۔

مختلف اقسام کے ایندھن کی پیداوار جو دنیا میں توانائی ہم تک پہنچاتے ہیں کچھ یوں ہے۔

Item 1972 -- 1985 -- 2000 -- 2020

Coal 66 115 -- 170 -- 259

Oil115 216 -- 195 -- 106

Gas46 77 143 -- 125

Nuclear2 23 -- 88 314

Hydro14 24 -- 34 -- 50

عالمی سطح پر مختلف اقسام کے ایندھن کا استعمال 1975ء کچھ یوں تھا۔

(Million tons oil eqv.)

Oil 2500 ---

Gas 1040 ---

Coal 1500 ---

Wood 600 ---

Nuclear 50 ---

Hydro 350 ---

Total 6040 MTOE

عالمی توانائی کے استعمال کی ایک جھلک :۔

Transport = 16.6%

Industries = 24.8%

Domestic = 21.5%

Energy Sector = 6.6%

Energy production = 26.5%

Feed stock = 4.0%

toobaa-elibrary.blogspot.com

1975ء میں توانائی کا استعمال MTOE 6040 تھا جبکہ ہمارے کرتوتوں کے باعث 2020ء میں بڑھ کر MTOE 39400 ہوجائیگا۔

توانائی کے یوں بے دریغ استعمال سے کوئلے، تیل گیس کی کھپت بڑھے گی جو مزید آلودگی کو جنم دے گی۔ حیرت کی بات یہ ہے انسانی دسترس میں پائی جانے والی توانائی کا صرف سات فیصد حصہ جسم پر (Metabolism)) اور بقیہ 93% ادھر ادھر کی سرگرمیوں یا Exosomatic عوامل میں صرف ہوجاتا ہے۔ کوئلے، گیس اور تیل کا یوں بے دریغ استعمال نہ صرف ہمیں قیمتی خزانوں سے محروم کررہا ہے بلکہ فضائی، آبی اور زمینی آلودگی کا باعث بھی ہے۔ ہمیں توانائی حاصل کرنے کے لئے ذرائع مثلاً شمسی توانائی، پانی کی توانائی وغیرہ کو بروئے کار لانا ہوگا تاکہ آلودگی کے امکانات کو کم سے کم کیا جاسکے۔ حیاتِ ناتواں کو رواں دواں رکھنے کے لئے جو فانی بھی ہے ہم نہ جانے کیوں اتنی توانائی خرچ کررہے ہیں۔ اگر زندگی کو دوام ہوتا اور فنا کے خدشات نہ ہوتے تو انسان کی شاہ خرچیاں فرشتوں کی تحریروں سے بھی بے قابو ہوجاتیں ......

ایک دور تھا کہ محرومی کی حالت میں لوگ دل جلایا کرتے تھے۔ شمع کے گرد محوِ طواف پروانے خود جل جاتے تھے۔ دوسروں کا دل جلانا معیوب سمجھا جاتا تھا اب بنی نوع انسان تہذیب کی بلندیوں پر اور اخلاق کی پستیوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ آگ کی بازیابی (Discovery) کیا ہوئی کہ جنگلات کا صفایا ہوگیا۔ شجرہائے سایہ دار اور دنیا کے قیمتی جانداروں کی قیام گاہوں کو ختم کرکے نذر آتش کردیا گیا۔ تیل، پیٹرول، گیس اور کوئلے کے ساتھ ساتھ لکڑی جلانے کا عمل اپنے

عروج پر ہے۔ تنزانیہ، گیمبیا اور تھائی لینڈ میں سالانہ فی کس لکڑی بطور ایندھن بالترتیب 1.8 , 1.2 , 1.1 ٹن جلائی جاتی ہے چنانچہ انہی ملکوں میں لکڑی پر انحصار 99% ,99% 87%، ہے۔ یوں سمجھ لیجئے دنیا کی آدھی آبادی کا انحصار ایندھن کے لئے لکڑی پر ہے۔ ایک طرف ہم آکسیجن بنانے کی فیکٹریاں (درخت / جنگلات) بند کررہے ہیں۔ تو دوسری طرف فضا میں دھوئیں کے بادل چھوڑ رہے ہیں تاکہ قیامت سے پہلے اس کے مہیب اندھیرے چھا جائیں۔ کوئلے، تیل اور دیگر ایندھن جلانے اور مختلف صنعتی سرگرمیوں کے باعث کرہ ارض پر کاربن ڈائی آکسائیڈ، سلفر ڈائی آکسائیڈ، CFC گیسوں وغیرہ کی بھرمار ہوگئی ہے اور تیزابی بارش کسی اذیت ناک آوارہ بادل کی طرح ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے کہرام مچاتی پھر رہی ہے۔ دنیا کا کوئی قانون اسے روک کر تو دکھا دے ....

صرف امریکی کرہ ارض میں 4800 ملین ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ سالانہ اڑا رہے ہیں اسی طرح اوزون کی بے حرمتی کرنے والی گیس (CFC) بھی صرف امریکہ 1640 ملین ٹن سالانہ فضائے بسیط میں بھیج رہا ہے۔ چاند، چاندنی اور وہاں کے سبز باغ دکھا کر ان نقصانات کا ازالہ ممکن نہیں ہے جو سپر طاقت سمیت ہم سب دارِفانی کے اس معصوم سیارے پر کررہے ہیں۔

کہتے ہیں اچھے وقتوں میں (قصہ پارینہ ہوگیا اچھا وقت) روزانہ فی کس توانائی 2000 کیلوری تھی جلد ہی یہ 400 گنا یعنی 800،000 کیلوری یومیہ ہوجائے گی یوں تو توانائی کا شش جہات میں بحران ہوجائیگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ نے فرمایا ہے کہ انسان بہت ضعیف پیدا کیا گیا ہے، پھر توانائی کی وقتی ڈرپ کس کام کی ....

دراصل ہم نے توانائی کے حصول کو شاید حصولِ ایمان کا ذریعہ بنالیا ہے کسی گورے نے کہا تھا

"Energy can do every thing that can be done in the world."

ہمارا ایمان ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے ہر انسان کے لئے بس مقدور بھر کوشش خلوصِ نیت، ہمدردی اور صلہ رحمی ضروری ہے۔ ہم جیسے پسماندہ ملک میں فی کس سالانہ توانائی 1.4 ٹن جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں 540 ٹن کے لگ بھگ ہے۔ ایک کالے اور ایک گورے کا م توازن سنبھالا نہیں جاتا ایسے میں یہ عدم توازن بھلا کب تک کرہ ارض کا توازن برقرار رہنے دے گا۔۔۔۔۔

آوازوں کی گھن گرج

ہمیں تو سرگودہا میں بچپن کے وہ خوشگوار دن نہیں بھولتے جب گاؤں کے چرواہے بانسری کی لے پر لوک گیت گاتے تھے۔ بھانت بھانت کے پرندے سروں کا جادو جگاتے تھے۔ تتلیاں اور بھنورے لہلہاتی فصلوں پر مستی میں منڈلاتے رہتے تھے۔ فطرت اپنی تمامتر رنگینیوں کے ساتھ زندگی کے گہواروں میں رقصاں تھی یہ گاؤں کے اس ماحول کی جھلکی ہے جسے فطرت نے متوازن اور خوشگوار بنایا ہے۔ جہاں پن چکی کی کوک اور بیلوں کے گھنگروؤں کی صدائیں کانوں میں رس گھولتی ہیں موجِ ہوا کی آمد پر پتوں کی پازیب بجتی ہے جہاں کوئل کی کوک آموں کے درختوں میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ خوشحالی کی دوڑ، سائنس کی ترقی اور انسان کی گوناگوں سرگرمیوں نے فطرت کے ماحول کو پسِ پست ڈال کر نئی دنیا بسالی ہے۔ ایسی دنیا جہاں انسانوں کی آوازیں پرندوں کی چہک اور تتلیوں کی دلربا اور خاموش اڑانیں غرض سبھی کچھ مشینوں کی ہیئت اور گھن گرج میں دب کر رہ گیا ہے مسافتیں سمٹ گئیں اور دلوں کے فاصلے بڑھ گئے ہیں آوازوں کے دھیمے سروں کی جگہ مشینوں کے شوروغل نے لے لی ہے۔ کھیت کھلیانوں کی جگہ کارخانے، درختوں کی بجائے فلک بوس عمارتیں، جنگلات کی بجائے شہر پھیل گئے ہیں۔ انسان نے پہیہ کیا ایجاد کیا کہ چرخِ کہن پر کمندیں ڈالنے لگا بیل گاڑیوں کی جگہ موٹر کاریں، ریلیں اور ہوائی جہاز ایجاد ہوگئے۔ غرض فضا میں شوروغل کا ایک انجانا سا آسیب چھا گیا ہے جہاں ان گنت آوازوں کے مہیب سائے انسان کی سماعتوں کو فکر پریشاں کی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی میں شوروغل ایک اہم اور پریشان کن مسئلہ ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

گھر کی چار دیواری ہو یا دفتر کا ماحول اسکول ہو یا کارخانہ ہر جگہ انسان کو طرح طرح کی ناگوار آوازوں نے گھیر رکھا ہے۔ سفر میں ہوں یا حالتِ آرام میں آوازوں کے سحر سے ہم آزاد نہیں رہ سکتے۔ شہروں میں بالخصوص ٹریفک کا شور قیامت برپا کرتا ہے۔ گنجان آباد علاقوں میں آوازوں کا دباؤ اتنا شدید ہے کہ ذہن اپنی صلاحیتوں سے عاری ہوتا جارہا ہے۔ اختلاج، بے چینی، چڑچڑا پن، ہذیانی کیفیت غرض دل اور دماغی امراض میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے۔
یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق پر خود ناز کیا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ آنکھ، کان اور دل کی صناعی پر فخر کیا ہے۔ سورہ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو گویائی کی صلاحیت عطا فرما کر شکرانِ نعمت کی تلقین فرمائی ہے۔ گویائی کے مقابل تو سماعت ہی ہوتی ہے۔ ورنہ ہم اپنی گفتگو دیواروں کو سنانے سے تو رہے۔ غرض سماعت کی صلاحیت ربِ ذوالجلال کا وہ تحفہ ہے جس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

آوازوں کی دنیا بڑی وسیع ہے۔ جبھی تو حضرت داؤد علیہ سلام کے ساتھ ساتھ پرندے تسبیح کرتے تھے اور پہاڑ ورد۔۔۔ آوازوں کا احاطہ انسان کی قوتِ ادراک سے باہر ہے اللہ نے آوازوں کی وسیع کائنات میں ہمارے لئے صرف مخصوص کھڑکی کھولی ہے جہاں سے ہم ایک خاص نوعیت کی آوازوں ہی کو سن سکتے ہیں۔ انسان کی صلاحتیں محدود ہیں لہذا کم یا زیادہ فریکونسی کی آواز انسان نہیں سن سکتا۔

قرآن پاک میں یوں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو نہ صرف پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم عطا فرمایا تھا بلکہ انہیں ساری دنیا کی حکومت بھی دی تھی۔ جبھی تو آپؑ نے چیونٹیوں کی ملکہ کی اس بات پر کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر گزر رہا ہے اپنے گھروں میں گھس جانا

کہیں کچل نہ دیں شکرِ خداوندی ادا کیا تھا۔ (ہم سماعت کی نعمت پر شکر کیوں نہیں کرتے)

بہرحال ہماری قوتِ سماعت محدود ہے آوازوں کے مخصوص اتار چڑھاؤ سے قطع نظر انسان کو اونچی آوازیں نہ صرف ناگوار گزرتی ہیں بلکہ وہ مضر اور موذی بھی ہیں۔

ہمارے نبی پاکؐ اونچی آواز کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے آپؐ خود بھی مدھم اور دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حضور پاکؐ کے سامنے آہستہ اور ادب سے گفتگو کرنے کے احکامات بھیجے ہیں۔ ہمارا دین بڑا مکمل اور اعتدال پر ہے۔ نامحرم کے سامنے گفتگو کرنے کے لئے عورتوں کو بالخصوص کہا گیا ہے کہ اپنی آواز میں نرمی یا کشش جان بوجھ کر پیدا نہ کریں تاکہ نامحرم کے دل کو روگ نہ لگ جائے۔

آیئے دیکھتے ہیں قرآن پاک میں آوازوں کے بارے میں کیا مذکور ہے۔

سورہ لقمان میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کو حکمت عطا فرمائی تھی تاکہ وہ شکر ادا کریں۔ نیز یہ کہ حضرت لقمانؑ کے حوالے سے ان کی اپنے بیٹے کو نصیحت کے زمرے میں یوں مذکور ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

(لقمان آیت 19)

ترجمہ:۔ اپنی آواز کو پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔

آواز کے اعتدال پر یہ پُرزور آیت ہے۔ جہاں تک گدھے کی آواز کا تعلق ہے تو وہ صدیوں کے ارتقا کے باوجود اب بھی بری ہی شمار

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتی ہے۔ البتہ بری آواز نکالنے والے والوں کو گدھے سے تشبیہ دیا جانا یہاں غیر منطقی نہیں لگتا۔۔۔۔

سائنسدان کبھی کبھی آگے چلتے چلتے الٹے قدموں بھی چلنے لگتے ہیں۔ مشینوں کی ایجادات سے شوروغل کا طوفان کھڑا کردیتے ہیں پھر رفتہ رفتہ آوازوں کے آسیب سے خوفزدہ ہو کر آواز کم کرنے والے آلات Anti Noise Devices بنانے کی فکر کرتے ہیں۔

آج بھی اگر غمِ جاناں اور غمِ روزگار سے فرصت ہو تو قدرت کے وضع کردہ ماحول میں جاکر مشینوں کی گھن گرج سے کوسوں دور قدرت کے ان سازندوں کو دیکھیں جن میں بہتے جھرنے، اڑتے پنچھی اور قدرت کے ان گنت لشکر شامل ہیں تو دل باغ باغ ہوجاتا ہے اور روح مطمئن ۔ دل کے روگی آواز کے جادو سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

شاعر حضرات تو صفِ اول کے متاثرین میں سے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مترنم آوازوں اور دلفریب گیتوں سے دیپ جل جاتے ہیں پانی میں آگ لگ سکتی ہے مثلاً آپ نے یہ اشعار ضرور سنے ہوںگے۔

لے سے اپنی وہ تو دیپ جلاتے ہیں
دشتِ جاں کو یوں بھی وہ پگھلاتے ہیں

****

اس کشورِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

دلفریب آوازوں اور مترنم و مدھر گیتوں سے قطع نظر ایسی طاقتور آوازیں جو 80db سے بڑھ کر ہوں انسانی طبیعت کو نا صرف مکدر کردیتی ہیں بلکہ اس سے ذہنی تناؤ (Tension) ہوجاتا ہے۔ اسی طرح

سانس لینے میں دشواری، ذہنی ارتعاش عارضہ قلب، گھبراہٹ، سماعت کی شکایت، متلی و قے جلد کی سوزش بہرہ پن وغیرہ سب آواز کے دباؤ کا نتیجہ ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آواز زندگی کے لئے ناگزیر ہے اللہ نے علم البیان کو عظیم نعمت قرار دیا ہے اور کفرانِ نعمت سے ممانعت فرمائی ہے۔

آیئے مختلف آوازوں کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتے ہیں۔

پتوں کی پازیب = 10 Db
ہلکی ٹریفک = 70 Db
ریل گاڑی = 90 Db
ہوائی جہاز = 120 Db

انسان کے لیئے عام طور پر 80 Db کا شور 8 گھنٹے، 90 Db کا 4 گھنٹے، 95 Db کا 2 گھنٹے، 100 Db کا ایک گھنٹہ، 105 Db کا آدھا گھنٹہ، 110 D کا 1/4 گھنٹہ، 115 Db کا 1/8 گھنٹے سے زیادہ نقصان دہ اور اذیت ناک ہے۔ روزمرہ زندگی میں رہائشی علاقوں میں شور کا اتار چڑھاؤ دن کے وقت 50 Db شام کو 45 Db اور رات کو 40 Db سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

سائنسی ترقی، صنعتی ترقی، تہذیب نو کے تقاضوں کی تکمیل اور شہروں کی گہما گہمی نے شور کو دورِ حاضر کی انوکھی آلودگی میں تبدیل کردیا ہے۔ آواز نے زندگی میں جتنے رنگ بھریے ہیں آواز کے ناگوار روپ نے دشوار زندگی کو اتنا ہی بے کیف اور اذیت ناک بنا دیا ہے۔ نئی نئی ایجادات اور روز مرہ استعمال کی مشینوں میں آوازوں کی تخفیف کے آلات لگانے ناگزیر ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مقررہ وقت سے زیادہ ایک خاص شور کے لیول میں کام کرنا بھی مضر ہے۔ اب تو دورِ حاضر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے شوروغل نے فاختہ، بلبل، کوئل اور پپیہا کو آلودگی کے آسیب سے ڈرا ڈرا کر دیہاتوں اور بچے کھچے جنگلوں تک محدود کردیا ہے۔ ہمیں آلودگی بشمول شور کی آلودگی پھیلانے کے ساتھ ساتھ یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ روزِ محشر جب پیکرِ خاکی کا ہر ہر عضو، آواز اور گویائی کی نعمت پالے گا تو ہم آلودگی کی پاداش سے بچ نہ سکیں گے۔

----بیرونِ دریا کچھ نہیں

علامہ اقبال نے برسوں پہلے قطرۂ آب کی زبان میں یوں کہا تھا

موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

سچ ہی تو ہے پانی کے حقیر سے قطروں کو جو روانی، جولانی، ولولہ اور جوش و خروش سمندر کی لہروں اور دریا کی طغیانی میں ملتا ہے اس کا جواب نہیں۔ پانی اپنے آبائی گاؤں (سمندر) سے نکل نکل کر روئے زمین پر اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتا رہتا ہے مگر ہر آن اس کا سفر سوئے منزل (سمندر) ہی ہوتا ہے دریا کا پانی چند ہفتوں جبکہ برفانی صحراؤں (Ice Caps) کا پانی لاکھوں سال میں سمندر تک آکر اپنے وطن کی سرزمین کو چھوتا ہے۔ اگر موج کے معنی خوشی، مسرت اور مزے کے لئے جائیں تو بیرونِ دریا کچھ نہیں کی آوازیں ہمیں ان گنت مچھلیوں، جھینگوں اور دیگر آبی حیات کے لبوں سے بھی ادا ہوتی ہوئی محسوس ہوں گی۔ روئے زمین پر پانی کا مقررہ ذخیرہ اتنا وسیع ہے کہ زندگی کی بقا کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ اس پانی کا چونکہ 97% حصہ سمندروں میں مقید ہے لہٰذا سمندروں میں آبی حیات کے بے پناہ ذخیرے موجود ہیں۔ دریاؤں اور جھیلوں کی صورت پانی کی نسبتاً قلیل مقدار (0.009%) پائی جاتی ہے لہٰذا آبی حیات کے ذخیرے اسی نسبت سے ملتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق 1971ء میں سمندروں سے اکہتر ملین ٹن مچھلی حاصل ہوئی۔ جبکہ 1977ء میں یہ مقدار تہتر ملین ٹن تک پہنچ گئی۔ مجموعی طور پر مچھلیوں اور دیگر معدنیات و قیمتی جواہر کی صورت دنیا بھر کے سمندروں سے سالانہ 250 بلین امریکی ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اتنا تو کسی شریف ملک کا سالانہ بجٹ ہوتا ہے...... ماہی گیری اور قیمتی جواہرات کے حصول کے ساتھ ساتھ سمندر اور دریا جہاز رانی اور رسل و ترسیل کا بے حد اہم ذریعہ ہیں۔ یوں دنیا کی اقتصادی و معاشی ترقی میں سمندروں کا کردار بے حد اہم ہے۔ کرۂ ارض کے تین چوتھائی حصے پر پھیلے ہوئے عظیم ذخیرۂ آب کو بدقسمت انسان نہایت ہی بے دردی سے آلودہ کررہے ہیں۔ سمندروں کو تو ہم نے عمرو عیار کی زنبیل سمجھ کر ہر طرح کی کثافتوں کا آخری ٹھکانہ سمجھ لیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس عظیم کشکولِ آب کا کوئی پیندا نہیں بس جو کچھ بھی اس میں ڈالیں گے خود بخود سوئے دوزخ جاکر وہاں کا ایندھن اور مکینوں کا رزق بن جائے گا۔ یہ معلوم نہیں کہ اپنے اعمالِ خبیثہ کے سبب سب کچھ ہمیں ہی نہ کھانا اور برتنا پڑجائے۔) چنانچہ ہر سال تقریباً 4.5×10^{11} ٹن آلودگیاں شاملِ آب بحر کی جاتی ہیں۔ صنعتی فضلات ہوں یا شہری علاقوں کا آبِ نکاس، فضائی آلودگی کے بادل ہوں یا جہاز رانی کی غلاظتیں سبھی کچھ سمندروں میں جا گرتا ہے۔ راوی، دریائے کابل، لیاری اور ملیر ندیاں پاکستان میں آبِ نکاس کے بہاؤ کا سا سماں پیش کرتی ہیں۔ آجکل تو تیزابی بارش کا اتنا چرچا ہے جتنا قرون اولیٰ میں وامق و عذرا، لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا اور شیریں فرہاد کا ہوا کرتا تھا فرق اتنا ہے کہ اب رومانی گفتگو کی بجائے ہم تلخیٔ ایام سے دل کو ناگوار اور طبیعت کو بیزار کرلیتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تیزابی بارش سے خشکی پر نقصانات کے ساتھ ساتھ صرف سویڈن میں 2500 جھیلیں مچھلیوں کی بقا کے لئے خطرہ ہیں جبکہ 6500 جھیلوں میں تیزابیت خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے اسی طرح ناروے میں 1750 جھیلیں مچھلیوں کے لئے جائے پناہ

نہیں رہیں میرا یوں کہنا بے جا نہ ہوگا۔

کہیں بوند امرت کی پڑتی نہیں
جھلستی ہے بارش سے اب تو زمیں
تہہ آب مچھلی بھی جیتی نہیں
تقاضا جبلت کا ہے یہ کہیں؟
سموم عناصر کی افراط ہے
سمندر نہیں جام سقراط ہے

دنیا کے مختلف سمندروں، دریاؤں اور دیگر آبی ذخیروں میں انگنت اقسام کی مچھلیاں اور دیگر آبی حیات اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ مچھلی کے گوشت کی پروٹین قدرت کا وہ انمول اور نایاب ذخیرہ ہے جس کا نعم البدل ممکن نہیں ...... یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اللہ نے پانی میں یہ خاصیت رکھ دی ہے کہ جمتے وقت پھیلنے لگتا ہے یہاں تک کہ سطح آب پر برف آجاتی ہے اور تہہِ آب پانی موجزن رہتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام پانی یک لخت منجمد ہو کر آبی حیات کو قلفی اور آئس کریم میں دبے میووں کی طرح بے حس و حرکت کرکے خاتمۂ آبی حیات کردیتا۔ یہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے۔ مچھلیوں اور آبی حیات کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے آبی ذخیروں سے بیش قیمت موتی مونگے دستیاب ہوتے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے کہ اس نے بحر میں کشتیاں اور پربت جیسے بڑے بڑے جہاز پانی چیر کر چلا دیئے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم زندگی کی دلفریبیوں سے پوری طرح لطف اندوز نہ ہوتے اور اقتصادی و معاشی خوشحالی ہم سے روٹھے ہوئے نصیب کی مانند دور ہوجاتی۔ خاکسار کے چند اشعار اس سلسلے میں پیش خدمت ہیں۔ جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

سورہ الرحمٰن کے تاثرات سے ماخوذ ہیں:

مونگوں سے موتیوں سے ہے دامن بھرا ہوا
ساگر کی جھولیوں میں ہے ساری تری عطا
نعمت کی ہو رہی ہے ہر اک گام پر شگال
جھٹلائے نعمتوں کو تری کس کی یہ مجال
پربت سے ملتے جلتے پانی کے یہ جہاز
خلاقِ دوجہان تری برتری کا راز
مخلوق کا ہے تاج تو ہی خلقِ امتیاز
اس ذات نے بنایا ہے سب کو یونہی فعال
جھٹلائے نعمتوں کو تری کس کی یہ مجال

آیئے دیکھتے ہیں بحرِ تلاطم، گنگناتی ندیوں، زمزمہ سناتے چشموں، منہ زور دریاؤں اور رومان پرور جھیلوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
(بنی اسرائیل آیت 66)

ترجمہ :۔ تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے بحر میں کشتی رواں کرتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

پانی پر کوہسار نما جہاز اور کشتیاں یوں تیرتی ہیں جیسے فضائے آسمانی میں پرندے۔ پانی کو ایسے خواص عطا فرمائے کہ دیوقامت جہاز رواں ہیں سینۂ آب پر اور سمندرو دریا میں ان گنت آبی جاندار پیدا فرمائے تاکہ ہم تازہ اور بہترین غذا حاصل کرسکیں۔ آبی حیات پر ضخیم

کتابیں موجود ہیں یہ اللہ کا کرم ہے جس نے سب کچھ ہم پر مسخر کیا۔ پھر یوں فرمایا :۔

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ (الزخرف آیت 12)

ترجمہ :۔ اور تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں۔
جہاز آمدورفت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اللہ نے آبی ذخیروں کے استعمال کو طرح طرح ارشاد فرمایا ہے۔ سورہ البقرہ کی یہ آیت بھی ملاحظہ ہو :

وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ (البقرہ آیت 164)

ترجمہ کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔

یہ آیت بھی پڑھیے اور وفورِ عقیدت سے جھومیے

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (فاطر آیت 12)

ترجمہ :۔ اور دونوں سمندر ایک سے نہیں۔ یہ میٹھا ہے خوب میٹھا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ۔ اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت اور نکالتے ہو پہننے کا گہنا اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھے کہ پانی چیرتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کسی طرح حق مانو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ کی قدرت دیکھیے کہ تلخ و شیریں پانی جگہ جگہ ملے ہوئے ہیں مگر ان میں آڑ موجود ہے۔ میٹھے اور کھارے پانی اور ان میں موجود مخلوقاتِ خداوندی انسانوں پر مسخر ہیں۔ مچھلی، جھینگے اور طرح طرح کی آبی مخلوق کے علاوہ قیمتی جواہرات کا مخزن یہی آبی ذخیرے ہیں جن سے سالانہ کئی بلین ڈالر آمدنی ہوتی ہے۔ جگہ جگہ تشکر کی بات فرمائی گئی ہے مگر ہم شکرگزاری کی بجائے ناشکری کر کے آبی ذخیروں کو آلودگی سے پامال کررہے ہیں۔ مجھے فن لینڈ جانے کا اتفاق ہوا۔ فن لینڈ اور ملحقہ ممالک مثلاً سویڈن وغیرہ میں ہفتہ میں صرف ایک دن مچھلی کھانے کا قانون موجود ہے تاکہ پارہ، کیڈمیم اور دیگر زہریلی دواؤں سے آلودہ مچھلیاں انسانوں کو ضرر نہ پہنچائیں یوں ہم نے خود ہی عرصۂ حیات آلودگی کے باعث اپنے پر تنگ کرلیا ہے۔ جاپان میں میناماٹا جزیرے میں پارے کی آلودگی سے کون واقف نہیں جہاں بلیاں آلودہ مچھلیاں کھا کر پاگل اور انسان مجنوں بلکہ ہلاک ہوگئے صنعتی فضلات اور کیمیاوی مادوں نے سمندر، دریا اور جھیلوں کی وہ بے حرمتی کی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ جہاز رانی نے بھی تیل کی آلودگی سمندروں میں برائیوں کی مانند خوب پھیلائی ہے۔ تیل بردار جہاز تو آبی ذخیروں کے لئے گویا اٹم بم کا سا درجہ رکھتے ہیں۔ بھلا اللہ سے تشکر کا یہ کونسا طریقہ ہے جو ہم نے اپنایا ہے۔ ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوا۔

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل آیت 14)

ترجمہ :۔ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا کہ اس میں

سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو اور تو اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس کہ کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور احسان مانو۔

ماہی گیری، جہاز رانی نقل و حمل کے لئے پانی کے ذریعے جو استفادہ ہوا اور ہورہا ہے اس پر شکرگزاری کا حق ہم ادا کر ہی نہیں سکتے۔ لاکھوں لوگوں کا پانی ہی سے روزگار منسلک ہے۔ اب یہ آیت بھی پڑھیے

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا (الفرقان آیت 53)

ترجمہ :۔ وہی ہے جس نے دو سمندر رواں کئے ملے ہوئے یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے، نہایت تلخ اور ان کے بیچ پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔

یہ کرشمہ پروردگار ہے کہ تلخ و شیریں پانی ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے دارِفانی میں حکم خداوندی بجا لارہے ہیں مگر ان میں قدرتی آڑ موجود ہے یہی تو حدِ ادب ہے۔

اسی طرح آبی ذخیروں سے متعلق ایک اور آیت بھی غور اور فکر طلب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (الجاثیہ آیت 12)

ترجمہ :۔ اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں کردیا دریا کہ اس کے حکم

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے کشتیاں چلیں اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور اس لئے کہ حق مانو۔

اگر اللہ نے پانی کو منفرد طبعی و کیمیاوی خصوصیات نہ دی ہوتیں تو کشتیاں تو کیا چیونٹی بھی سطح آب پر رینگ نہ سکتی۔ پھر بھی ہم اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے اسی سے ملتا جلتا مضمون درج ذیل آیات میں بھی جھلکتا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ۔

(الرحمٰن آیت 19،20)

ترجمہ :۔ اس نے دو سمندر بہائے کہ لگتے ہیں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمٰن آیت 22)

ترجمہ :۔ ان سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ۔ (الرحمٰن آیت 24)

ترجمہ :۔ اور اس کے لئے ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔

اوپر کی آیات میں سمندر دریاؤں الغرض میٹھے اور کھارے پانی میں آبی حیات سمیت بہت سی نعمتوں کی جانب اللہ نے اشارے فرمائے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر آبی حیات کو مخصوص ماحول نہ ملے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتیں۔ خشکی کے جانداروں کی نسبت آبی حیات بے حد حساس ہوتی

ہیں۔ (ہمارے معاشرے میں تو فقط شاعر اور ادیبوں کو حساس کہا جاتا ہے آبی حیات پر یہ بات بدرجہ اتم درست ہے مچھلی گویا شاعر جیسی حساس اور ادیب جیسی نرم دل ہوتی ہے۔) لہٰذا اگر صرف پانی کی PH ہی بدل جائے یعنی پانچ سے کم ہوجائے تو آبی حیات وفات پاجاتی ہیں۔ کرۂ ہوائی کی طرح سمندر کی دنیا میں بھی آکسیجن اور دیگر عناصرِ قدرت کا نظام کارفرما ہے جو آبی حیات کو ریگزارِ حیات پر رواں رکھتا ہے۔ ایک پلانکٹین کی زندگی ہو یا شارک مچھلی کی حیات زمین کی طرح سمندر میں بھی آبی حیات کا ایک منظم سلسلہ رواں دواں ہے۔ جہاں ایک خوشگوار ماحول کے ساتھ ساتھ سب ہی مخلوقاتِ آب کا توازن رہنا ضروری ہے۔ بد قسمتی سے سمندروں میں وہ آلودگی پھیلائی گئی ہے کہ آبی مخلوق کے ساتھ ساتھ آبی وسائل پر مامور فرشتہ بھی خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ عام طور پر انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں سمندروں میں یہ آلودگیاں پائی جاتی ہیں۔

Brine, pathogens, sediments, solid wastes, fresh water, toxic organic, O2 demand materials, acid, base, alkalies, displeasing gases/matter, petroleum, nutrients, radio active materials, toxiç organic etc.

ہر قسم کی آلودگی کی فہرست ہمارے اعمالِ بد کی طرح طویل ہے لہٰذا اس کا ذکر ممکن نہیں۔ عام طور پر سمندروں میں ہر سال 88 ملین ٹن تیل بہہ جاتا ہے۔ تیل میں زہریلے ہائیڈرو کاربن ہوتے ہیں۔ چونکہ تیل بے حد آہستگی سے کچھوے کی چال چلتا ہے لہٰذا آلودگی کا حملہ بھرپور ہوتا ہے تیل میں مندرجہ ذیل زہریلی دھاتیں بھی ہوتی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وینیڈیم	=	PPM 5-50
تانبا	=	PPM 0.2- 0.1
نکل	=	PPM 3 - 25
پارہ	=	PPM 0.03 - 0.1
لوہا	=	PPM 0.4 - 6.0
جست	=	PPM 0.5 - 1.0

یہ دھاتیں آبی حیات کے لئے سم قاتل ہوتی ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 1930ء میں جاپان کی چیسو کارپوریشن نے میناماٹا جزیرے کے قریب وینائل کلورائیڈ بنانے کا کارخانہ لگایا تھا۔ اس کے مائع فضلات کو سمندر میں پھینکا گیا۔ پہلے پہل تو کچھ نہ ہوا۔ زندگی خوشگوار ڈگر پر چلتی رہی پھر 1960ء میں (تیس سال بعد) جب مچھلیاں مرنے لگیں۔ بلیاں دم توڑنے لگیں حتیٰ کہ انسان پاگل اور بیمار ہونے لگے تو سخت تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ پارہ کی آلودگی شاملِ موجِ بحر ہوگئی ہے تب تک چار سو افراد (بیشتر غریب مچھیرے) لقمۂ اجل بن چکے تھے اور تقریباً دو ہزار افراد ذہنی مریض ...... بعض عناصر دیکھنے میں چمکتے دمکتے لگتے ہیں مگر عیار حسینہ کی طرح دل و جان کی سرحدوں پر بھرپور حملہ کرتے ہیں۔

اگر درج ذیل عناصر کی مقداریں مقررہ حدود سے تجاوز کر جائیں تو آبی حیات بقید نہیں رہتیں۔

آرسینک = 0.5 ملی گرام فی لٹر

کرومیم = 0.03 ملی گرام فی لٹر

سیسہ = 0.03 ملی گرام فی لٹر

پارہ = 0.2 ملی گرام فی لٹر

جست = 0.003 ملی گرام فی لٹر

یہ مقداریں اتنی کم ہیں جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ نیز اتنی قلیل مقداروں کو پرکھنے کے لئے آلات صرف حال ہی میں ایجاد ہوئے ہیں ورنہ ہم ان قاتل دھاتوں کو فقط Traces کا نام دے کر تجزیے کو حرفِ آخر سمجھتے تھے۔ پارہ ہی کے خطرناک قبیلے سے DDT کا بھی تعلق ہے اپنی سفاکی میں چنگیز خان کا ہمسر ہے۔ یہ مہلک کیمیاوی مادہ جب ایجاد ہوا تو تہذیب انسانی کے لئے ایک نعمت سے کم نہ تھا مگر آہستہ آہستہ لوگ اس کے زیاں سے آگہی پاتے رہے اور بالآخر موجد کے نوبل پرائز کو بھول کر بنی نوع انسان کاروانِ حیات کو DDT کے ہاتھوں سے بچانے کی فکر میں لگ گئے مختصر سے عرصہ میں DDT قطب شمالی سے جنوبی تک گویا زلفِ یار کی طرح پھیل گیا اور زندگی کے ان گنت چراغ گل کر دیئے۔ آبی حیات اور خصوصاً آبی پرندوں پر قیامت گزر گئی۔ اور تو اور پرندوں کی آنے والی نسلوں میں DDT کا زہر گھل گیا۔ کیلیفورنیا میں بھورے پیلیکن کی نسل رک گئی کیونکہ ان کے انڈوں کے چھلکے DDT کے زہر کے باعث اتنے نحیف و پتلے ہو گئے کہ انڈے سینے کے دوران مادہ انہیں ٹوٹنے سے بچا نہ سکتی تھی یوں DDT نے پرندوں، آبی جانداروں کی آئندہ نسلوں پر بھی شب خون مار کر تباہی پھیلادی۔ کہتے ہیں کہ اس علاقے میں DDT کی کثافت 337 PPM سے بھی زیادہ تھی۔

دراصل DDT پارہ، سیسہ وغیرہ Biomagnification کے عمل سے اپنی کثافت کو بڑھا چڑھا لیتے ہیں۔ آبی حیات میں یہ عمل دس ہزار گنا زیادہ کثافت کے لگ بھگ بھی مشاہدے میں آیا ہے۔ اگر خوراک کے تانے بانے (Food Web) کو دیکھیں تو پارہ یا اس قبیلے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے دوسرے مادے کی کثافت اگر فصلوں میں ایک مناسب حد تک ہے تو چارہ کھانے والی سنڈھی پر بسر کرنے والے پرندے میں مزید زیادہ حتیٰ کہ پرندے کو کھانے والے جاندار میں مزید برآں کثافت میں اضافہ ہوتا ہی جاتا ہے۔ یوں سوراک کے پانچ درجوں Trophic levels میں یہ مقداریں بڑھتی ہی رہتی ہیں۔ آبی حیات کے لئے یہ سلسلہ اور بھی گمبھیر ہوجاتا ہے۔ اگرچہ سمندر کے پانی میں سیسہ یا پارہ کی مقدار فقط 0.2 ملی گرام فی لیٹر ہی کیوں نہ ہو Biomagnification کے عمل سے مچھلیوں کی مختلف اقسام میں یہ مقداریں ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ منیاماٹا جزیرے میں مچھلیاں کھا کر بلیاں مرگئیں اور انسان پاگل ہوگئے-----

عجیب و غریب بات یہ ہے کہ Biomagnification کا عمل ایک ہی جاندار کے مختلف اعضاء میں کثافت کو مختلف انداز سے پھیلاتا اور بڑھاتا ہے۔ ماحول کے متوالوں نے سیسہ کی آلودگی پر تجربہ کے لئے پانی میں اس کی کثافت 0.1 ملی گرام فی لیٹر رکھی۔ اور ایک آبی جاندار (Mussle) پر 13 دن تک تجربہ کیا۔ مختلف اعضاء کا تجزیہ کچھ یوں نکلا۔

Kidney = 850 microgram / dry wt..

Foot = 13 microgram / "

Muscle = 8 microgram / "

gills = 50 microgram / "

V.Sceria = 40 microgram / "

یوں ایک ہی جاندار کے مختلف اعضاء میں کثافت سینکڑوں گنا

سے کئی گنا تک بڑھ گئی۔ ایک پیچیدہ بات یہ ہے کہ پارہ اور دوسرے عناصر بڑھ چڑھ کر کثیف ہونے کے اس عمل میں براہ راست ان اعضاء پر حملہ کرتے ہیں جو جسم کا دفاع اور اس کی بقا کے ضامن ہیں مثلاً گردے وغیرہ۔ یوں زندگی کی سرحدوں پر ان عناصر کا حملہ پسپا کرنا دشوار تر ہوجاتا ہے۔

ایک جاندار سے دوسرے میں اور پھر ایک ہی جاندار کے مختلف اعضاء میں کثافت کے بدلتے ہوئے زہر زندگی کی گتھیاں سلجھنے نہیں دیتے پھر اگر پارہ، سیسہ، کیڈمیم وغیرہ کئی عناصر ایک ہی وقت میں آلودگی کی سرحدوں سے حملہ آور ہوجائیں تو معاملہ بہت ہی پیچیدہ ہوجاتا ہے۔ آبی حیات کی ان گنت نسلوں پر آلودگی کے اثرات کا ادراک انسان کی دسترس سے فی الحال باہر ہے۔

روئے زمین پر دندناتے دریا اپنا حاصلِ سفر پانے کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی نمکیات اور دھاتوں سمیت سمندر کی گود میں لاکر امانت کا حق ادا کردیتے ہیں سمندر کی جھولیوں میں ماہرین کے مطابق اتنا نمک ہے کہ ایک ہزار ملین سال کے لئے دنیا بھر کے لئے وافر ہے۔ اسی طرح مولیبڈینم، یورینیم، کوبالٹ کے سمندری ذخائر ایک ملین سال کے لئے کافی ہوں گے جبکہ نکل اور تانبے کے بحری ذخائر ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے کے لئے انسانی ہوس کو پورا کرسکتے ہیں۔ مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے۔ سمندروں سے یوں دھاتیں حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے بھی مشکل ہے۔ اگر صرف 0.003 فیصد جست حاصل کرنے کے لئے سمندر کی آب کشی (بہ وزن کان کنی) کی جائے تو پانی کو اس عمل سے گزارنے کے لئے اتنا بڑا کارخانہ لگانا

toobaa-elibrary.blogspot.com

پڑے کہ دریائے ستلج، راوی، جہلم، چناب اور سندھ کے پانیوں کو چھانتے کا کھٹن عمل ضروری ہے۔ دنیا کے دریاؤں سے ہر سال 3000 ٹن کے لگ بھگ پارہ سمندروں میں جاتا ہے انسان نے اس سے کہیں زیادہ اس میں بہا کر نہ لے جائے کیوں پانی کو اور بھی کثیف اور زہر آلود کردیا ہے۔ ہم سمندروں میں زہریلے عناصر ڈال ڈال کر آبی حیات کو ختم تو کرسکتے ہیں مگر ان دھاتوں کا دانشمندانہ حصول کان کنی کی بجائے آبی ذخیروں سے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ پھر یہ سفاکی اور شاہ خرچی کس کام کی۔

دورِ حاضر میں انسانی آبادی کئی بلین سے تجاوز کرچکی ہے۔ پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور جنگلات کے بعد زمین کا نہایت قلیل حصہ قابل کاشت ہے۔ خوراک جیسے اہم عنصرِ حیات بلکہ تقاضائے حیات کے لئے بالآخر انسانوں کو مستقبل میں سمندروں کا رخ کرنا پڑیگا جہاں سے مچھلیوں اور دیگر آبی حیات کے ساتھ ساتھ تیل اور دیگر معدنیات مل سکیں گی۔ اگر ہم نے سمندروں کو عمرو عیار کی زنبیل سمجھ کر صنعتی فضلات، کیمیاوی مادوں اور ہر طرح کی آلودگی سے بھردیا تو سمندروں سے ہم قیمتی عناصر یوں ڈھونڈ رہے ہوں گے جیسے مکروہ چیل، کوے اور گدھ کچرے دان سے اپنا رزق ....

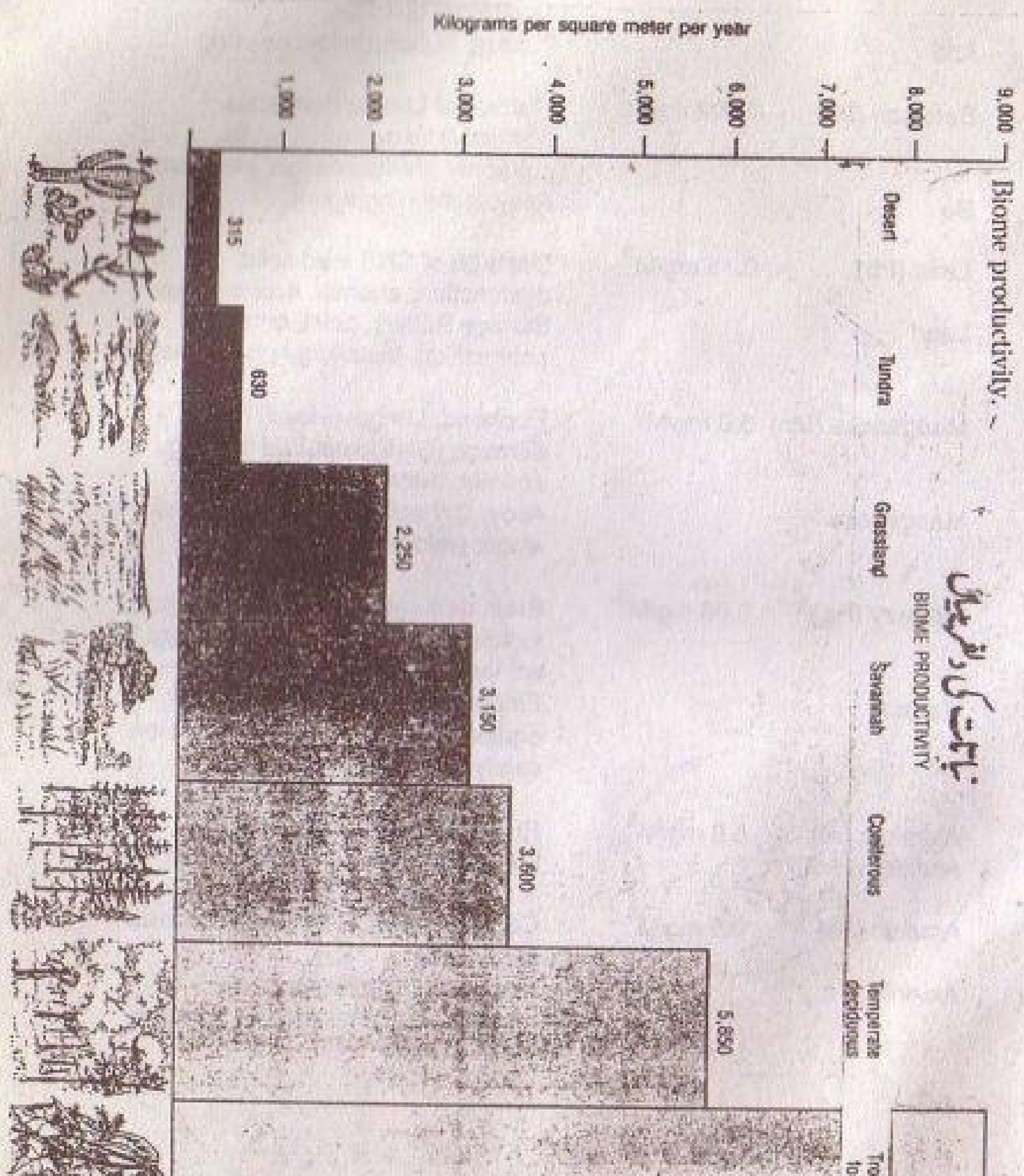

toobaa-elibrary.blogspot.com

Sources	TLV(8 Hous)	Ailments/Diseases/Application
Antimony	0,5 mg/M^3	Gastrointestinal, Heart disorder respiratory disorder,
Anti		Pottery, Rubber, alloy, coloring
Berelium (Be)	0.002 mg/M^3	Fibrosis of Lungs, dermatitis confuctiveness, penumonitis, pulmonry grar.ulomation, skin ulcer
Be		Alloy, hardening agent.
Lead (Pb)	0.15 mg/M^3	Damage of CNS lead colic, dysfunction, anemia, liver damage
Lead		Storage Battery, paint, ceramics ammunition, Metallurgy petrol/ gasoline
Manganese (Mn)	5.0 mg/M^3	Euphorid, Lungoverload, Nerve damage (CNS) impaired hearing, anemia, metal fever influenza
Manganese		Alloy, Dry cell, glass ceramics, rubber, wood, welding rods, ink.
Mercury (Hg)	0.05 mg/M^3	Brain damage, psychic disturbance indicison, stmatitis Lack of co-ord., wt. loss, insomina, CNS damage
Mercury		Electrical apparatus, Ind. control equipments Agriculture Ind. poision, calalyst antifouling paints
Alumium (Al)	5.0 mg/M^3	Pulmonary Fibroses
Alumium		Metullurgy, aviation, composites
Arsenic (As)	0.5 mg/M^3	Cancer, Irritant to skin and mucosis membrane
Arsenic		Metallurgy, pigments, glass insecticides, fungicides Cu-Pballoy roden poision

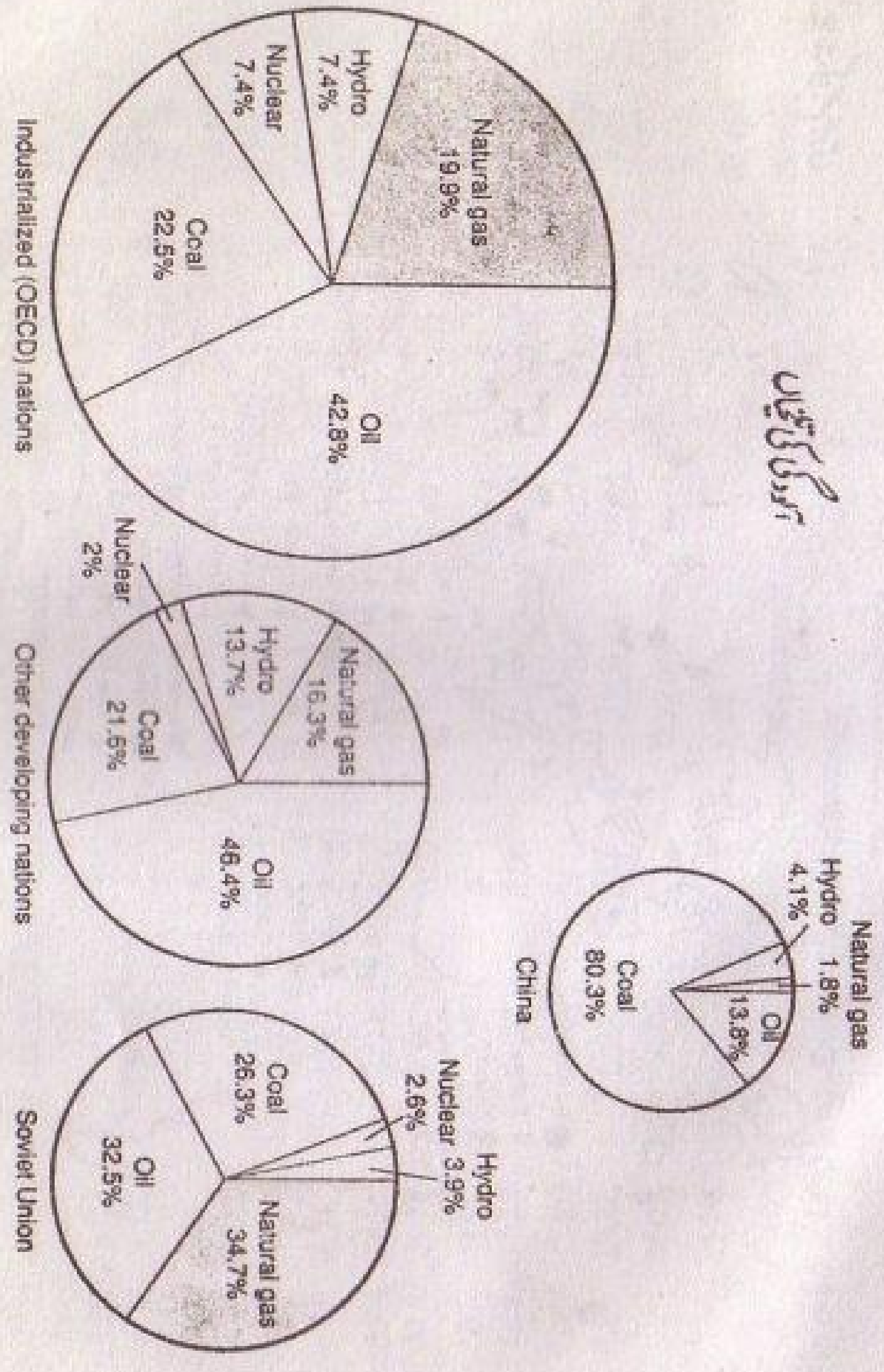

toobaa-elibrary.blogspot.com

نباتات کے عالمی ذخیرے

Global vegetation 1985 to 1987

	Trop forest	Evergreen	Deciduous	Tundra	Grassland	Semi-desert	Alpine desert	Desert	Total
Asia and Europe	1268 2.30	2314 4.19	11639 21.08	3155 5.71	20151 36.49	7149 12.94	1232 2.23	8319 15.06	55226
Oceania	349 4.10	853 10.03	384 4.52	0 0.00	1851 21.76	4284 50.36	0 0.00	785 9.23	8507
North America	480 1.98	1492 6.15	6066 25.01	676 2.78	9810 40.45	4147 17.10	6 0.03	1576 6.50	24253
South American	5334 30.87	5485 31.75	1727 9.99	0 0.00	2625 15.20	1122 6.49	279 161	704 4.08	17274
Africa	550 1.88	3461 11.85	4372 14.97	0 0.00	7313 25.04	3274 11.21	3 0.01	10231 35.03	29204
Total	7981 5.94	13605 10.12	24188 17099	3831 2.85	41750 31.05	19976 14.86	1520 1.13	21615 16.07	134465
Total		34.0%			33.9%			32.1%	
FAO		31.2%			35.4%			33.4%	
		Forest			Grassland			Desert	

Upper value is area x 1000 km2, lower value is percentage.

****

حیات کی جنم بھومی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قدم بقدم

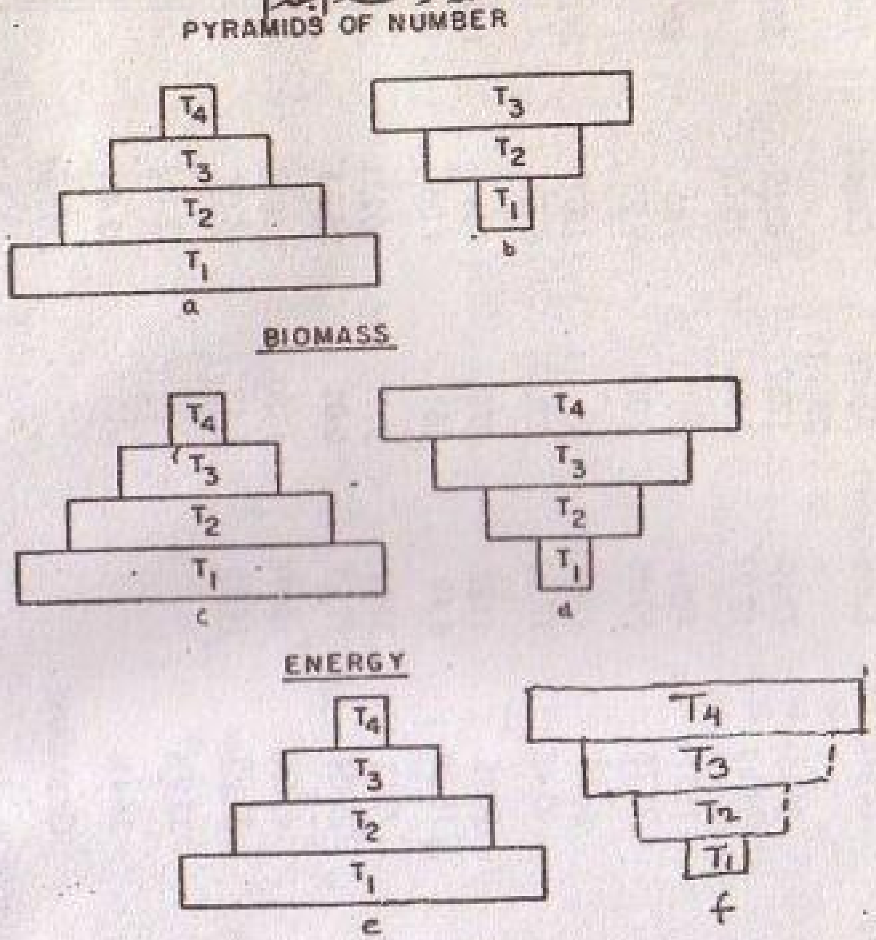

Ecological pyramids ; pyramids of numbers (a) in grassland and cropland, (b) Forest; pyramids of biomass (c) forest and grassland, (d) oceans; pyramid of energy (e) forest and grassland, (f) oceans T_1, T_2, T_3, and T_4 are the various trophic levels.

پانی اور کفرانِ نعمت

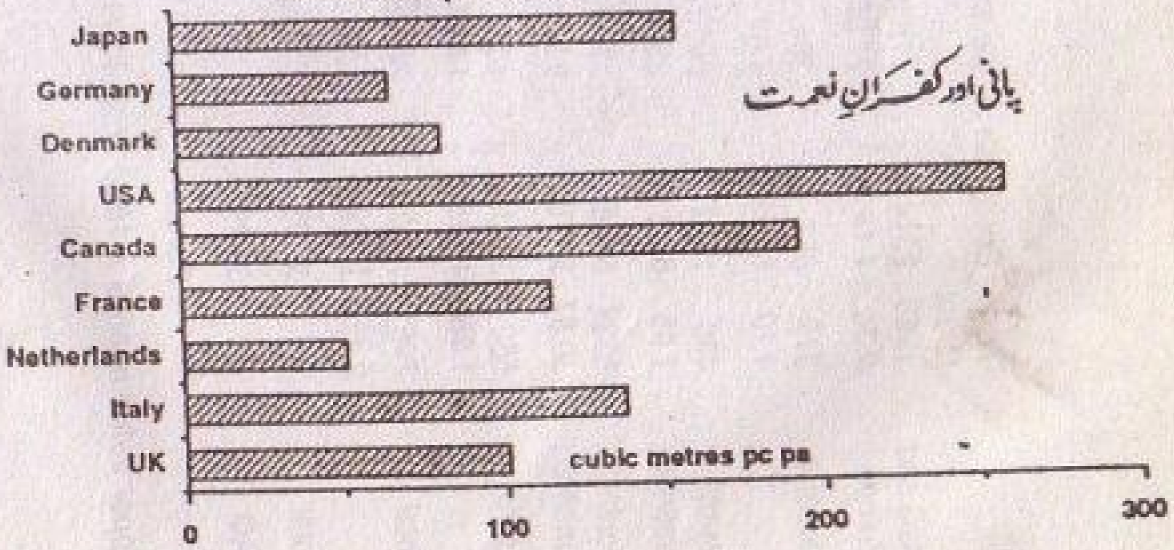

Major Functions of Some Plant Nutrients

عناصر کی شعبدہ بازی

Macronutrients

Nitrgen

1.Gives plants a dark green color
2.Makes vegetables more juicy
3.increases leaf and stem growth
4. Aids in seed production in range grasses
5. Increase the quality of bread made from wheat
6. Required for protein synthesis

Phosphorus

1. Stimulates root formation and growth
2.Encourages flower development polination, and seed formation
3. Improves winter hardness
4. Aids in formation of legume nodules

Potasssium

1.Imparts plant vigor and diseas
2. Produces strong stems
3. Improves winter hardness
4. increases grain size
5. Aids in sugar transport

Micronutrients

Iron

1. Very important for chlorophyll formation
2. Vital in enzyme activity

Manganese

1. Assists in chlorophyll formation
2. Accelerates seed germination
3. Increases vitamin content

Boron

1. Essential for polination and reproduction
2. important in flower and seed formation
3. Aids in providing tissues with oxygen

Molybdenum

1. Essential for nitrogen-fixing bacteria in root modules of tegumes
2. Important in protein synthesis
3. Important in vitamin formation
4. Important in speeding up certain types of chemical reactions

****

زمین کی شکست و ریخت کی جھلکی

Earth processes	Some Typical Rates
Erosion	
Average U.S. erosion rate	*6.1 cm per 1,000 years*
Colorado River drainage area	*16.5cm per 1,000 years*
Mississipi River drainage area	*5.1cm per 1,000 years*
N.Atlantic drainage area	*4.8cm per 1,000 years*
Pacific slope (Calif.)	*9.1cm per 1,000 years*
Sedimentation	
Colorado River	*281 millionmetric tons per year*
Mississippi River	*431 millionmetric tons per year*
N. Atlantic coast of U.S.	*48 millionmetric tons per year*
Pacific slope (Calif.)	*76 millionmetric tons per year*
Tectonism	
Sea-floor spreading	
N. Atlantic	*2.5cm per year*
E. Pacific	*7 to 10cm per year*
Faulting	
San Andress (Calif.)	*1-5cm per year*
Mountain uplift	
Cajon Pass, San Bernardino Mts. (Calif.)	*1cm per year*

Thickness of the layer of surface of the continental United States per 1.000 years
Includes solid particles and dissolved saltd
Source The Earth and Human Affairs by the National Academy of Sciences Copyright @ 1972 by the National Academy of Sciences (Canfield Press) By permission of Harper & Row. Publishers.

لقمۂ تر اور زہریلے مادے

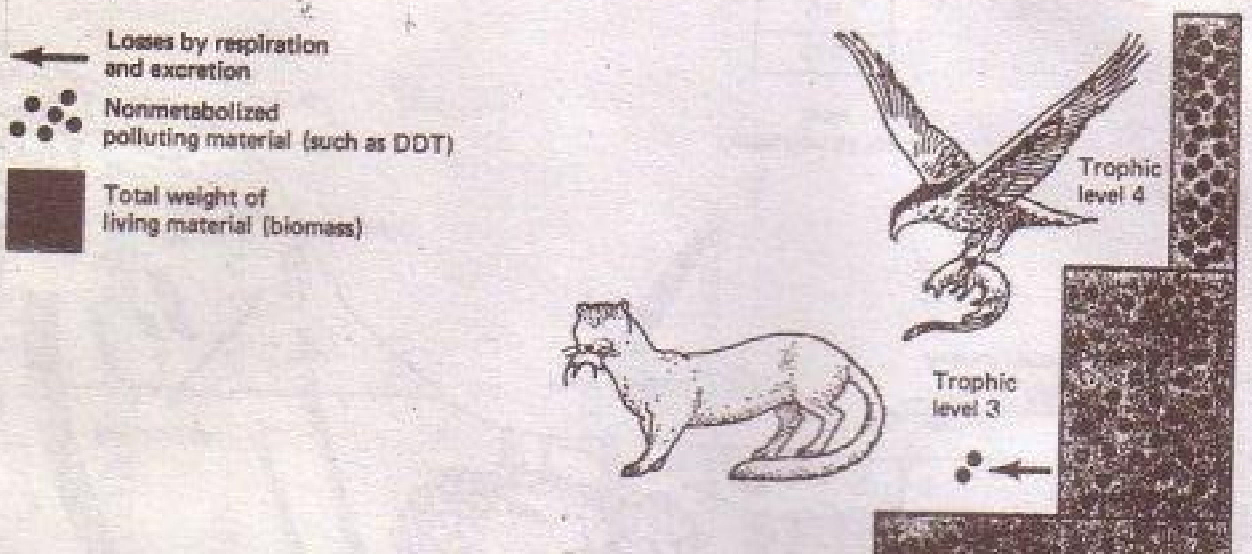

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

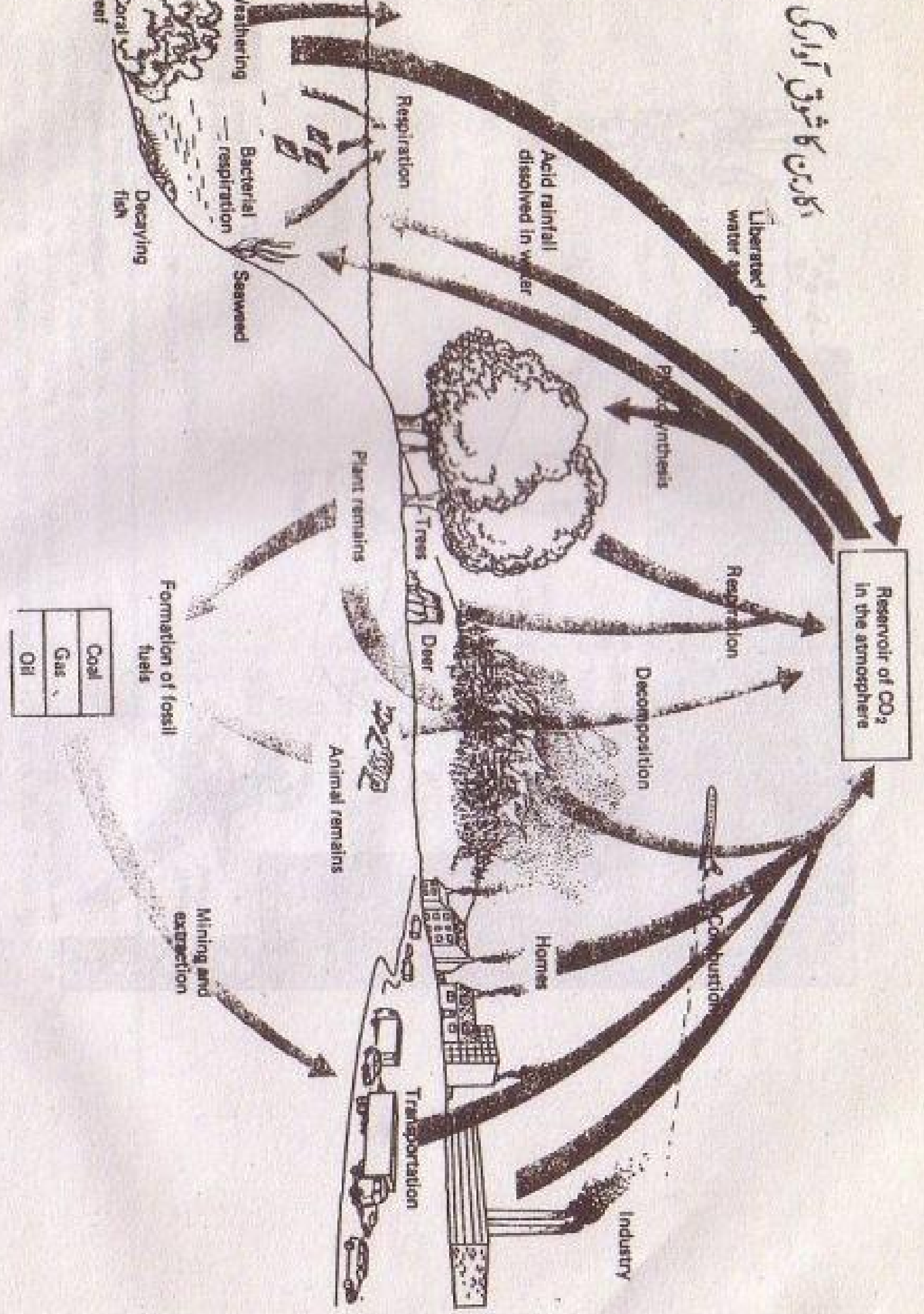

نظام شمسی کی برادری اور فضا

(Partial pressure)

GAS	VENUS	EARTH	MARS
CO2	9600	0.3	5.0
N2	3500	780	0.05
O2	----	210	0.1

توانائی کا استعمال

(Tons Coal Equivalent)

	مقدار	فی صد
تیل	2500	41.4
گیس	1040	170
کوئلہ	1500	24.0
لکڑی	600	9.9
ایٹمی	50	0,8
آبی	-----	-----
کل	6050	

toobaa-elibrary.blogspot.com

THE LEVEL OF HEAVY METALS IN SHRIMPS

آبی حیات رو بہ وفات PAKISTAN

Metal	Range Min.	(ppm) Max.
Hg	0.034	0.209
Cd	0.818	22.624
Cr	0.93	17.05
Pb	0.584	7.589
As	0.241	1.652
Sb	0.029	2.518
Zn	25.00	478.00

THE LEVEL OF HEAVY METALS IN FISH

Metal	Range Min.	(ppm) Max.
Hg	0.006	0.299
Cd	0.008	2.117
Cr	0.44	10.11
Pb	0.092	7.416
As	0.003	4.591
Sb	0.019	7.416
Zn	15.00	292.000

THE LEVEL OF HEAVY METALS IN LOBSTER

Metal	Range Min.	(ppm) Max.
Hg	0.004	0.078
Cd	1.434	3.283
Cr	0.76	2.90
Pb	0.362	1.394
As	0.581	1.323
Sb	0.038	0.266
Zn	27.000	195.000

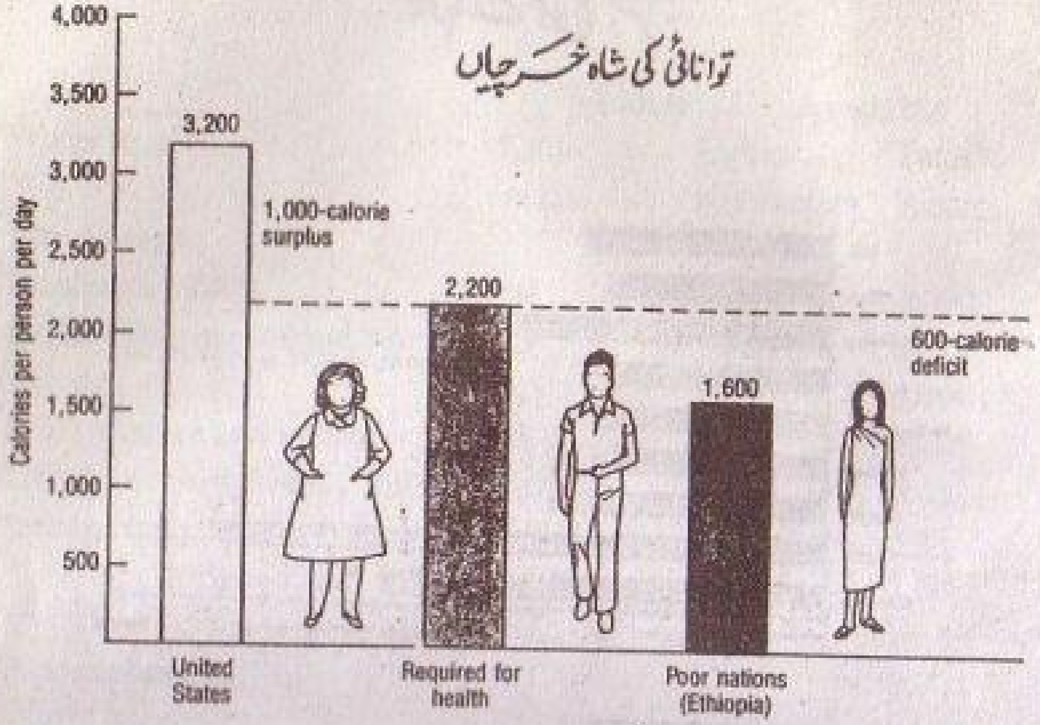

قدرتی گیس کی نعمت

	Reserves millards of m^3	Annual Production (millards of m^3) average 1963-67	1971	1973	1977
Total World	49,900	707	1,142	1,260	1,395
USA	7,895	462	637	636	564
USSR	18,010	125	212	232	346
CANADA	1,571	35	71	89	74
NETHERLANDS	2,500	3	44	144 +	97
ALGERIA	4,417	1.5	3	3.4	10
IRAN	3,681	1	16	20	22
SAUDI ARABIA	1,918	- -	- -	- -	- -

+ : Total Western Europe

toobaa-elibrary.blogspot.com

کارہائے نوعِ بشر

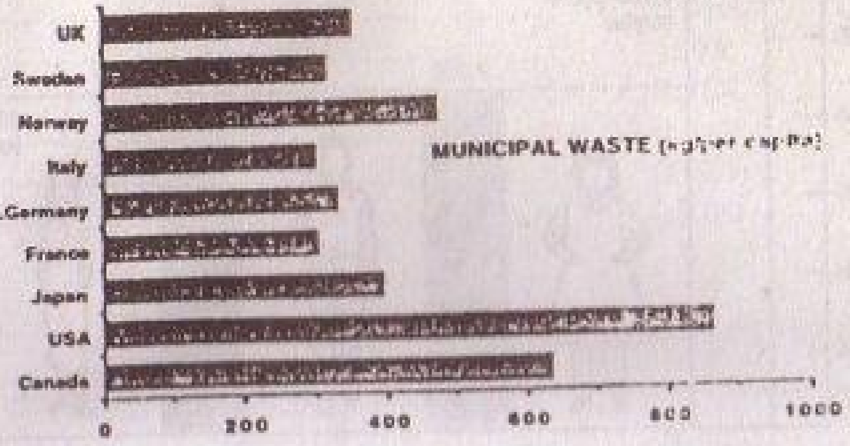

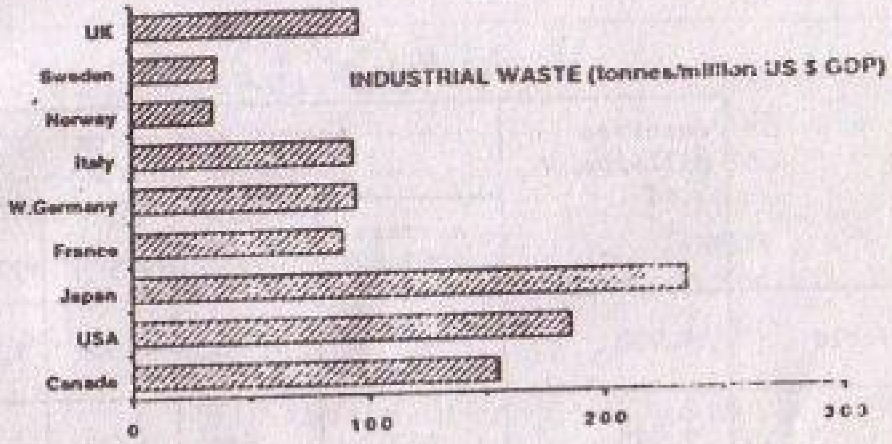

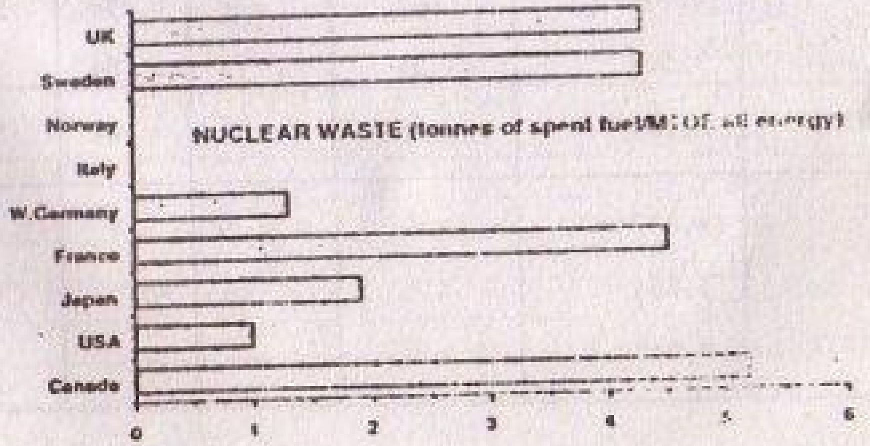

کرۂ ارض کا آبی ذخیرہ

Water item	Volume Cubic miles	Available Cubic Kilometers	Total% Water
Land areas			
Freshwater lakes	30	125	0.009
Saline lakes and inland seas	25	104	0.008
Rivers	0.3	1.2	0.0001
Soil moisture and vadose water	16	67	0.005
Gr, ndwwtr to 4,000m (13000 ft)	2,000	8,350	0.61
Icecaps and glaciers	7,000	29,300	2.41
Sub-Total	**9,100**	**37,800**	**2.80**
Atmosphere	3.1	13	0.001
World oceans	317,000	1,320,000	97.3
Total	**326,000**	**1,360,000**	**100**
Annual evaporation			
From world ocean	85	350	0.026
From land areas	17	70	0.005
Total	**102**	**420**	**0.031**
Annual precipitaion			
On world oceans	78	320	0.024
On land areas	24	100	0.007
Total	**102**	**420**	**0.031**
Annual runoff to oceans from			
Rivers and icecaps	9	38	0.003
Gr,ndwtr outflow to ocean	0.4	1.6	0.0001
Total	**9.4**	**39.6**	**0.0031**

Source : Source Env. Systems By Judit Bower

****

toobaa-elibrary.blogspot.com

ذخیرۂ آب کی مدت قیام

Residence times of some selected materials

Earth Materials	Some Typical Residence Times
Atmosphere circulation Water vapor	10 days (lower atmosphere)
Carbon dioxide Aerosol particles	5 to 10 days (with sea)
Stratosphere (upper atmosphere)	Several months to several years
Troposphere (lower atmosphere)	One week to several weeks
Hydrosphere circulation	
Atlantic surface water	10 years
Atlantic deep water	600 years
Pacific surface water	1,300 years
Terrestrial groundwater Biosphere circulation"	150 years (above 760 in depth)
Water	2,000,000 years
Oxygen	2,000 years
Carbon Dioxide Seawater constituents"	300 years
Water	44,000 years
All salts	22,000,000 years
Calcium ion	1,200,000 years
Sulfate ion	11,000,000 years
Sodium ion	260,000,000 years
Chloride ion	Infinite

" Average time it takes these materials to recycle with the atmosphere and hydrosphere. Source The Earth and Human Affairs by the National Academy of Sciences Copyright @ 1972 by the National Academy of Sciences (Canfield Press) By permission of Harper & Row, Publishers.

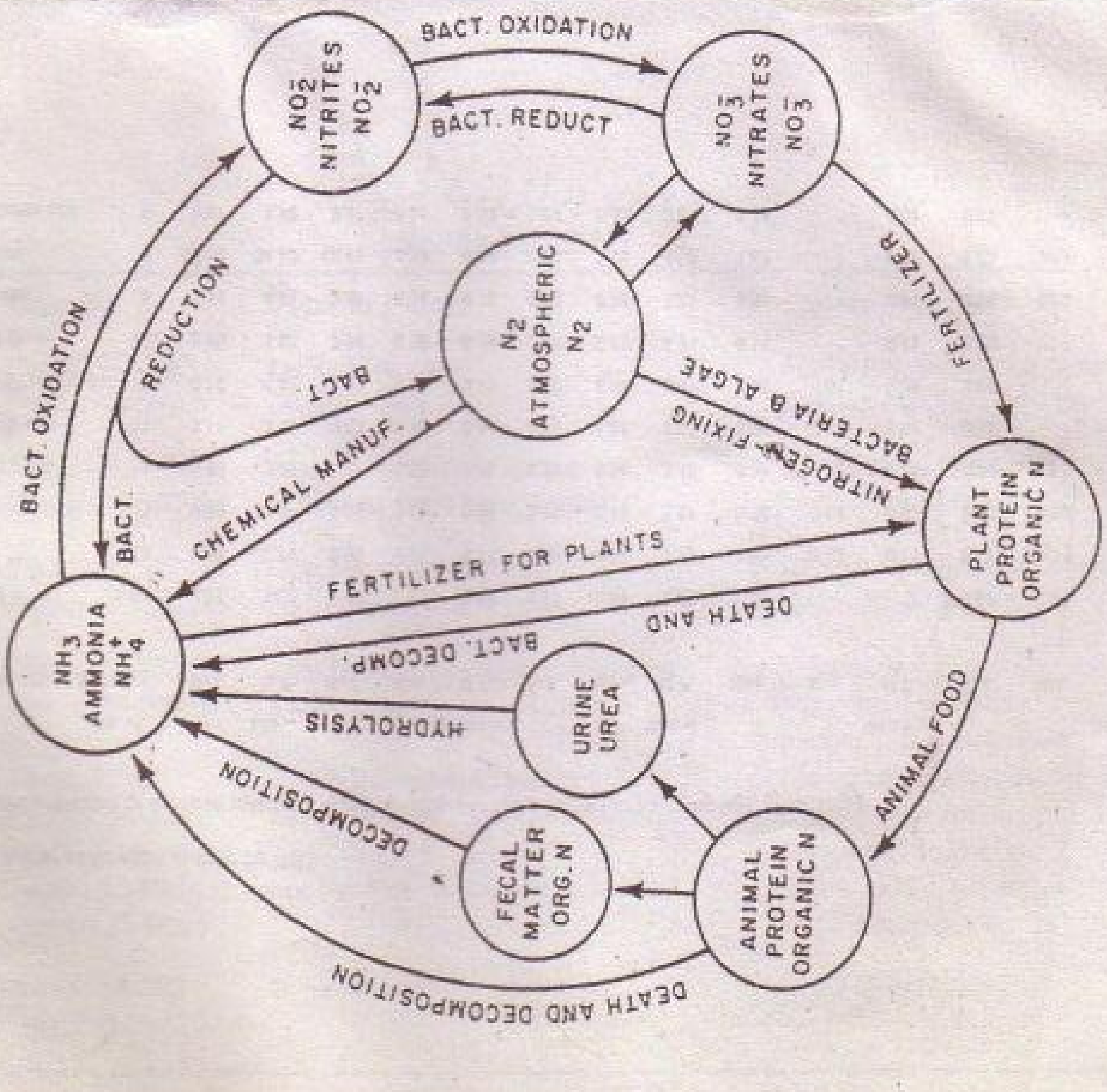

toobaa-elibrary.blogspot.com

Toxic trace metal estimation in food by ASS

Range of concentration of metallic residues found in different food commodities (mg/kg). (Pakistan)

S.No.	Commodity	No. of Samples	Lead			Cadmium			Nickel			Mercury			Areesnic		
			Min.	M.P.	Max.	Min.	M.P.	Max.	Min.	M.P.	Max.	Min.	M.P.	Max.	Min.	M.P.	Max.
1.	Wheat	13	0.07	1.20	1.65	0.11	0.18	0.25	0.61	2.00	2.37	*	*	0.07	0.04	0.10	0.21
2.	Rice	15	0.29	0.71	0.90	0.04	0.11	0.18	0.31	1.12	1.63	0.02	0.11	0.17	0.11	0.13	0.21
3.	Maize	13	0.43	0.81	1.24	0.06	0.09	0.16	0.49	2.87	3.78	0.01	0.03	0.07	0.10	0.11	0.21
4.	Pulses gram	11	0.79	1.23	1.51	0.08	0.16	0.32	0.59	3.49	5.36	*	0.04	0.08	*	0.20	0.24
5.	Mash (Black)	11	1.13	3.11	3.83	0.10	0.14	0.18	1.58	4.00	5.66	0.04	0.03	0.05	*	0.10	0.16
6.	Mong (Green gram	12	0.72	0.93	1.57	0.09	0.13	0.17	0.99	2.87	3.46	0.01	0.02	0.04	*	0.03	0.09
7.	Masur (lentil)	12	0.60	1.83	2.14	0.09	0.12	0.17	0.99	4.31	6.11	*	0.41	0.63	*	0.09	0.19
8.	Coriander	5	2.41	2.71	3.38	0.14	0.19	0.23	2.76	3.21	5.64	*	0.11	0.16	0.20	0.13	0.21
9.	Turmeric	2	23.17	34.20	43.48	0.19	0.13	0.21	1.13	1.00	1.62	*	0.02	0.03	0.11	0.10	0.20
10.	Vegetables and fruits	9	0.57	1.92	3.27	0.01	0.03	0.07	0.12	0.21	0.38	*	0.01	0.02	—	—	—

زمین اور اس کے لختِ جگر

Biome Summary

Biome	Climate	Typical Plants	Typical Animals
Tundra	Temp: - 57-16C Precip: 10.50-cm	Lichens, moses Dwarf willows	Ptamigan, snowy owl, lemming, caribou, musk ox, Artic fox
Coniferous forest	Temp :- 54-21 C Precip 35-600 cm	Black spruce, white spruce, balsam fit, white birch, aspen	spruce budworm, tussock moth moose, snowshoe hare, lynx
Deciduous forest	Temp -30-38C Precip : 60-225cm	Oak, hikory, beech, maple, black walnut, yellow poplar.	White-taled deer, gray squisrel skunk, opossum, black bear.
Grassland	Temp : 40-60C Precip: 30-200cm	Little and big bluestem, grama grass buffalo grass	Meadowtark, Burrowing owl, pronghorned antelope, badger, jackrabbit, cyote.
Desert	Temp: 2.57C Precip : 0-25 cm	Prickly pear cactus, saguaro cactus, Creosote bush, mesquite, saqebush	Diamond-Backed rattlesnake, Gila monster, roadruner, Kangaroo rat. Wild pig
Savannah	Temp : 13-40C Precip : 25-90cm	Baobab tree, acacia tree, grasses	Zebra, giraffe, wildebeest, elephant, antelope
Tropical rain forest	Temp : 18-35C Precip : 125-1250cm	Great Diversity	Great Diversity

toobaa-elibrary.blogspot.com

Transfer rates of various trace elements to man!!

	Consumption rate (g d-1)*	Contra-tion (µg g-1)**	Intake rate (µg d-1)	Fractional absorption	Uptake rate (µg d-1)
Nickel					
food	1 200	0.18	160	0.05	8
water	1.2	8	10	0.05	0.5
air	20	20	0.4	0.3	0.1
				Total	8.6
Arsenic					
fish	25	3.6	90	0.9	91
other foods	1 200	0.03	40	0.9	36
water	1.2	1.2	1.4	0.9	1.3
air	20	20	0.4	0.3	0.1
				Total	120
Lead (adult)					
food	1 200	0.09	110	0.1	11
food contact	0.06	1 000	60	0.1	6
water	1.2	10	12	0.1	1
air	20	2 000	40	0.2	8
				Total	26
Lead (child)					
food	750	0.09	70	0.25	18
food contact	0.04	1 000	40	0.25	10
dirt on hands	0.02	2 400	48	0.25	12
water	1.3	10	13	0.25	8
air	6	1 000	6	0.4	2
				Total	45
Cadmium					
food	1 200	0.025	30	0.05	1.5
air	20	30	0.6	0.25	0.2
				Total	4·7
Mercury					
fish	25	0.4	10	1.0	10
other foods	1 200	0.004	5	0.25	0.25
air	20	7	0.14	0.7	0.1
				Total	10.4

Source: Control Tech. in Steel Industry Brazil 1985
* water (gd-1), air (m3 d-1)
** water (µg d-1), air (ng m-3)

خوراک کے تانے بانے

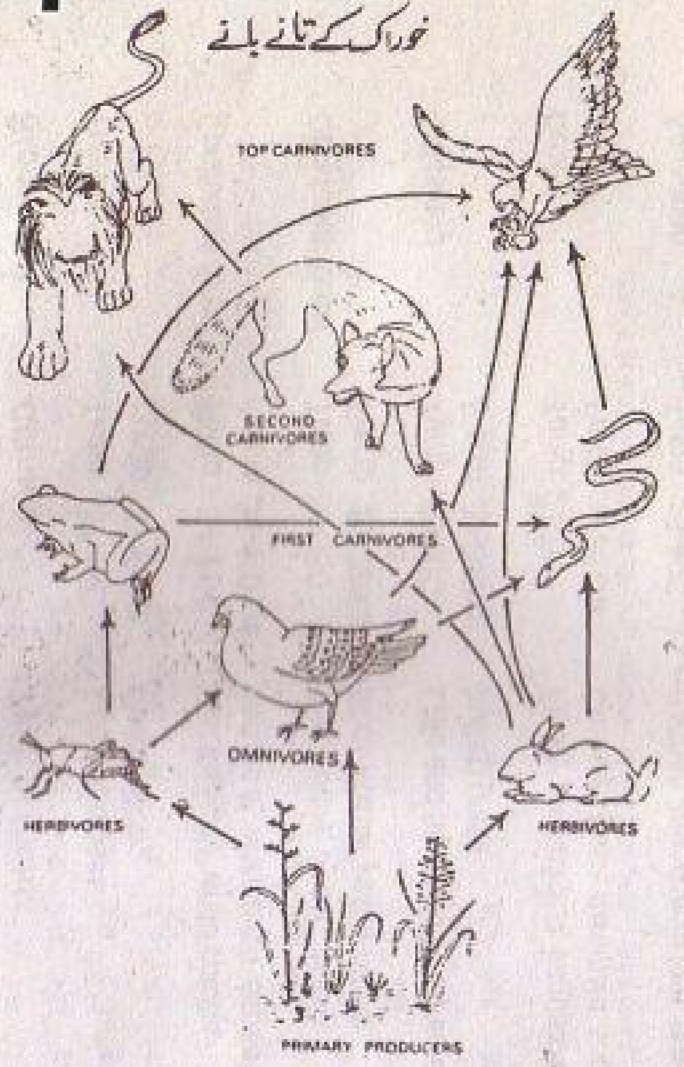

Food web in a grassland ecosystem.

The global flow of energy.

سورج کو سلام

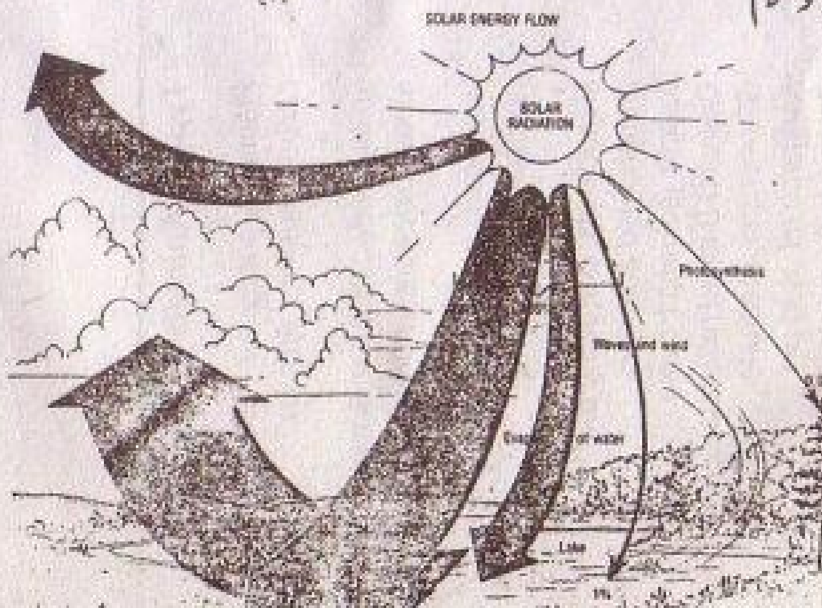

toobaa-elibrary.blogspot.com

THE LEVEL OF HEAVY METALS IN CRABS

Metal	Range Min.	(ppm) Max.
Hg	0.010	0.620
Cd	0.192	73.113
Cr	0.3	29.54
Pb	0.018	8.210
As	0.176	3.650
Sb	0.00	1.977
Zn	16.00	704.00

PERMISSIBLE LIMIT OF TRACE METALS

Metal	Sea Food ppm	Fresh Water ppm
Mercury	0.5	0.002
Arsenic	6.0	0.05
Cadmium	1-2	0.01
Lead	6.0	0.05
Cr	-	0.05

Source:

1. Phillips D.J.H. etal Environmental Pollution, Vol. 3, No. 1, 1982.

2. Encyclopedia of Chem. Technology (3rd Edition) by Kirk-Othomer.

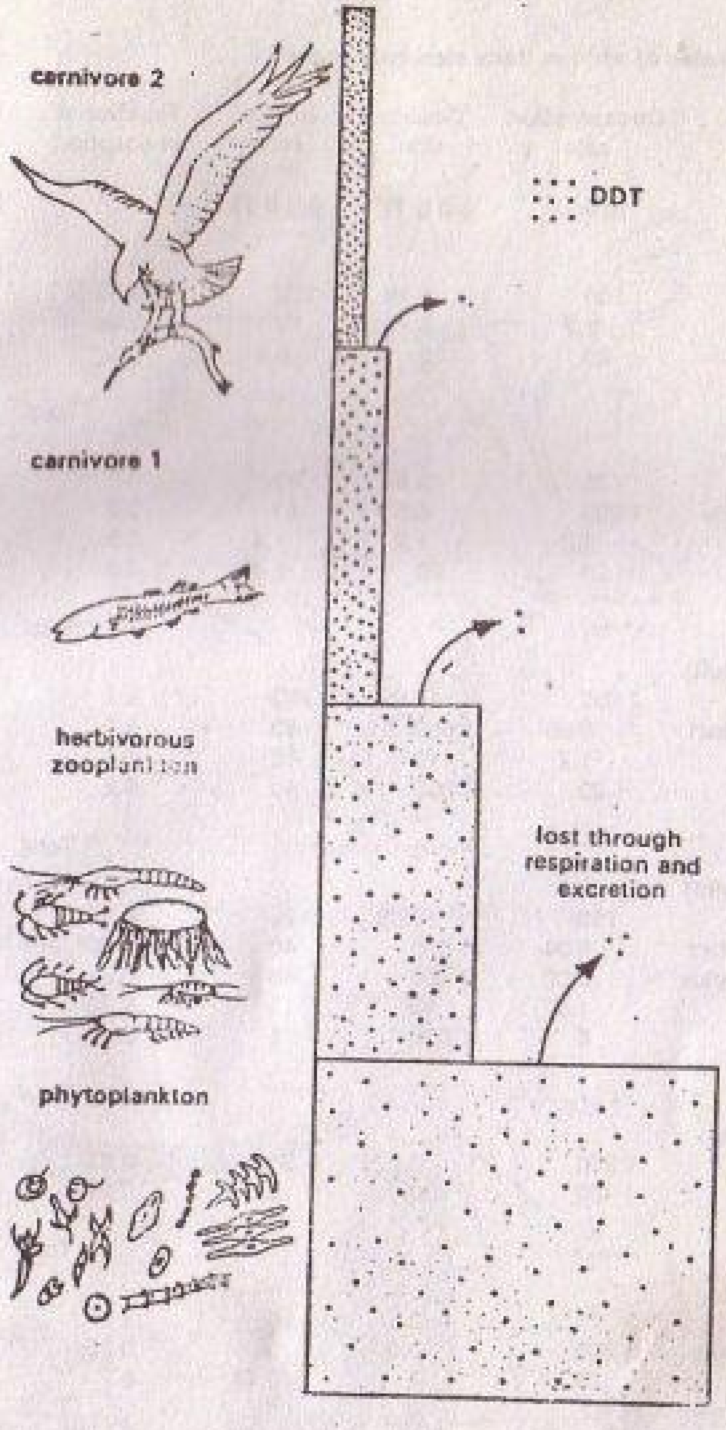

Biomagnification of pesticides in the food chain.

toobaa-elibrary.blogspot.com

HEAVY METAL CONCENTRATIONS (PPM, WET WEIGHT) IN LOCAL SHELLFISH AND FINFISH (VALUES SHOWN ARE MEANS : RANGES ARE SHOWN IN PARENTHESIS).

NAME	Fe	Cu	Mn	Co	Cd	Pb
Prawn1	(12.675)	(2.56)	(0.431)	(0.263)	(0.146)	(0.004)
Prawn2	(8.656)	(1.735)	(0.528)	(0.219)	(0.061)	(0.009)
Crab	(7.812)	(4.31)	(1.088)	(0.028)	(0.032)	(0.012)
Lobster	(2.714)	([illegible].358)	(0.112)	(0.086	(0.078)	(0.002)
Kalari	(3.168)	(2.345)	(2.217)	(0.045)	(0.053)	(0.002)
Snapper	(4.456)	(0.384)	(0.326)	(0.195)	(0.014)	(0.084)
Mackerel	(4.587)	(0.279)	(0.180)	(0.198)	(0.015)	(0.052)
Thread fin	(4.675)	(0.346)	(0.255)	(0.183)	(0.015)	(0.127)
Silver omfet	(3.728)	(0.337)	(0.564)	(0.228)	(0.013)	(0.081)
Tonguesole	(9.756)	(0.292)	(0.690)	(0.137)	(0.030)	(0.243)
Sea Catfish	(0.148)	(0.561)	(0.0383)	(0.137)	(0.030)	(0.243)
Black Pomfret	(7.165)	(0.487)	(0.331)	(0.151)	(0.039)	(0.146)
Sea bream	(5.620)	(0.506)	(0.2.71)	(0.246)	(0.024)	(0.103)
Grunts	(4.918)	(0.436	(0.355)	(0.147)	(0.049)	(0.225)
Sardine	(15.745	(0.611)	(1.272)	(0.339)	(0.028)	(0367)
Hilsa shad	(9.395)	(0.854)	(0.976)	(0.228)	(0.0.9)	(0.101)

پیکرِ خاکی میں عناصر کی ترکیب

آکسیجن	=	65فی صد
فاسفورس	=	1.0فی صد
کاربن	=	18فی صد
گندھک	=	0.25فی صد
ہائیڈروجن	=	10فی صد
پوٹاشیم	=	0.2فی صد
نائیٹروجن	=	3فی صد
سوڈیم	=	0.15فی صد
کیلشیم	=	1.5فی صد
کلورین	=	0.15فی صد
میگنیشیم	=	0.5فی صد

تاہم انسانی جسم میں موجود نظامِ حیات کے باعث 65 کے لگ بھگ عناصر کی موجودگی کے شواہد ملے ہیں۔

Bacteriological quality of water samples obtained from different localities in Karachi

Locality	Total No.of Samples	No.of Samples FHC	No.of Samples UFHC	Samples positives for C,FC	Samples positives for Enteric pathogens*
North Nazimabad	475	66	409	409	15
Federal B Area	525	25	500	500	20
Gulsha-e-Iqbal	310	20	190	190	30
Total	1310	111	1099	1099	65

* = Pricipally Salmonella species. Mostly S typhi and S.paratyph B.
FHC = Fit for human consumption
UFHC = Unfit for human consumption
C = Coliforms
FC = Faecal coliforms

Source Dr. M. Altaf Khan

	Reserves (millions of metric tons)	Annual Production (millions of metric tons)			
		*average 1963-67	1971	1973	1977**
Total World	6,641,200	1,969	2.124	2,189	2,465
USA	1,100,000	472	503	547	602
USSR	4,121,603	394	441	499	502
CHINA	1,011,000	283	390	370	490
UK	[illegible]	188	147	130	120
POLAND	45,741	119	145	157	186
F.R. OF GERMANY	70,000	132	111	97	85
INDIA	106,260	66	70	78	100
SOUTH AFRICA	72,465	47	59	62	85
AUSTRALIA	16,000	29	45	60	72
FRANCE	2,800	50	33	26	21

** Provisional number (June 1978)

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

عناصر کا ظہور ترتیب

: Hypothetical Materials Balance for Humans, 1963

(Dry Weight x 10 Tons)

	Carbon	Oxygen	Hydrogen	Nitrogen	Total
Food inputs:					
Carbohydrate	14.74	16.30	1.99	-----	33.12
Fat	7.36	1.11	1.11	-----	9.63
Protein	3.92	1.67	0.51	1.16	7.25
Total	26.01	19.17	3.65	1.16	50.00
Outputs:					
Garbage	5.99*	3.12*	0.80*	0.09*	10.03
Respiration+	12.84*	9.79*	1.84*	-------	24.46
Sewage+	6.44*	6.06*	0.91	0.98+0.06	14.39
Losses due to death%	0.46	0.12	0.06	0.06	0.70
Added biomass (population growth)	0.28	0.07	0.03	0.03	0.43

* Estimates based on plausible allocations of protein, carbohydrate, and fat.
\+ Not including oxygen from the air proportions based on combustion of sugar (C6 H10 O2) yielding CO2 and H2O.
\+ Sewage solids estimated at 0.55 lb per capita per day.
% Assuming the population increase is 1.2 per cent (of the biomass) per year, and the death rate is 2 per cent (of the biomass).
(Source) Allen V. Kneese, Robert U. Ayers, Ralph G. d' Arge, *Economics and the Enviroment*, Resources for the Future johns Hopkins, Baltimore. 1970. p. 57.)

نباتات کی دلفریبیاں

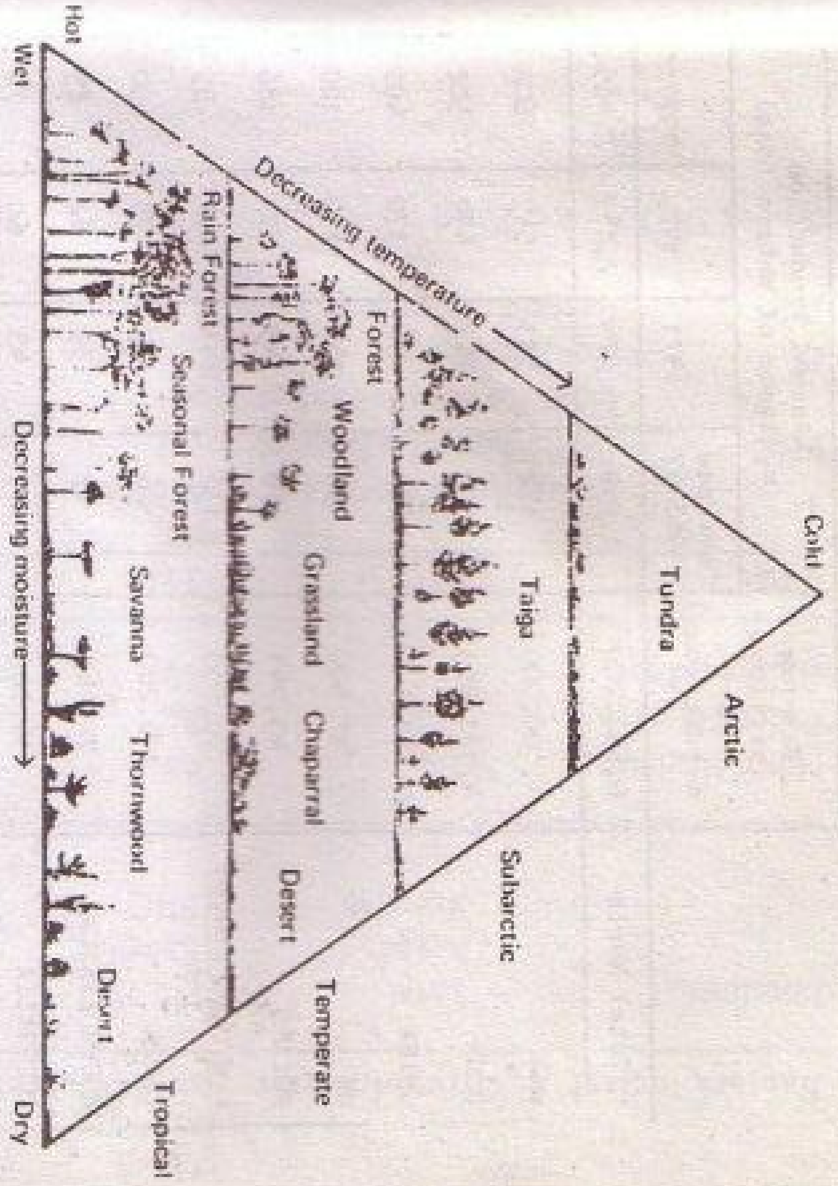

عناصر قدرت کے ہیر پھیر

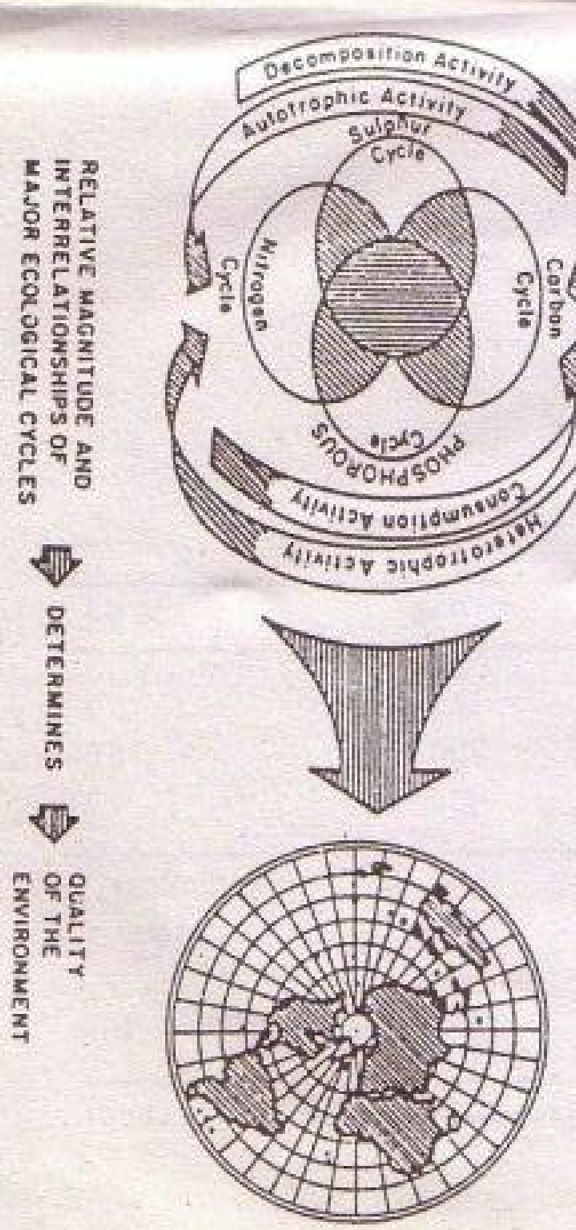

toobaa-elibrary.blogspot.com

BOOKS REFERRED

1. The Holly Quran.
2. PNCS 1992.
3. Advances i environmental science ad Technology By R.K. Trivedy.
4. Effect of industrial pollution and seed Germination-paper By Dr.S.A. Qadir.
5. Environmental system and technology By Judith And Carberry.
6. Environmental Pollution control By MC Loughlin And Bellinger.
7. Applied environmental Biology By Dr. Saxena.
8. Environmental Pollution and legal Defence By V.R.Kreshna.
9. Arora services volume one to fifteen.
10. Environmental science ARMS-TOKYO, Japan.
11. Environmental / pollution - By Cirdeep Raj.
12. Gas processing - By James.
13. Fundamentals of Ecology By Agarval.
14. Environmental strategies Hand Book - By Rao V-Kolluru.
15. Hand Book an environmental engineering By Robert A.Corbit.
16. Energy in Balance- British Association Publication.
17. Current status and problems of env.control in Japanese steel industries. May 1980 publication.
18. Env.Control technology in Steel industry Brazil 1985.
19. Technology For Env.Clean-up of soil and ground water By Aavagadro.
20. World Book Report 73 on water pollution control.
21. Env.Implications of expanded cool utilisation By M.J. Chadwick.
22. Precipitation By Sumner.
23. Drinking water analysis report-By Dr. M. Altaf Khan. Dept.. of environmental studies University of Karachi.
24. IUCN Reports//publications.
25. Managing municipal water PNCS-11.
26. Environment and Economic development By Gunter Schamm.
27. Chemical hazards of work place NICK H.
28. Industrial and marine Fuels-George. clark.

دارِ فانی میں تیل کے دھارے

	Reserves (millions of metric tons	Annual Production millions of metric tons				
		average 1963-67	1971	1972	1973	1977
Total World	76,200	1,525	2,400	2,600	2,800	3,000
USA	5,144	395	467	528	513	463
USSR	8,203	245	377	394	421	546
SAUDI ARABIA	18,727	103	223	286	365	453
IRAN	8,265	98	223	252	294	276
VENEZUELA	1,966	178	186	168	176	116
KUWAIT	10,370	108	147	151	138	94
LIBYA	3,695	56	132	106	105	100
CANADA	1,126	40	64	87	100	71
IRAK	4,420	62	84	70	95	111

آبِ زمزم کا تجزیہ

COD = 55 mg/L

BOD = 5.8 mg/L

Total dissolved solid = 1620 mg/L

PH = 6.9

Chloride = 234 mg/L

Carbonates = 365 mg/L

Sulphates = 190 mg/L

"S" = Nil

Nitrates = Nil

Mn = Present

Zn = Present

Ca = Present Mg = Present

toobaa-elibrary.blogspot.com

529

29. *Pakistan fact-sheet---- water (IUCN).*

30. *Environmental aspect of Iron and Steel industry U.N.E.P.*

31. *Environmental Health component for water supply, sanitation and urban projects By-James A-Listorte.*

32. *New developments in industrial water treatment By Aysen and orhan U.S.L.U.*

33. *MG graw hill encyelopedia of the geological sciences By Daniel N. Lepedes.*

34. *Hazardous two waste management By Michael D. La Grega.*

35. *Between two worlds By Lyantan Keith.*

36. *Resource, recovery and re-cycling By Allan-Bartan.*

37. *Global Environmental Education By PR Triewdi.*

38. *advances in ecology and environmental education By P.C. Mishra.*

39. *Ecology and the environmental By S.K. Shukla.*

40. *Natural Resource conservation By oliver S. Owen.*

41. *World Energy Demand, resources 1985-2020.*

42. *Desertification By Jain .*

43. *Environmental Science-ARM.*

44. *Global Warming By M. Lal.*

45. *Clean Technology and environmental A-J. Longley.*

46. *Environmental Management and Business strategies by Richard Welford.*

47. قرآنی آیات اور سائنسی حقائق (ڈاکٹر ہلوک نور باقی)

48. مظاہر فطرت اور قرآن (ڈاکٹر عبدالودود)

49. *Urban Environmental Management By Rodney.*

50. معرکۂ مذہب و سائنس (مولانا ظفر علی خان)

51. گدلا پانی (شفیع حیدر دانش)

52 دھندلے افق پر (شفیع حیدر دانش)

53. *Environment the Next Frontier U.S. information Agency.*

54. *Web in print USIS (Pakistan / Karachi).*

55. *Seminar Proceeding on Marine Pollution and its effection coastal Areas and harbours (Pakistan Navy 1995).*